

قصص اولین سواعظ الاخرین



HISTORY OF REVOLUTION

پہلی جلد

سبع تصاویر

Chas
1920

مؤلف

مؤلف

سید محمد رفیع رضوی عالی متوطن قصبہ موہان ضلع
اوناؤ ملک اودہ۔ سابق ایڈیٹر پرنٹنگ اور ناؤ و اخبار گوہر نگار
اگرہ۔ مؤلف تصریح الحروف تاریخ تصنیف ہی۔ اخترا قبال۔
اخترا وده نقش حیرت وغیرہ۔ حال اسٹامپ نگار۔ مطبع سرکاری

ریاست بہوپال

مطبع اسلامیہ لاہور میں حسب فرمائش مولوی فضل الدین

مالک اختیار و فادرا لاہور کے چھپی

قیمت فی جلد علاوہ محصولہ اک۔ ایک روپیہ۔ مارا جاتا ہے۔

تاریخی واقعات کو پسند کرنا و صاحبان

لائق مصنف نے اس تاریخ کو بڑی معقولیت اور اپنے وسیع تجربہ کے علاوہ کمال درجہ محنت سے تصنیف فرمایا ہے جس کی قدر افزائی کی اہل ملک مخصوص ان معززین کے جنکو بنارس ایسے مذہبی اور مقدس مقام سے ایک حد تک خاص دلچسپی ہے، سے پوری توقع کی جاتی ہے۔ اسکے ساتھ ہی ہی نگارش ہے کہ حضرت مصنف نے اس تاریخ کے ساتھ ہی اپنی عمر کی محنت سے تاریخ ہوپال اور تاریخ حیدرآباد دکن بھی اپنی تصانیف کے سلسلہ میں بہت ہی شرح بسط سے طیار کی ہے جو عنقریب چھپ کر نظر ناظرین عالی مقام ہوگی۔

واقعی نامور مصنف نے ایسی تاریخین طیار کرنے میں اپنی قابلیت کا معقول اظہار فرمایا ہے۔ جو لاریب اہل ملک کو مصنف کی محنت اور تجربہ پر فخر کرنا چاہیے۔

را۔

یورپ رائٹر اخبار و فادار لاہور

۲۵۲۲۵	۳۶	۲	۶
کتاب بنارس		۱۰۰	

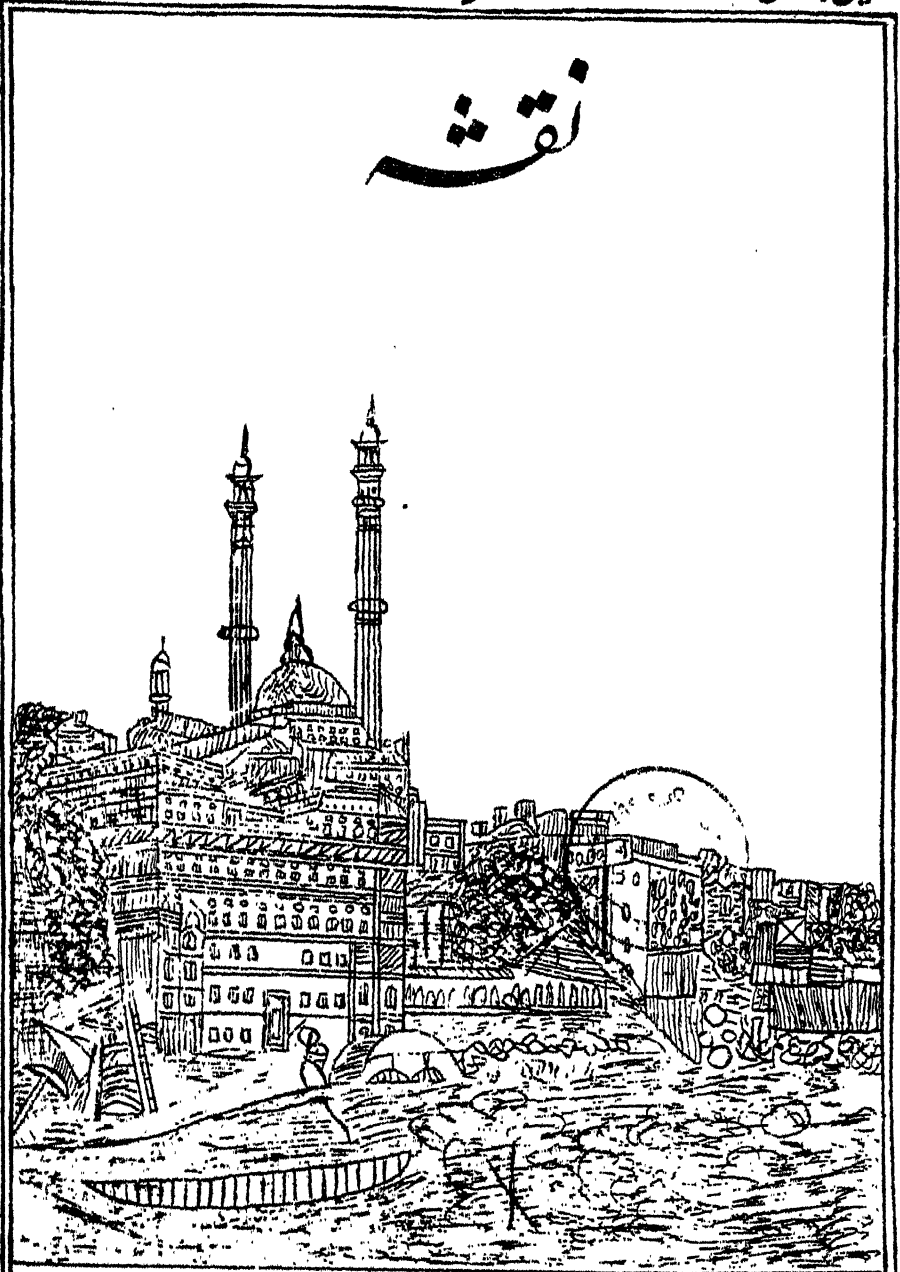
التماس مولف

ناچیز مولف نے اہل ہنود کے مقدّس و متبرک شہر بنارس
 کی یہہ تاریخ نہایت عرق ریزی و جانفشانی سے بغرض فائدہ و
 معلوماً اہل ہنود و تواریخ و نیز والیان راج کاشی (بنارس) کے
 خاندانی کاغذات سے مع تصاویر صحیحہ انتخاب و اقتباس کر کے تالیف کی
 ہے۔ ناظرین گذارش ہے کہ جہاں کہیں غلطی پائیں عیب پوشی فرماوین۔
 بدور ادور گریا بدخطائے
 نیار دبر سر من ماجرائے



سید محمد رفیع رضوی عالی مولائی مؤلف کتاب ہذا

نقشہ



شہر بندر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آغاز تاریخ

بنارس خط استوا سے ایک سو شہ درجہ طولاً اور چھبیس درجہ عرضاً اقلیم دوم ملک ہندوستان میں کنگتہ سے چار سو پتہ میل بہی سے نو سو پتہ تالیس میل۔ بنارس سے پندرہ سو پتہ اس میل اور الہ آباد سے قریب چوہتر میل درپائے کنگتہ شمالی کنارے پر نہایت آباد اور دو گنڈ شہر طولاً ڈھالی میل اور عرضاً ایک میل واقع ہے۔ مکانات پانچ پانچ چھ درجہ تک بلند تھے ہیں کچے تنگ اور گھٹے ہیں جن قریب پندرہ سو دیو استھان اور شوالے اہل ہنود کے میں جن میں ہر صبح کو پوجا بول کا مجمع رہا کرتا ہے۔ اگلے زمانہ میں بوردہ مذہب کے لوگ بھی زیارت کو چین وغیرہ سے آئے تھے لیکن اب وہ حالت نہیں رہی۔ ہر مہینے اس جگہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ اسے بوردہ مذہب والوں کا سلسلہ آمد و رفت بند ہے۔ مگر فی زمانہ اطراف و اکناف سے ہزار ہندو ہر سال تیرتھ کے لئے آتے ہیں۔ اس شہر میں مسجدین نسبت مندروں کے بہت کم یعنی دو سو ہیں۔ ہندو اور مسلمان دونوں کی وضع اور گفتگو قریب قریب یکساں ہے۔

۱۱۔ وہ خط و جو پانچ زمین کے فرض کیا گیا ہے۔ اور جس کا ایک سر مشرق اور دوسرا مغرب کو ہونا ہے۔ ۱۲۔ کہ ہندوستان دونوں ہندو اور مسلمان یعنی جگہ سے ہند ہے جس کے معنی ہندو ہونے کے کی جگہ ہندو کی وجہ تسمیہ میں اہتمام ہو بعض اس کو دریائے سندھ کے مشتق سمجھتے ہیں۔ چونکہ فارسی میں اس کو کاسے (دیکھو صفحہ ۷۲)

عورات میں حیا و عصمت کمتر ہے۔ ہندوؤں کا تیرتھ گاہ ہونے کے سبب یہاں فقیر
 (دیکھو ضخیم نمبر حالات فقرائے اہل ہندو مع تصاویر) بھی بہت ہیں۔ اور ایک قسم
 کے برہمن ہیں جو گنگا پتر کہلاتے ہیں یہ زائرین سے پیسہ وغیرہ لیتے ہیں۔ دوکاندار یہاں
 کے اصل سے بدرجہا بڑا کر قیمت کہتے ہیں دلال بھی نہایت چالاک ہیں جو تقریباً گنتی
 ہزار ہونگے جن میں بھی یہاں خوب سے خصوصاً ناگریاں اس شہر کی نہایت حسین ہیں
 شیخ محمد علی حزمین نے اس شہر کو پسند کر کے سکونت اختیار کی تھی۔ اور اس کی
 نسبت یہ شعر کہا تھا۔

از بنارس نروم مجدد عام ست اینجا ہر برہمن سپر لکھن و رام ست اینجا رتے
 یہاں کی جمع لائق ہیر اور قابل دید ہے بوجہ تیرتھ گاہ ہونے کے اکثر راجہ یہاں رہا کر
 ہیں میں ۱۹۲۹ء میں پھر کاب جہا راجہ یہاں رہا کر گیا تھا
 اور محلہ اسی سنگم میں مقیم تھا چنانچہ اس محلہ میں سات راجہ قیام پذیر ہے۔
 شہر سے شمال اور مغرب کی طرف دو میل کے فاصلہ پر انگریزی چھاؤنی ہے۔ جس کو
 سیکرور کہتے ہیں۔ یہاں مکانات اور کوٹھیاں حکام ملکی کی ہیں۔
 یہ شہر ہمیشہ سے علم سنسکرت کا گہر ہے اور ہندوستان میں ایسا ہے۔ جیسا کہ یونانیوں
 کے لئے شہر ایتھنز (یونان) کا دارالسلطنت ہوا اور ہزار برس پہلے ہی دارالحکومت تھا۔ اسکی آبادی پچاس
 ہزار آدمیوں کی ہے، تہا یہ شہر اب بھی ہندوؤں کی باقی ماندہ علوم کا مخزن ہے۔

بدل دیتی ہیں۔ جیسے سبت سے ہفت۔ بعض کا یہاں کہ ہندوستان کے باشندے فارسیوں کو کچھ سیاہ فام ہوتے ہیں
 اس لئے ہندو یعنی سیاہ ہوا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ لفظ انڈو یعنی چاند سے نکلا ہے۔ چونکہ زمانہ سلطنت میں چندریشی
 (اکشوا کا بہنوئی) بدھ تھا اسکی اولاد چندریشی کہلائی، راجاؤں کا راجہ ہندوستان میں بہت عرصہ تک رہا۔ اور یہی
 وجہ قوی معلوم ہوتی ہے اس ملک کو صرف ہندو ہی کہتے ہیں سنسکرت نام بھارت پرش ہے کیونکہ چندریشی راجہ بھارت

جس زمانہ میں فتوحات اسلامی کا ڈنگہ ہندوستان کے سرحدی بڑے بڑے مقالوں پر بچ رہا تھا۔ بنارس سے ایک صوفی بہو جبرہ بن مسلمانوں سے مذہبی بحث کرنے کیلئے بلاد اسلامیہ کو روانہ ہوا اور سلطان علی مرد کے زمانہ میں داخل شہر اگروت ہو کر قاضی رکن الدین سمرقندی (سمرقند کی وجہ تسمیہ اور بانی کا حال تاریخ حیدرآباد دکن مع تصاویر میں لکھا گیا۔ مولف) سے ملاقات کی۔ مباحثہ کا ارادہ تو جاتا رہا۔ بجاؤ اسکے علوم عربیہ سیکھنا شروع کئے اس نے قاضی صاحب کی خدمت میں ایک کتاب جس کا نام انبیت کہنت تھا۔ پیش کی اور اس کے مطالب بیان کئے۔ قاضی صاحب اس کے مسائل سے پوری آگاہی حاصل کر کے ایسے شائق ہوئے کہ اس سنسکرت پڑھنا شروع کی اور اصل زبان سے واقف ہو کر فارسی میں پھر عربی میں کتاب مذکور کا ترجمہ کیا تاہم اسکے مشکل مقامات شرح کے محتاج تھے۔ اتفاق سے بہو جبرہ کا ایک شاگرد انہو ہوا تھا بلاد اسلامیہ میں پہنچا تو ایک سنسکرت دان عالم نے اس کی کتاب پڑھی اور عربی زبان میں اسکا نہایت عمدہ ترجمہ کیا جسکا نام مرآة المعانی الادراک العالم الانسانی ہی شاہا جہان نے ایک ہندو فقیر کیلئے جو اس وقت اپنے علم و فضل میں مشہور تھا کچھ تو اس کی فضیلت علمی کے لحاظ سے اور کچھ راجاؤں کی خاطر سے دو ہزار سال کی پیشین مقرر کر دی تھی یہ فقیر دہلی میں بادشاہ اور امراء کے دربار میں اسی مختصر لوٹاک سے جو بنارس میں پہنچ رہتا تھا۔ جایا کرتا تھا۔ اس کی پیشین اور رنگ زیب نے تعصب مذہبی کی

تہہ حاشیہ :- نے کی وقت میں تمام ہندوستان پر حکومت کی ہو۔ انگریز لوگ اسکو انڈیا کہتے ہیں منو شاستر میں ہندو شاہ کا نام آریادرت یعنی مسکن معزین آیا ہے کیونکہ آریہ کے معنی سنسکرت میں معزز اور عالیٰ نڈان کے ہیں زرتشت کی کتاب زندہ اوستا میں ہی وسطایتا اور ایران کو امیر یا لکھا ہے یہی لفظ اوستا میں یونانی اور عبرانی زبانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ ۱۲۰۰ء اس کی وجہ تسمیہ ہم نے تاریخ اودہ میں لکھی ہے ۱۲ مولف نے ۱۹۰۰ء میں ۱۲۰۰ء کی آبیائی بھی

وجہ سے جو اس کی عادت تھی بند کر دی تھی۔

اس شہر میں ہولی کے بعد گنگا پر تہر ہوا منگل کا میلہ قابل دید ہوتا ہے اور تین روز تک رہتا ہے دُرگاجی کے مندر پر یہ شنبہ کو قربانی وغیرہ ہوتی ہے اس مندر میں بندیر بکثرت رہتے ہیں جنکو ہنود کھلاتے پلاتے ہیں۔ باوجودیکہ بہت لکالے گویہیں تاہم کس قدر باقی ہیں۔ دُرگاکنڈھ ہی عمدہ مندر ہے اس کے گرد اور یہی مکانات ہیں جو جہاد یو اور گنیش جی کے کہلاتے ہیں۔ سب کے درمیان دُرگاجی استہان ہو جہاں انکا بت رکھا ہے ڈیوٹھے پھرنے کے لئے وہاں بہت سے کمرے ہیں چونکہ دیوی بہتا ہوا خون دیکھ کر بہت خوش ہوتی ہے۔ اس لئے بہت سی بھیڑ اور بکریاں قربانی کیجاتی ہیں۔

گورنمنٹ کالج جس کو سرکار انگریزی نے ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے خرچ سے ۱۸۱۱ء میں باہتمام پیکٹیو صاحب انجمنیہ بنوایا ہے اور شیشر ناتھ جہاد یو کا مندر اورنگ زیب کی مسجد۔ مان مندر یعنی صدر خانہ اور پختہ کھاٹ و دیگر مندر قابل دید عمارات ہیں یہاں کچھ کھاٹو بھی بلندی سیر ہیونکی خوبصورت قطار سے شہر کی خوبصورتی اور شان عجیب لطف دکھاتی ہے یہاں کاکناب۔ گلبدن۔ ظروف برنجی۔ سونے چاندی کا زیور اور خرا دکا کام مشہور ہے ٹلسی داس مصنف راہین نے ۱۸۳۵ء مطابقت ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو اور شیخ محمد علی حزمین نامی شاعر نے ۱۸۴۲ء مطابقت ۱۹۲۳ء میں یہیں انتقال کیا۔ شیخ کی قبر بمقام فاطمان موجود ہے۔

تاریخ و قات

تہی گشت ہشیات کے روزین

ز شیخ محمد علی حزمین

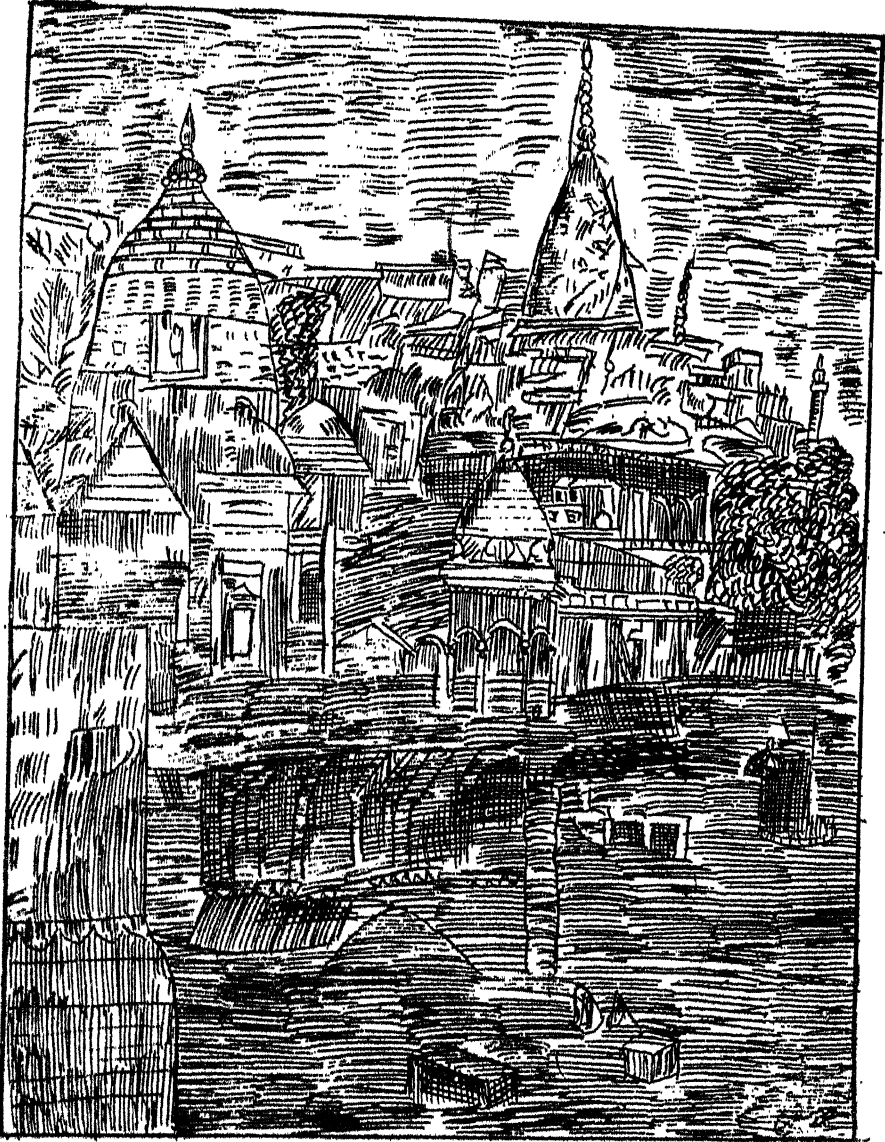
متعلقہ صفحہ

۴



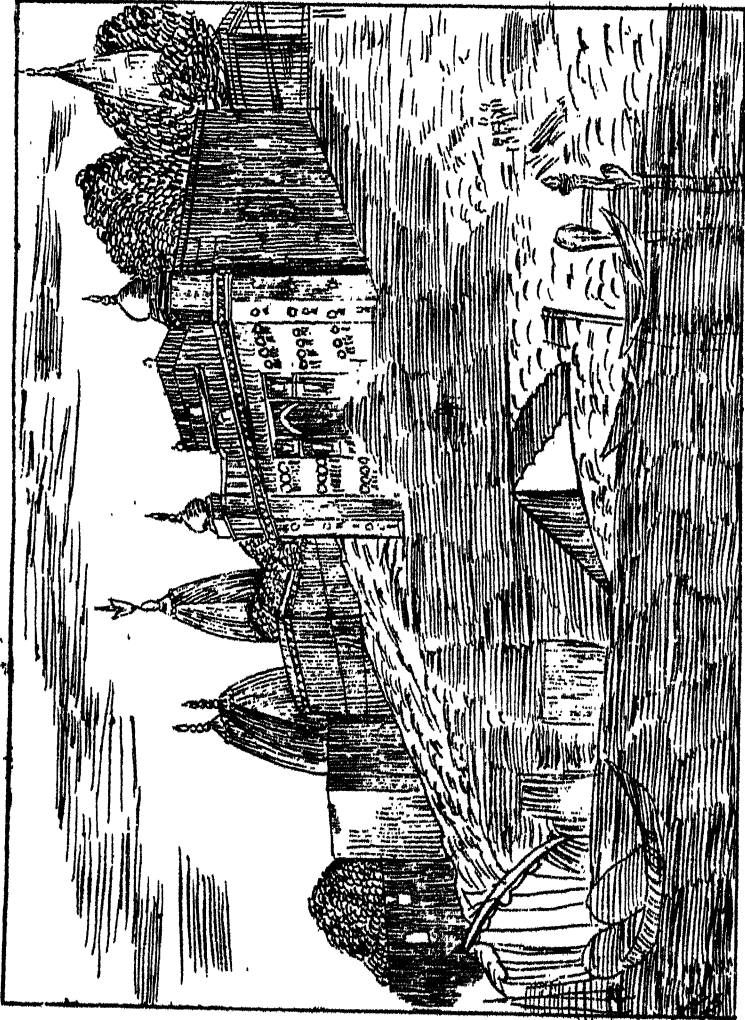
دُرگاجی کامندر

محلہ صفیہ



درگاہ

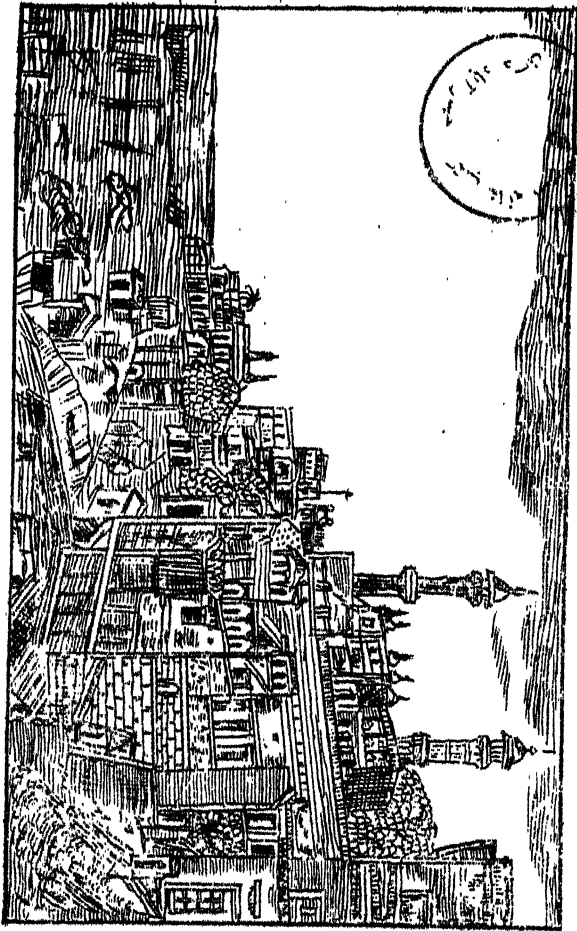
مشعلہ صفیہ



گھاٹ

متعلقہ صفحہ

۴



گھاٹ

واشی متعلقہ صفحہ ۴

۱۔ جب تلمی داس کی شہرت کا آواز ہوا بعد شہر جہان دہلی پہنچا۔ بادشاہ نے بوجہ تجاوت مذہبی اسکو قید کیا۔ اسوقت ہزاروں بیہوش
 قید خانہ توڑنے لگے۔ آخر شہر تھوب ہو کر چھوڑ دیا۔ قوم کا گلیچ برہمن، قدیم ہاشندہ راجہ پرتھوی چندر کوٹ ضلع بانڈہ (بانڈہ سے اٹھارہ کوس
 جانب جنوب مشرق اہل ہندو کا تہذیبی بیان راجہ راجندر رائے کا مفصل حال ہے تاریخ اودھ میں تصاویر لکھا ہو مؤلف بن بن داس کی
 حالت میں کچھ عرصہ تک رہے تھے) ملک بندر لکھنؤ کا تھا۔ اسکے گرد کا نام گھنٹا تہہ داس تھا۔ کلام تلمی داس کا یہ ہے۔ سے رام الیکھ
 گریب نواب ہے۔ لوک دیدور پر دہ بر لے۔ جو بن رہی نہ دہن رہے گا نو نہیں پھاؤن۔ تلمی جگ میں جس رہی اور سو رام کا ناؤن۔
 گنگے گریب گرام نر مار گہڑت ٹوٹے میں اوجاگر۔ مایا کو مایا سے کر کر اوپے ماہتہ تلمی داس گریب کو گو فی پو پوچے بات ہ۔ ایک ہندی
 شاہ نے تلمی داس کی تاریخ وفات میں یہ لکھی ہے۔ سے ساون سکلاستی تلمی تھے سریریت سورہ سے اسی گنگے کے تیر۔ ۱۲
 ۱۵۔ سکلاستھ میں پیدا ہوئے۔ اکثر بلا دیران وغیرہ کی سیر کی۔ محمد فریح نسائی انکے استاد تھے۔ علوم منطق ریاضی الہی وغیرہ پڑھے
 ہوئے تھے اور شاعری میں درجہ کمال حاصل تھا۔ ہندوستان میں اول بمقام پڑھ۔ واقع منہ آئے چند روز بعد عثمان اور ملا ہو
 ہو کر دہلی میں آئے۔ نادر شاہ کے جانے بعد عہد الملک امیر خان نے محمد شاہ سے کچھ جاگیر دہلی میں دیوادی تھی جہاں انہوں نے
 ہندو لکھی ہو جس کا ایک شعر ہے۔ ناس سیرتی مست تننا و ہر دی۔ از دیو لاج ہند کہ ان نداشت ست۔ لکھنا شروع کی۔ راجہ شعرا و
 دہلی متغض ہوئے۔ آخر یہ وہاں کا رہنا بے لطف ہو گیا اگر کہی راہ سے بنارس کو نواب آصف اللہ ولد بعض کتب تاریخ معتبر سے لمانہ
 نواب شجاع اللہ میں انکا بنارس آنا پایا جا تا ہی اسکے وقت میرا گئے۔ یہ آیت مشہور ہے کہ نواب موصوف بنارس میں اٹھی ملاقات کو مقام
 خاں میں تھی۔ وکاد باؤن روکا۔ نواب خاں نے فرمایا کہ ہمارے جاکر کہو۔ سے۔ مرد ویش را در بان بناید بجواب اس شیخ نے کہا میں
 بہانہ مانگ دینا نہایت۔ مگر آخر کو بلا اور ملاقات کی۔ دیوان کا اقامت منتر تقسیم کر گیا تیساریں دفعہ ہی تھے ہیں ہزار کے ہیں پچھڑا شکر
 نبرد دیو پھل جانب گلہ امرا | درد آنک بوجہ وہوے جا تا مرا | مطرب علی کرشن سنا تی شہر بادہ | سنا تی طرح کہ دور گوار گدشت
 میرد ناصر خان گرفتار مرا | پوسن پست درین گوشہ زندگیا | ایار ابا مال ملک راجو اب وہ | مطرب نزل کہ وقت لکھا گدشت

شیخ نے اپنی قبر خود تیار کر کے اپنی ماتم سے چند کلمہ شعر لکھے یہ وہ ہیں بر سر لوح تبارک اللہ
 بعد از ان یا عن قدا تیک المنی بعد العبد الراجی رحمۃ اللہ العفو محمد المدعو البعلی بن

ایطالاب الحیلمانی اور پائین یہ مطلع سے

روشن شد از وصال تو شبہا تو تارنا: صبح قیامت ست چراغ مزار ما
اور دونوں پہلوئے مزار پر یہ دو شعر تحریر ہیں۔

زبان دان محبت بودہ ام دیگر نمیدانم | امید نام کہ گوش از دست پیغام شنید ایجا
حزین از چارہ پیمایے سرگشتگی دیدم | سر شوریدہ بر بالین آسائش رسید ایجا
کبیر جو لاپہ ہاشندہ رتن پذیر ضلع فیض آباد واقع ملک اودھ جو چند مکندہ رودی بیان
بعقائید ہنود عبادت کرتا رہا۔ اور فقراء کے نزدیک صاحب کمال تھا اس کے مصنفہ کو
شہور عام ہیں۔ از سبکی قبر ہی میں ہے۔

شہر سے جنوب کی طرف گنگا پار را بہ بنارس کے رہتے تھو ناخو بصورت سنگی تلحہ بنا ہے۔
سے۔ کبیر صاحب دستان مذہب نے اید عجیب حکمت اصلی اسطر پر شہی سے کب اور سکا استعمال سوا تو ہندو اور
دونوں جمع ہوئے۔ ہندو چاہتے تھے کہ گوش کو جلا دیں۔ مسلمان ان کو ناچاہتے تھے۔ اس آئینہ ایک تقریباً اور کہا کہ
کبیر دونوں سے علیحدہ رہا۔ اس کے بعد جب مجھ کا دروازہ کھولا تو گوش کو نہ پایا تب سند ڈوں نے جگنا تہ میں ایک نودہ
مثل تبر کے بنا دیا۔ وہ کبیر کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔

صاحب تابہ محمد وہ کہتے ہیں کہ اس نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا تھا اور مانندہ بارہ شاگرد زمین سے ایک یہ بھی تھا
اسکو ہندو مسلمان دونوں مانتے ہیں چنانچہ اس کے مرنے پر دونوں فرقوں میں اس وجہ سے طوائف ولی کہ ہندو جلا نا اور
مسلمان دفن کرنا چاہتے تھے۔ اسی آئینہ میں کبیر نے اون پر ظاہر ہو کر کہا کہ میرا کفن اٹھا کر دیکھو جب دیکھا تو ایک ڈوسری
کا پایا۔ تب راجہ بنارس نے آدھے پھول جلا کر اپنے شہر میں ایک مندر کی جو بنا دیا۔ (بقول یہ کبیر کا سکھ ہے۔ ہندو
اور جلی خاں سردار مسلمان نے آدھے پہلو کو دفن کر کے اس پر روضہ بمقام گور متصل گور کبیر اور اسکا پرانا نام گور
تھا کہ استعمال سے گور کبیر ہو گیا۔ ویردایت دیگر ہندو گور کھاتا ہے۔ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ گور کہ ہندو جو ایک قسم کا
کھلونا ہے۔ وہ اسی کا ہے۔) بنو او یا نہیں کبیر نے وفات پائی تھی۔ بہر حال یہ شخص مواندہ تھا۔ کلام اسکا یہ ہے۔

چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیر ارد سے: دو پٹ پتہ ایسے ثابت ہو یا نہ کوئے: کبیر سر سے سر کے جو کیوں شکر کے ہیں
کوچ ٹھکر اسانس کا جت ہے دن رتین: مالا پیرت جگ لئے گیا: من کا پیسہ: کر کا: نہ کاچہ دل سے شکاں کا پیسہ:

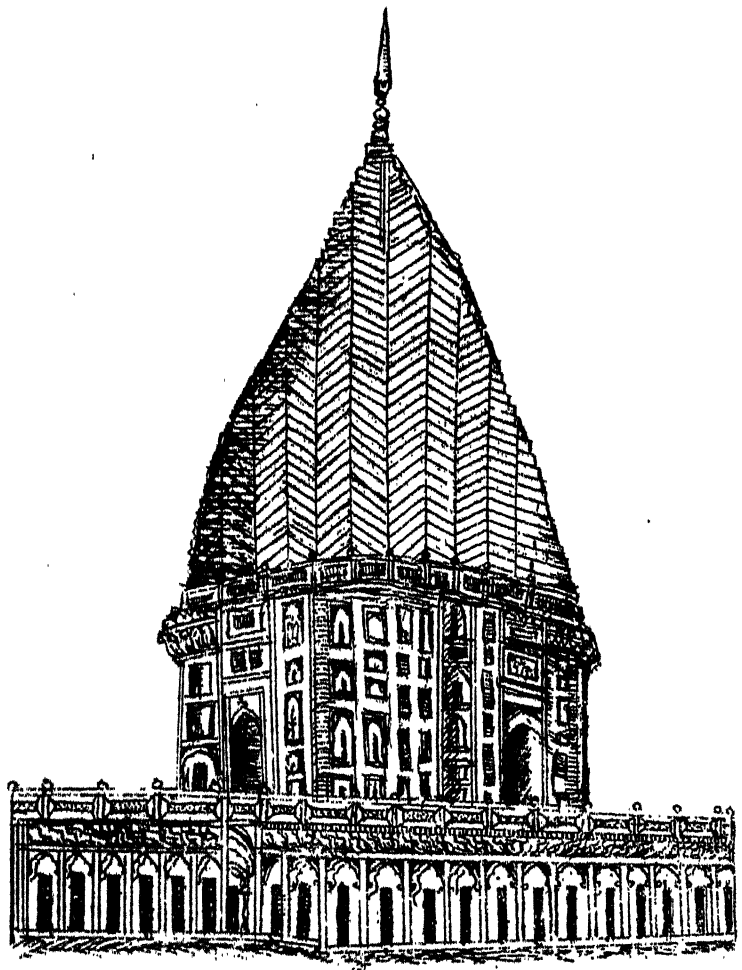
اور تھوڑی سی آبادی ہی مثل پھولے قصبہ کے ہے جو رام نگر ابھارا جہرڈ سنگھ نے آباد کیا، کے نام سے مشہور ہے اور ایک تالاب اور ایک بہت وسیع مندر بہارا جہرڈ سنگھ کا بنوایا ہوا ہے۔ یہ مندر ناتمام تھا۔ لیکن جس قدر بنا تھا اس میں تہر پر تصاویر قابل دید ہیں۔ اوپر کے تمام حصہ کو بہارا جہرڈ سنگھ نے بنوایا ہے۔ مگر باریکی و نفاست میں مثل سابق کے نہیں ہے۔

دریائے گنگا پر ریل کا بہت بڑا پل راج گھاٹ میں تیار ہوا ہے۔ جو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل کے نام پر ڈفرن برج (BRIDGE) یعنی پل) موسوم ہے۔ اس پل کی تیاری میں تھمرا لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے۔ اور افسران تعمیر پل مذکور میں اصحاب مندرجہ ذیل یا تخصیص قابل ذکر ہیں۔

- (۱) مسٹر ہڈ اسٹیف انجنیر اودہ روپیہ لاکھ روپیہ کی پستی مقیم لکھنؤ۔
- (۲) مسٹر ایف۔ ٹی جی والٹن صاحب رزیدنٹ انجنیر بنارس یہ لوگ اس پل کی تعمیر کے متمم تھے۔ اور بارہ بارہ سو روپیہ ماہوار مشاہرہ پاتے تھے۔
- (۳) مسٹر پیو مشیر انجنیر یہ الگ تان کے انجنیر تھے۔ لیکن اس پل کے متعلق مشورہ دینے کے لئے آئے تھے۔

ان افسروں کے علاوہ ایک یورپین اسٹنٹ انجنیر مشاہرہ چھ سو روپیہ ماہوار۔ ایک یورپین صدر منصرم مشاہرہ پان سو روپیہ۔ پانچ یورپین انسپکٹر مشاہرہ پچھترہ ڈیڑھ سو روپیہ تک مقرر تھے۔ پانچ چھ یورپین جنرل تنخواہ فی کس تین سو ساٹھ روپیہ تھے تجارتی اور آہنگری کے کام پر مقرر تھے۔ نقشہ نویس۔ محاسب اور اس قسم کے اور افسر قریب بیس کے بیس سے لیکر ایک سو چالیس روپیہ ماہوار تک کے نوکر تھے۔

مشعلہ صفحہ ۱۱

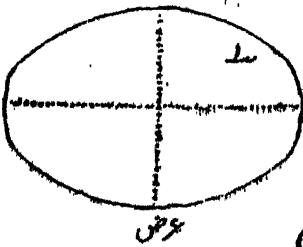


مندر واقع رام نگر

بہت سے خلاصی بھی سے آئے تھے۔ جنکی تنخواہ تیس تیس روپیہ تھی۔ اور وہ دریا میں کشتی اور جہاز چلانے میں نہایت ہوشیار تھے۔ کارخانہ آہنگری اور نجاری میں ہر تہی روشنی ہوتی تھی۔ اور اس کام کے لئے بھی ایک افسر مقرر تھا جس کی تنخواہ تین سو روپیہ ماہوار تھی۔ دریا کے اس پار سے اس پار تک ٹیلیفون لگا تھا۔ جس کے ذریعہ سے اس پار کے افسر سے بات کی جاتی تھی۔

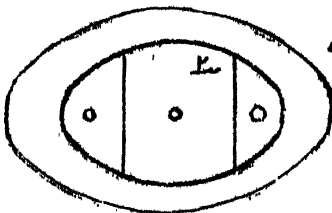
اس پل میں چھوٹے بڑے سب سولہ درہیں جن میں سے سات بڑے اور نو چھوٹے ہیں۔ بڑے در کی وسعت ایک پایہ کے وسط سے دوسرے پایہ کے وسط تک ۱۱۸ گز اور چھوٹے در کی وسعت اسی حساب سے ۳۸ گز ہے۔ بڑے در شہر کی جانب کے کنارے سے اس مقام تک ہیں۔ جہاں تک معمولی حالتوں میں دریا کی طغیانی ہوتی ہے اور چھوٹے در دوسرے کنارے کی جانب اس لئے بنائے گئے ہیں کہ اگر دریا میں زیادہ پانی آئے تو سڑک ڈوبنے سے محفوظ رہے۔

پل کا طول ایک کنارہ کے پشتے سے دوسرے کنارے کے پشتے تک ۱۱۶۹ گز ہے۔ بڑے دروں کے پائے اس بیضاوی شکل



کی کوہیوں پر جس کا طول ۶۵ فٹ (۳ فٹ یا ۲ ناہہ کا ایک گز ہوتا ہے)

اور عرض ۳۸ فٹ ہے بنائے گئے۔ اور ہر ایک پائے تین سو راج اوپر سے نیچے تک بنائے گئے تاکہ اونکے



ذریعہ سے نیچے کی مٹی اور پختی لگائی جاسکے۔ جو پائے پانی میں رہیں گے انکا کام دس فٹ سے

یہ فیٹ ایک کے متن میں کیا گیا۔ اس واسطے انکو بے پنیچوں کی صورت میں تین پنیچ دس فیٹ دو پنیچ ۲۰ فیٹ ایک ۲۲ فیٹ ایک پاس فیٹ کا تھا۔ یہ پنیچ دو ٹپھوں یا ایک جہازی شکل کی نکل پر چوہانی پر سلق پتی ہی کے درمیان جوڑے گئے جب دس فیٹ بلند ہو۔ تو ٹپھوں کے ذریعہ سے پانی میں اوتا دیئے گئے۔ پانی پر کسی سطلو بہ بلندی تک اوٹھانے یا پیچھے چلانے کے لئے اونکا وزن کبھی کم اور کبھی زیادہ کر دیا جاتا تھا۔ بعد میں پنیچوں کی زنجیریں نکال بیجا تیا تیر اور سمار اندر جوڑائی شروع کر دیتے تھے جب دس فیٹ جوڑائی ہو جاتی تھی۔ تو پنیچ کو ٹھی گلانی جاتی تھی۔ گلانی بروں صاحب کے جہام کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔ کو ٹھی کے ہر ایک خانہ پر جہام لگا یا جاتا تھا۔ اور آلہ جبر ثقیل کے ذریعہ سے نیچے کو ٹھی اتاری جاتی تھی۔ ہر آلہ جبر ثقیل ۵۴۵ من (ایک بین چالیس سیر کا ہوتا ہے) کا بوجھ اٹھا سکتا تھا۔ اور نو آلہ جبر ثقیل کا وزن روز چھ جہام کا محیط ۸۰ فیٹ اور وزن تھا۔ اور ۱۰ من مٹی اس میں اسکتی تھی۔ رات کو کام برقی روشنی کے ذریعہ سے ہوتا تھا رات کو دو فیٹ گلانی ہوتی تھی۔ اور دیکو اسی دو فیٹ کے برابر جوڑائی ہوتی تھی۔ ان اول شہر کی جانب تین کو ٹھیان ۲۴ فیٹ سے ایکر۔ ۲۰ فیٹ تک گلانی گئیں۔ ان کو ٹھی پالونگی کو ٹھیان پندرہ پندرہ فیٹ چکنی مٹی کے اندر گلی ہیں۔ اوسے بعد دو پایہ ۲۰ فیٹ چھٹا پایہ ۲۱ فیٹ۔ اور ساتواں پایہ ۳۳ فیٹ گلا یا گیا۔ ان ساتوں پالونگی کو ٹھیان اس وقت قائم کی گئیں۔ جب وہ زرد ہالو تک پہنچ گئیں۔

ان پالوں میں جو تین تین سو راخ رکھے گئے تھے۔ ان میں کنکر اور تپہر کے ہر ایک رینے مختلف قسم کے امدار مضبوط مصالحوں میں مخلوط کر کے بہرتے گئے۔ بعدہ ایک تہ پتہر کے چوکھٹوں کی دی گئی۔ اور اس پر سے بالائی

پایہ نمبر ۳ پر ماہ اپریل ۱۸۶۲ء میں ایک بڑا صدمہ گذرا تھا یعنی جس وقت اس پایہ کی کوٹھی گھلائی جاتی تھی تو اس کی راہ میں ایک تہ چکنی مٹی کی حائل ہوتی یہ تہ دفعۃً ایک جانب شق ہو گئی۔ اور اس کے اندر کی بیشمار بالو سوراخوں کی راہ اوپر چڑھنے لگی اور تیس فیٹ تک بلند پہنچ گئی۔ جس وقت بالونے زور کیا تو اندر کا پانی ہی جوش کھانے لگا۔ اس وقت پایہ کی جوڑائی ۲۱ فیٹ اونچی تھی۔ چونکہ کام تازہ بنا ہوا تھا۔ اس لئے پانی کے زور کو نہ روک سکا۔ اور ایک طرف کا کام ۲۸ فیٹ تک قریب ایک ثلث کے ٹوٹ گیا۔ اور زمین کے اندر کی کوٹھی ۳۰ فیٹ پھٹ گئی۔ اس پھٹے ہوئے حصے کا وزن تیرہ ہزار پانسومن تھا جس کا عمق ۶۰ فیٹ۔ طول ۲۶ فیٹ۔ عرض ۵ فیٹ تھا۔ یہ تمام ایک ساتھ ہی نہیں گرا۔ بلکہ بتدریج پانی کے دمار سے میں بہ گیا تھا۔ جس کا پتہ کچھ نہ معلوم ہوا۔ اس پایہ کی شکستگی سے نہایت مایوسی ہوئی تھی۔ کسی انجنیر کی رائے اس کی درستی کی نسبت لائق اطمینان نہ تھی۔ لیکن بالآخر مسٹر والٹن صاحب نے یہ تدبیر نکالی کہ جس قدر پایہ کا حصہ ٹوٹ گیا تھا۔ اسی شکل کا ایک آہنی چادر کا خول بنا کر اسے لگا دیا۔ اور اس میں کنکر پتھر کے ریزے ترکیبی مصالحوں میں مخلوط کر کے بہر دیئے۔ اور مزید استحکام کے لحاظ سے خول میں آہنی سلاخیں جڑ دین۔ بدین ہیئت ۶۹ فیٹ تک کی کوٹھی اور گھلائی گئی۔ اب اس خول کی چوٹی دریا سے ۷۰ فیٹ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ پیل ۳ ہزار ۵ سو ۲۲ فیٹ لمبا ہے۔ اور ۵ سال ۱۱ ماہ ۱۰ روز میں اسکی تعمیر ختم ہوئی۔ مزید پیل بہت چوڑا اور خوبصورت ہے۔ پانچ رستے ایک ہی عرض میں ہیں۔ بیچ میں ریلوے لائن ادھر ادھر پختہ سڑک ایک گاڑی آنے دوسری جانے کیوں سٹے پہ اس کے دونوں جانب پیدل آنے جانے کے لئے دورستے ہیں۔ کوٹھیوں کے گلانے میں جو مٹی دریا کے پتھروں سے لگائی گئی۔ اس

میں بہت سی عجیب چیزیں برآمد ہوئیں۔ ان سب چیزوں کو مسٹر والٹر صاحب نے ایک الماری میں جمع کر کے ہر شے پر ایک پرچہ لگا دیا تھا۔ اور اسپر لکھا تھا۔ کہ کس تاریخ اور کتنے فیٹ گہرائی میں وہ برآمد ہوئی۔ انہیں سے بعض اشیاء کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے

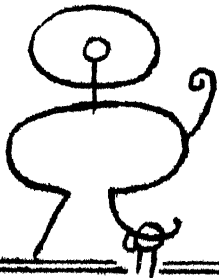
۱۔ مٹی کا برتن صراحی نما جو ۲۱ فیٹ گہرائی میں نکلا۔ اس میں یہ تعجب کی بات ہے کہ دریا کی تہ کے نیچے سات گز کی گہرائی میں پڑا رہا۔ اور مسلم رہا۔ اور پہر کوٹھی کھاتے وقت بھی ثابت رہا نہیں۔ معلوم کہ کس طرح کی مٹی سے بنا ہے۔

۲۔ ایک لوہے کا پتھر جو دو انگل چوڑا اور ایک ناہد لمبا ہے یہ کئی جگہ سے خمیدہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بنایا گیا ہے۔ غالباً یہ پتھر بارود کے کپے کا ہے جو مرنگ اڑانے میں یہاں تک پہنچا ہے۔

مہر
عدالت فوجداری
بلدہ بنارس ۹۵ ہجری
مطابق ۱۷۷۸ء

۳۔ ایک سرکاری مہر جس کی شکل یہ ہے۔
۴۔ کئی پیسے جو گورگھوڑی پیسوں کے مشابہ نگر اونے زیادہ گول اور موٹے ہیں۔
مورچہ کی وجہ سے عبارت نہیں پڑھی گئی
مگر حروف فارسی کے معلوم ہوتے ہیں +

۵۔ ایک سپی جس کا حرف ایک پل ہے۔ اس کے اندر بالو کی ایسی پتھر ملی تھی مہم گئی ہے کہ پتھر اور سپی ایک ہی چیز معلوم ہوتی ہے۔
۶۔ ایک آہنی آلہ جو بشکل گھوڑے کی لگام کے ہے جس کی صورت یہ ہے۔



۷۔ ایک شے ہنگڑی کے مشابہ ہے۔ جو دیسی ساخت

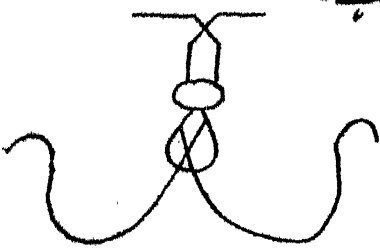


کی معلوم ہوتی ہے۔ صورت اسکی یہ ہے۔

(۸) ایک تانبے کی دیگی پٹنے کی ساخت کے مشابہ۔

(۹) ایک آہنی آلہ جو کانٹے یا ترازو کی شکل کا ہے۔

صورت اس کی یہ ہے۔



(۱۰) ایک تانبے کی لٹیا جو ہندوؤں کی برنجی

لٹیا سے مشابہ ہے۔

(۱۱) موصلی سیاہ کی شکل کی بہت سی جڑیں۔

(۱۲) ایک سنگی مورت جو ڈرگاجی کی مورت کی ہم صورت ہے۔

(۱۳) ایک سنگی مورت جو ستلا دیہی کی مورت سے آشبہ ہے۔

علاوہ ایسے ہرک کی کھوپری۔ ماتھی کی ہڈیاں۔ انواع و اقسام کے منکر تہر۔ اور ان کی مختلف صورتوں اور حالتوں کے مختلف مرکبات کے گولے جنکے اندر سخت چکنی مٹی

ہے۔ اور اوپر ایسے مضبوط منکر نصب ہیں۔ جو چھڑانے سے نہیں چھوٹتے۔ کنکر اور تہر بہت

سی قسم کے ہیں۔ کچھ کہنگر۔ کچھ آدمی مٹی اور آدھے تہر کی شکل کے بعض سیاہ بعض سفید

اس تہر میں منجلا اور مقام تبرک ہنود کے منکر نکا گڑ بھی ہے۔ اس میں ہزار ہا ہندو

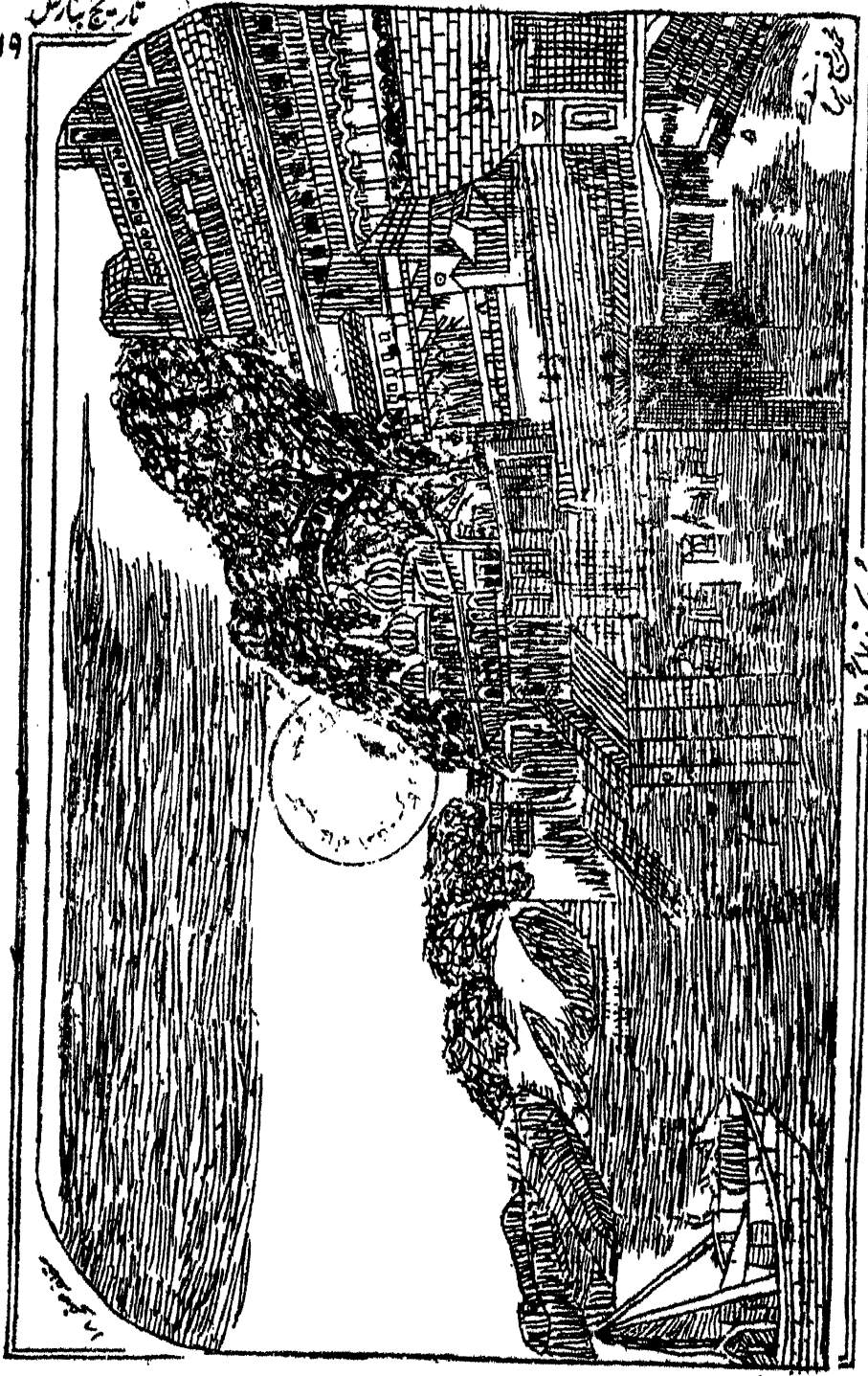
دور دور از شہر و نئے آکر اشنان کرتے ہیں۔ اہل ہنود کا عقیدہ ہے کہ اس کنگڑ میں

نہانے سے کل گناہ ٹائل ہو جاتے ہیں۔ یہ کنگڑ بشکل تھیل (جس کے مقابل کے دونوں

ضلع برابر اور چاروں زاویہ قائمہ ہوں) ہے اور اس کے گرد آہنی سلاخیں

حفاظت کے واسطے لگی ہیں۔ اور مثل تالاب کے سپریمیاں بنی ہیں۔ چھلچھوٹے سپریمیاں

اور کر آدمی کنگڑ میں پہنچتا ہے۔ اس کنگڑ میں پانی اس قدر کم رہتا ہے کہ بالکل



محلہ

میں لگا کر

۱۹

میلا اور گندلا ہو جاتا ہے۔ تاہم مذہبی اعتقاد کے سبب صد نامند و روزانہ اس میں نہاتے ہیں۔ لیکن جب دریائے گنگ میں طغیانی پیدا ہوتی ہے اس وقت اس کھڈ میں بھی پانی زیادہ ہو جاتا ہے۔ بنارس میں جس قدر جاتری جاتے ہیں پہلے پنڈتوں اور پوجاریوں کے ذریعہ سے اس کھڈ میں غسل کرتے ہیں بعدہ اور مندروں وغیرہ کا दर्शन کرتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے پوجاریوں کو ہزار ہا روپیہ ماہوار کی آمدنی ہوتی ہے اس کھڈ کے پانی کو بھی جاتری لوگ تبرکاً ساتھ لیتے ہیں۔

اس کھڈ کی وجہ تسمیہ امرکوش میں یہ لکھی ہے کہ مہادیو اور چمن رشی کی عبادت گاہ قریب تھی۔ اس مقام پر پانی مطلق نہ تھا چمن رشی نے مہادیو سے عرض کیا کہ پانی نہ ہونے کے سبب ہم سورج کو پانی نہیں دیکھتے۔ اگر آپ چاہیں تو پانی پیدا ہو جاوے یہ سنکر مہادیو نے اپنا ترسول چمن رشی کو دیا۔ کہ کونان کہو دے۔ پہلے چمن رشی نے کہو دنا شروع کیا۔ مگر زمین نہ کھدی۔ اور پانی نہ نکلا۔ تب اس نے مہادیو سے یہ حال کہا اور پانی نکلنے کی تدبیر پوچھی۔ مہادیو یہ سنکر مسکرائے اور خود جا کر اپنے ماتھ سے کھو دا۔ تیسرے روز ماتھی کے سونڈ کی برابر موٹی دھار نکلی۔ چونکہ موسم گرما تھا اس محنت سے مہادیو کے پسینہ نکلا۔ جو خوشبودار تھا اس پسینہ کی وجہ سے دھار دھوئی ہو گئی اور پانی خوشبودار ہو گیا کونان کھو دے کی وقت مہادیو کے کان کا موتی باسی کنوئیں میں گر پڑا لہذا اس کا نام منکر کا ہوا منکر کا اسکو کہتے ہیں جو چیز کان سے نکلے و سائیدہ گھاٹ بھی متبرک جگہ ہے۔ یہاں پر برہما جی نے دس گھوڑوں کی قربانی کی تھی۔ اسی وجہ سے اس گھاٹ کا نام و سائیدہ ہوا۔

بنارس کے قدیم زمانے کے حالات مسلمانوں کے قبل سے لیکر نثارام کے مانہ تک بہت ہی

کم معلوم ہوئے ہیں۔ حضرت ایل ہنود کی پُرانی مذہبی کتابوں میں کہیں کہیں اسکا ذکر پایا جاتا ہے۔ یہ الزام کچھ بنارس ہی کے تاریخی حالات پر عائد نہیں ہوتا۔ بلکہ کل ہندوستان کی تاریخ کا یہی حال ہے کہ جس قدر حالات صحیح ہیں انکو یہی ہندوؤں نے قصہ کہانی کی طرح اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔

اس شہر کی نسبت ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا نے رستے پہلے اسی کو پیدا کیا۔ اور اس کے ابتدائی راجہ ہادیو جی ہیں۔ لیکن جین مذہب کے لوگ اس کے خلاف ہیں انکی بیان ہے کہ کیدار ناتہ جی برہمن جوگی کیلاس کی طرف سے آکر اپنے تین ہادیو جی اور ظاہر کر کے راجہ کاشی ہوئے۔ اور قلعہ کالنجر واقع تحصیل بدوسہ ضلع بانڈہ بھی انہیں کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ جو اب تک ہادیو جی کے نام سے مشہور ہے۔

ایل ہنود کی معتبر کتاب کاشی رہسیہ میں اس شہر کی پیدائش کی اصلی کیفیت یوں لکھی ہے کہ ساتوں رشی (درویش عابد) انگرہ دشت وغیرہ وشنو کے پاس نجات کا راستہ دریافت کرنے گئے۔ وشنو نے سوچ سمجھ کر ایک بہت ہی جگہ رنگ (آگر تباہ) پیدا کیا۔ یہ رنگ پہلے صرف ایک بالشت کا تھا۔ مگر پھر تدریج پانچ کوس تک بڑھ گیا۔ اور اس مقام کا نام کاشی ہوا۔ اس وقت تمام دنیا پانی ہی پانی تھی اسکے بعد جب وشنو نے دیکھا کہ پانچ کوس جگہ رشیوں کے لئے غیر کفایتی ہوگی۔ تب اسکی اطراف میں اور زمین پیدا کی۔ اسی سبب ہندو کاشی کو دنیا کا مرکز سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے یہی حصہ زمین کا پیدا کیا گیا اور اس پانچ کوس کے حصہ کو بہت پاک خیال کر کے اس کے گرد جا ترہ کرتے ہیں۔

اس شہر کی پیدائش کا صحیح وقت چاہے جو کچھ ہو مگر تاہم پُران کے نامیں بہت پاک

متعلقہ صفحہ

۲۱



صدا دیوچی
{ یہ تصویر راجہ بہو بد سنگھ بہادر والی کاشمی کی
سرکار سے دستیاب ہوئی }

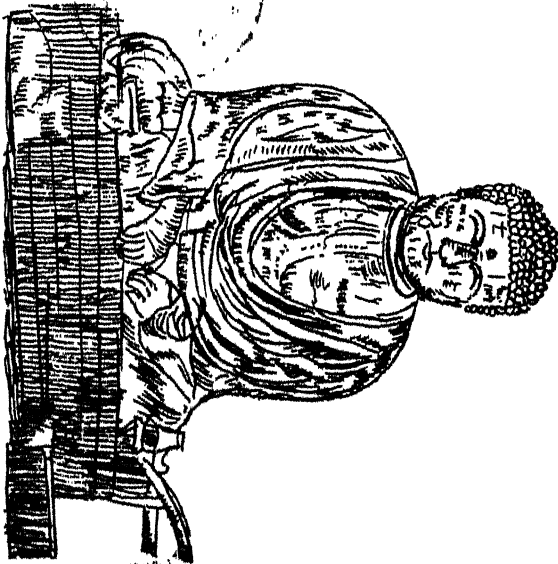
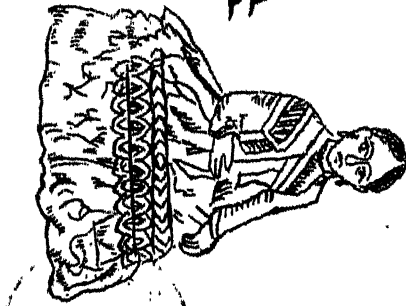
سمجھا جاتا تھا اور اسوجہ سے ہی یہ شہر قدیم ثابت ہوتا ہے۔
یہ شہر سنسکرت کی پُرانی کتابوں میں کاشی اور باراشی دونوں ناموں سے موسوم ہے کاشی
کی اصل تو سنسکرت لفظ کاش ہے، جو چکنے کے معنی میں ہے اور جس سے یہ حرا ہے
کہ یہ جگہ روح کو روشن کرنے والی ہے۔ اس لفظ کی اصلیت کی نسبت اور یہی بہت
سی حکایتیں ہیں۔ اور صحیح طور پر نہیں ثابت ہوتا کہ کس زمانہ میں کسوجہ سے کاشی سے
باراشی یا باراشی سے کاشی ہوا اور پھر یہ دونوں لفظ بدل کر بنارس ہو گیا۔

باراشی کی اصلیت کی نسبت پُرانی کاشی مہاتم اور کاشی کہنڈ میں لکھا ہے چونکہ یہ
مقام برنا اور اسی دو دریاؤں کے درمیان میں واقع ہے۔ اس لئے اسے باراشی کہتے ہیں
لیکن یہ قول مسلم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مقام قدیم زمانہ سے باسم باراشی مشہور ہے۔
اور اس زمانہ میں یہ دو دریاؤں برنا اور اسی کے وسط میں نہ تھا۔ بلکہ برنا کے شمال
میں واقع تھا، جو کہ اب تک پُرانی عمارتوں کے منہدم نشانات سے ظاہر ہے۔

ان
انگلی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شہر شیو (مہادیو) کے قبضہ سے نکل کر مختلف اجاؤ
کے قبضہ میں رہا۔ ساڑھے پانسو برس قبل حضرت عیسیٰ کے سہاگیا منو موجود نہ ہو
نے اس شہر کو اپنا صدر مقام قرار دیا تھا۔ مقام سارناتھ مہادیو کے پاس جو بنارس
کی پُرانی آبادی کے قریب شہر ہے ڈیڑھ کوس ہے۔ اس وقت کے تین تسان اب تک
پائے جاتے ہیں۔ یہیں بودھ کے سب سے پہلے وعظ کیا تھا۔ اس جگہ کو ڈیر پارک
کہتے ہیں۔ یہاں پر بودھ وغیرہ کی موتیں ٹوٹی پڑی ہیں۔ بودھ کے وقت میں یہ
رمنہ کے نام سے موسوم تھا۔ چونکہ اس خاص مقام پر بودھ نے تعلیم شروع کی تھی

متعلقہ صفحہ

۲۳



ہندو مت اور برہمن مت کی تصویر

ہندو مت اور برہمن مت کی تصویر

ہندو مت اور برہمن مت کی تصویر

لہذا اس جگہ کو مقدس خیال کر کے راجہ اشوک نے تین سو سال قبل مسیح کے یہاں
 مینار بنایا تھا۔ یہ ایک ہوس بڑا گنبد اور وہی ہانڈی کی صورت کا جو بسبب کہنگی کے اس
 کے پتھر پلٹے اور گرتے جاتے ہیں۔ اس کا قطر (بچوں بیچ کی ناپ) بنیاد کے پاس سے ۹۳
 فیٹ اور بلندی ۱۲۸ فیٹ ہے اس کے نیچے کا حصہ سنگین اور اوپر کا سختی ہے اس
 کے چاروں طرف آٹھ بڑے ہوئے چھجے ہیں اور ہر ایک پر مورت لگانے کے پٹری بنی
 ہے مگر مورت کوئی نہیں ہے پھر لوہے کے بندوں سے جکڑے ہوئے ہیں۔ نیچے کے حصہ
 کے عین وسط میں چاروں طرف ایک چورس پٹری ہے جس پر نقش و نگار۔
 مورت اور مساحت کی ایسی شکلیں بنی ہیں۔ اس کے داہنی طرف ایک چھوٹا
 سارا تہ ہے۔ بیچ میں ایک گول چھوٹا کمرہ ہے اور اوپر ایک تنگ روشندان ہے
 اس کے مغرب میں جہان خانہ اور ایک خانقاہ کے کھنڈرات ہیں جن کی صرف
 بنیاد ہی رہ گئی ہے مینار کو دیکھ سارنا تہہ کہتے ہیں جو معلوم ہوتا ہے کہ دہرک
 سرنگا ناتہ کا بگڑا ہوا ہے دہرک کے معنی دہرم اور سانگ نام کے معنی مور
 کا مالک۔ اس کے پاس ایک اور یہی مینار بالکل خشتی تھا۔ مگر اینٹوں کی ضرورت
 کے سبب سے راجہ چیت سنگہ وائے بنارس کے دیوان جگت سنگہ نے تمام اینٹیں انچر
 کسی کام میں صرف کر لیں۔

و واضح ہو کہ بودہ مذہب والونکی مذہبی عمارت کے کئی اصطلاحی نام یہ ہیں۔
 ۱۔ بودہ یا اس کے مذہبی گرو کی لاش یا کسی جسی زیارت پر جو مکان بنایا جاوے
 اسے وگپ کہتے ہیں۔

۲۔ راجہ چیت سنگہ کے دیوان کا نام اوسان سنگہ تھا شاہد اوسان سنگہ سے پہلے جگت سنگہ دیوان ہو چکے تھے ۱۷

سنگ مرمری



سارناتہ یعنی بوڑھہ کا قدیم برج (سٹوپ)

(۲) بودہ کے کسی تاریخی واقعات کی یادگار میں جو مینار کسی خاص مقام پر بنایا جائے اسے سٹوپ کہتے ہیں۔

(۳) پوجا کے مندر کو چیتیا کہتے ہیں۔

(۴) بودہ کے بزرگ یا پیر جہاں بلکے رہیں اوس مکان کو دمار کہتے ہیں۔

پانسونتیا تیس برس قبل حضرت عیسیٰ کے ساکیا منویعے بودہ کے مرنے پر ہر ایک راجہ

نے جو بودہ مذہب رکھتا تھا۔ یہی چانا کہ اوسکی نعش کو اپنے علاقہ میں لیجاوے اور

اسی وجہ سے وہ باہم لڑنے پر مستعد ہو گئے۔ تب اوسکے پیلون نے اوسکی نعش کو جلا

کر تھوڑی تھوڑی ہڈی اور خاک شراوسکی سب راجاؤ کو تقسیم کر کے لڑائی ملتوی کر دیا

چنانچہ اون راجاؤ نے ہڈی اور راکھ اپنے اپنے علاقہ میں لیجا کر اور زمین میں دفن

کر کے اوسپر گنبد بنا دیئے۔ اور پھر اوسکے پیلون کے مرنے پر یہی اونکی ہڈی اور راکھ

پر اسی طرح کی گنبد بنائے۔ اور اونکی پرستش کرتے لگے۔ مقامات میں اس علاقہ کو الیا

و سنانچی واقع ریاست بہوپال اور مانگیا لا وغیرہ میں بھی یہ گنبد موجود ہیں۔

سنگھل۔ برہما۔ چین۔ تبت وغیرہ ممالک میں بودہ مذہب کے لوگ اب تک ان

گنبد اونکی نقلیں۔ پتھر مٹی۔ نبات کے بنا کر جتا کے متعلق ہونے سے چیت کہہ کر پوجتے

ہیں۔ اگلے زمانہ کے کھنڈراور مندروں میں نکل مقامات پر یہ چیت ملتے ہیں۔ اکثر مشرق

کا خیال ہے کہ وہیمیکہ کی اصل وہرم مرگ یعنی ثواب کا ہرن ہے کیونکہ بودہ مذہب

سے تاریخ انگریزی میں الگ لکھڑ صاحب میں کہہ ہے کہ یہ عمارت شاہ چین نے تعمیر کرائی جس کو عرصہ قریب تین ہزار

سال کے ہوا ہے۔ پر جگہ بہوپال سے جانب شمال کو کوس پر ریوے کشیشی سے قریب واقع ہے دراصل پگرب

پروش مرشد شاہ چین کی پھتری ہے جسکو شاہ مذکور نے چار سو ست گنڈاں بیچ کر تعمیر کرایا تھا۔ اس پر جس قدر

تصویریں پتھر کی بنی ہیں۔ وہ لائق دید ہیں۔ ۱۳

ضلع بہار میں اکثر پورانی بودہ مذہب کی مورتوں پر یہ اشلوک کندہ ہے بلکہ راجگڑھ کے جن مندر پر یہی جو لیتی میں ہے ایک مورت پر یہی اشلوک کندہ ہے بہر حال ان نشانات سے ساکیا منوا اور مذہب بودہ کی موجودگی ثابت ہو اور ان عمارات کو بخوبی دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکی بربادی کا سبب بودہ اور ہندو کی باہمی جنگ تھی۔

ساکیا منو کے وقت سے اہل اسلام کے ابتدائی زمانہ تک ملک کا وہ حصہ جسکا خاص شہر بنارس تھا کبھی قنوج اور کبھی پٹنہ کے راجاؤں کا خراج گزار رہا۔ یہ بات گیت خاندان کے راجاؤں کی عمارتوں سے جن کے نشانات اب تک مید پور اور الہ آباد وغیرہ مقامات میں موجود ہیں۔ بخوبی ثابت ہوتی ہے۔

سنہ ۱۱۰۰ میں ایک چینی سیاح ہونگ تھا نگ نامی جسکا بودہ مذہب تھا۔ بنارس میں آیا تھا۔ اسی زمانہ میں اوجین کے راجے نے گیت خاندان پر فتح حاصل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس چینی سیاح کا بیان ہے کہ بارانسی کا راج اس وقت قریب آٹھ سو میل کے رقبہ میں تھا۔ اسکی دار السلطنت کی وسعت ۲۴ میل تھی اس راج کے باشندے زیادہ تر ہندو مذہب کے تھے اور سیو کی پرستش کرتے تھے۔ ہندوؤں کے مندروں کی تعداد ایک سو تھی۔ اور ان میں قریب دس ہزار پوجاری کے تھے۔ اس وقت میں کو کہ بودہ مذہب والے کم تھے۔ تاہم انکے تیس مندر تھے اور تیس ہزار آدمی رہتے تھے۔

سنہ ۱۱۰۰ میں سو کو کس جانب جنوب واقع ہو۔ یہہہ جراسندہ اکنس کا خسر تھا کا دار الحکومت تھا۔ ۱۲
سنہ ۱۱۰۰ میں سو کو کے راج کے چھوٹے بھائی پٹنہ پانگی پو تراکانام پٹنہ کہا پٹنہ دیوی جو تسمیہ پٹنہ کی نہیں ہے بلکہ پٹنہ راجہ نے
اس دیوی کی مورت کو بیان قائم کیا تھا اسکا نام پٹانی ہی ہو۔ آغاز کجنگ میں جراسندہ یہاں کارا ج تھا۔ اس وقت اسکا
نام ہول پو تر تھا۔ اسکے بعد پائل راجہ ہوا تب اسکا نام پائل پو تر ہوا۔ بعد پٹا پٹنہ پر جہاں عظیم شاہ نے اپنے بیٹے
عظیم الشان کے نام سے عظیم آباد موسوم کیا۔ یہہہ قدیم میں گدہ کا دار الحکومت تھا۔ ۱۲ راجگان ہندوستان کے

دارالسلطنت میں ہندوؤں کے عیس میں مندر تھے اور شیو کی ایک مورت سو گز بلند تھی اس سیاح و نیز قابیانگ نامی چین کے دوسرے سیاح کے بیان سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہاں کوئی راجہ خود مختارانہ حکومت کرتا تھا۔

ساتویں صدی کے شروع میں گپت خاندان کے نیست و ناپود ہونے کے بعد ہندو اور بودہ مذہب والوں میں لڑائی ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس راج پر ہندوستان کی اصلی و وحشی اقوام پر قابض ہو گئیں۔ اور نوین یا دسویں صدی تک یہی حالت تھی دسویں صدی میں بنارس قوم راجپوت کے راجہ کے قبضہ میں آ گیا۔ یہ خاندان گہوار کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے آخری راجہ کا نام بنار تھا۔ اس نے اپنے نام پر ازسرفور اس شہر کو آباد کیا۔ اور ایک قلعہ تعمیر کیا۔ جس کے نشانات اب تک محلہ راج گھاٹ میں برنا اور گنگا کے سنگم پر موجود ہیں۔ عموماً یہ بات مشہور ہے کہ بنارس کے نام کی اصلیت راجہ بنارس سے ہے۔ بعض تاریخوں سے پایا جاتا ہے کہ بنارس کی بنا آخر عمر میں راجہ سورج نے ڈالی۔ اور اسکے بیٹے بہراج نے تمام پر پہنچائی۔

۱۱۵۰ء میں سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان کے نوے حملہ کے زمانہ میں راجہ بنار کو شکست دی۔ بعض اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راجہ اس لڑائی میں مارا

۱۱۵۰ء میں کیتھو (کے بغت پہلوی جبار و بزغ طبری کے ملک ہم معنی ہے۔ کیتھو و لجر سو برس بعد ۱۲۰۰ سال فوت ہوا۔ کوس اور فریح کا تین کیتھو سے ہے۔ اس کا بیت السلطنت اصفہان تھا) کا تھا اور شہ کیتھو کو خراج بھی کرتا تھا۔ اس کے وقت میں ایک برہمن نے جو علم ظلم میں یکساں تھے۔ طریقت پرستی کو جاری کیا تھا ۱۱۷۰ء اس کو کیتھو نام برہمن نے کوہ سواک سے خروج کر کے قتل کیا۔ بہراج نے اپنے بہاؤ کو بلقب راجپوت لقب کیا۔ اسی طرح بہر فریح کے نام رکھے۔ کیتھو معاصر کیتھو (۱۰۵۰ء) سلطنت کر کے گوش نشین ہوا۔ حضرت سلیمان (۱۱۵۰ء) کا حال درج تاریخ حیدرآباد میں کیا گیا۔ مؤلف، اس کے عہد میں مبعوث ہوئے (۱۱۵۰ء) اور کیتھو (۱۱۵۰ء) پرست تھا۔ اس کا لقب مبارک تھا اس نے ساٹھ سال بادشاہی کی کا تھا۔

گیا اور بعض سے پایا جاتا ہے کہ نیپال میں جا کر پناہ گزین ہوا۔
ضلع مرزا پور کے راجہ کیشو داس اور بے پور کے خاندان کا سلسلہ ہی راجہ بنارس سے
ملتا ہے۔ اس زمانہ کا ایک نہایت ہی عجیب واقعہ اس طرح پر لکھا ہے کہ جب سلطان
محمود غزنوی نے اسکو شکست دی اور یہ فتح جنرل مسعود کے نام ہوئی۔ تو راجہ گہاٹ
کا قلعہ جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے الٹ گیا۔

خاندان گہوار کے زوال پذیر ہونے کے بعد بنارس قنوج (اسکی وجہ تسمیہ اور آبادی
کا حال ہماری تواریخ او وہ میں مرقوم ہے۔ مؤلف) کے راٹھور راجاؤں کے قبضہ میں آیا
راٹھور اصل میں جو وہ پور کے تھے۔ مگر تخت قنوج ان کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ اور اس وقت
میں وہ قنوج کے راجہ تھے۔ لیکن جب مسلمانوں نے انکو قنوج سے نکالا تو وہ مارواڑ میں
بنارس کے قریب حال میں زمانہ قدیم کی چند تحریریں دستیاب ہوئیں جن میں راٹھور
کے آخری راجہ چند کے وقت کی جاگیری عطیات کا تذکرہ ہے۔ اور ایک تحریر میں
بچے چند کے خاندان کا نسب نامہ مذکور ہے۔ اسکو شہاب الدین محمد غوری نے
اٹاؤہ کے پاس ۱۱۹۴ھ میں شکست دیکر قتل کیا اسکی نعش میدان جنگ میں اسکی

سے راجہ کیشو داس کا جنوب الہ آباد زیر دانگ کو ہندھیا جیل سرحد راجہ راجان سے ملتی ہے۔ واقعہ صحابہ بان
اضلاع الہ آباد و مرزا پور پر تقسیم ہے۔

۱۱۹۴ھ قطعہ تاریخ و قات حضرت مسعود غازی واقعہ سرائے۔ شرفنا فی اللہ زین دارفا باعزہ جاہ
۱۱۹۴ھ سال تاریخ شہادت درسن جویری بھگتہ زورم حکم وصال قبل ایمان پناہ
سینخ الداد خیر آبادی سے محمد حسین خان نامی نے سالار مسعود کی نسبت پوچھا تو کہا کہ ایک پٹھان تھا شہید ہو گیا۔
شیخ منگور بڑا عالم تھا۔ ۹۹۴ھ میں فوت ہوا۔ منتخب لتواریخ۔ ۱۲

۱۱۹۴ھ حال مللی جو دہ پور یعنی ماٹو اور سری سردار سنگھی۔ سی۔ ایس۔ آئی ہیں۔ اول اس خاندان کا راجہ ستیا جی ہو
لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اسکی بنیاد جو دہ نامی اولاد راٹھور راجپوت نے ۱۱۹۴ھ میں ڈالی تھی۔ ۱۳

مصنوعی دانتوں سے جو سونے کے تاروں سے بندھے تھے پہچانی گئی۔ پس محمد غوری نے بنارس پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک ہزار مندر منہدم کئے۔ اس موقع پر بہت مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ چنانچہ چودہ سواوٹوں پر لاد کر لے گئے اس کے بعد کئی صدی تک بنارس کے تاریخی واقعات کا پتہ نہیں لگتا۔

جب سلطان فیروز شاہ تغلق عرف ملک فیروز نے شروع ۷۵۲ھ مطابق ۱۳۵۲ء میں خبر شورش و فساد حاجی الیاس حاکم بنگالہ کی سنی۔ دہلی سے بنگالہ روانہ ہوا۔ لیکن بسبب خوف ناموافقیت آپ ہو اصلحت وقت صلح کر لی اور اس کے کچھ تحائف لیکر اور تمام فوجی افسروں کو جو تعداد میں ہزاروں تھے رما کر کے واپس دہلی آیا۔

انشاء راہ میں بنارس کے قریب رائے سدھن سے جو ان اضلاع کا حاکم تھا۔ لڑائی ہوئی رائے سدھن تاب مقابلہ نہ لاکر اپنی ایک لڑکی کو چھوڑ کر بد جو اس میدان جنگ سے فرار ہو گیا۔ بادشاہ نے اس لڑکی کو اپنی لڑکی قرار دیکر پرورش کیا۔ جب ۱۳۹۲ء میں محمد تغلق کے وزیر خواجہ جہان نے ریاست جو نیو رکی بنیا قائم کی

۱۱۱۱ھ میں اس نے شاہ علاء الدین کو قتل کر کے با اتفاق امر اپنا نام شاہ شمس الدین بھنگرہ رکھا۔ اور بنارس تک قبضہ کر کے خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور پنڈوی کو جو متصل مالہ کے ہے دار الحکومت بنایا اور بعد حکمرانی سولہ سال چند ماہ ۱۱۱۱ھ میں انتقال کیا۔ عمارت پسند اور فیاض تھا۔ اس نے ۱۱۱۱ھ میں حاجی پور بسایا جس میں قیام و تعلق اور محلات تعمیر کئے اب صرف ایک بچہ رہ گئی۔ ۱۱۱۱ھ علاء الدین سکندر شاہ تغلق عرف ہمایون خان غلط نامہ الدین محمد تغلق جب ۱۱۱۱ھ میں تخت نشین سلطنت ہوا۔ تو ملک سرور خواجہ مراد خواجہ جہان کا خطاب دیکر اپنا وزیر مقرر کیا۔ بعد محمد تغلق و بقول صاحب منتخب التواریخ محمود شاہ بن محمد شاہ نے خواجہ جہان کو خطاب سلطان مشرق دیکر روانہ جو نیو رکیا۔ اس نے ۱۱۱۱ھ میں جو نیو ر کو پای تخت بنایا۔ اور اپنا خطاب اتا تک اعظم رکھا۔ اور خطبہ دیکر اپنے نام کا جاری کیا۔ اور قریب ایک سال کے حکومت کر کے بمقام جو نیو ر ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۱۱۱ھ میں فوت ہوا اور بجائے اس کے ملک مبارک قرنفل مبارک شاہ اپنا لقب مقرر کر کے حکمران ہوا۔ ۱۱۱۱ھ

تب بنارس کا علاقہ قبہ ہی اوسمیں ملا لیا اور پھر شمول ۱۷۴۲ء تک قائم رہا۔ اسی سنہ میں بہلول اودی کے سبب سے شانان شرقی پر زوال آیا۔ جسکی وجہ سے ریاست کمزور اور اتر ہو گئی۔

۱۷۳۵ء میں ظہیر الدین محمد بابر نے بنارس پر قبضہ کر کے سلطنت دہلی میں شامل کر لیا۔ ۱۷۳۳ء میں جب سورجن ریاست ماروتی پر گدی نشین ہوا اور شاہ دہلی کی ستابعت اختیار کی لیکن بادشاہ سے یہ عہد نامہ ہو گیا۔ کہ وہ مثل اور راجا ونگر اپنی لڑکی نہ دیگا۔ اور راجہ کا خطاب ہی اسکو بادشاہ نے دیا۔ اور جملہ فتحیابی گونڈو و سات ضلع ہی عطا کئے اور بنارس بھی تھا۔

جلال الدین محمد اکبر کے وقت میں صوفیہ آباد کے متعلق کر دیا گیا اس بات کے وقت میں ناز نے پہتر ترقی شروع کی اور اسی زمانہ میں جیپور کے راجہ جے سنگھ سوائی نے یہاں بہت سے مندر بنوائے چنانچہ مان مندر یعنی رصد خانہ پشکاد کرا اور گڈر چکا ہو بنوایا تھا۔ اسمیں آفتاب۔ ماہتاب۔ ستاروں اور گرنون کے دیکھنے کے لیے جتنے ستر آلات رصد بنے تھے۔ لیکن اب سب بے مرمت پڑے ہیں۔ شہاب الدین محمد شاہ بھجان نے اپنے عہد سلطنت میں اپنے بڑے لڑکے محمد داراشکوہ (۱۷۴۹ء) میں بمقام دہلی حکم عالمگیر بعد تہیہ کے قتل کیا گیا) کو یہاں کا حاکم کر کے بھیجا تھا۔ اسے علم کا شوق تھا چنانچہ ایسے ڈیڑھ سو ہینڈ توں کی مدد سے اپنشدہ (उपनिषद्) کا فارسی میں ترجمہ کیا بنارس

۱۷۴۲ء میں جلوس فرما ہوا تھا۔ ۱۲۔
 ۱۷۴۹ء میں جلوس فرمایا گیا۔ جو زیر تالیف ہے۔
 ۱۷۴۹ء میں جلوس فرمایا گیا۔ جو زیر تالیف ہے۔

۱۷۴۹ء میں جلوس فرمایا گیا۔ جو زیر تالیف ہے۔
 ۱۷۴۹ء میں جلوس فرمایا گیا۔ جو زیر تالیف ہے۔

میں محلہ دارانگر اسی کے نام سے مشہور ہے۔ محی الدین اور نگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں پھر انقلاب ہوا۔ اور بنارس پر آفت آئی۔ اس نے نامی نامی مندر و منگوسٹار کے اونگی جگہ مسجدین تعمیر کرائیں۔ چنانچہ بند ماد ہو کا مندر جو مادہ ہورائے کے گھاٹ کے متصل ہے۔ تو ٹھکر جو مسجد بنائی ہے اسکے دونوں دینار چھت سے دیرہ سو فیٹ اور نگا کے کنارے سے قریب دو سو فیٹ کے بلند ہیں۔ اوپر جانے کے لئے ایک سو اکتیس سیڑھیاں ہی ہیں۔ اوپر چڑھنے سے تمام شہر دور تک مع گرد و نواح گنگا کے دونوں جانب نظر آتا ہے۔ بنارس کو اس بادشاہ نے محمد آباد کے نام سے موسوم کیا تھا۔ بشیر کا مندر بھی اسی بادشاہ نے توڑا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت بشیر مہا دیو عالمگیر کے خوف سے گیان پائی کے کنوئیں میں کود پڑے اور اب جن کی پرستش کی جاتی ہے۔ وہ دوسرے مہا دیو اونگی جگہ بھلائے گئے ہیں اور اس مندر کو نئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔

۱۷۲۲ء میں بنارس جو پور۔ اور غازی پور کے علاقہ جات جو مر تھے خان نامی دہلی کے ایک درباری کے قبضہ میں بطور جاگیر کے تھے۔ اوہ کے صوبہ دار نوب سعادت خان برہان الملک کو سات لاکھ روپیہ سالانہ مالگزاری پر دیئے گئے۔ سعادت خان نے یہ تینوں علاقے میر رستم علی کو آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پر دئے چنانچہ اس زمانہ کا ایک گھاٹ میر کا پٹنہ اتیک موجود ہے۔ میر رستم علی نے نسا رام نامی قوم کو تمیز بن ساکن و زمیندار موضع گنگا پور کو اپنا کارندہ مقرر کیا تھا۔ میر رستم علی ایک کابل اور عیاش آدمی تھا۔ تاہم وہ ۱۷۳۸ء تک یہاں کا حاکم رہا۔

واشی متعلقہ صفحہ ۳۷

سے تاریخ تراب میں ہے کہ اورنگ زیب نے بعد حکم انہدام مندر بنارس میں اپنے میر منشی رائے چند رہبان (دیہ قوم

کا بہمن تخلص بہر میں ہے بشذہر میں بمقام بنارس فوت ہوا۔ اس کا شعر بہت شہور ہے۔

مبین کرامت تجھ انراے شیخ :- کہ چون خراب شود خانہ خدا گردی کی سفارش سے یہ فرمان جاری کیا کہ ہم اپنا

حکم منسوخ کرتے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے ممانعت ہے کہ کوئی مندر توڑ کر اس کی جگہ پر مسجد تعمیر نہ ہو۔ ۱۲

۱۳ بشیشتر مہادیو کا نام ہے۔ اس مندر کی گنبد پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے ہیں۔ ان پتر و نکوراجہ رنجیت سنگھ

(۱۷۶۱ء میں فوت ہوا) نے چڑھایا تھا۔ جس نے اپنی بیماری میں اچھا ہونے کی منت مانی تھی۔ اسکو شیو کا منہرا بھی کہتے

ہیں۔ یہ مندر راہ فیض بند ہے۔ مندر کے احاطہ کے باہر بہت سے بت ایک چوتھہ پر رکھے ہوئے ہیں۔ اس جگہ مہادیو کی کچھری

کہتے ہیں۔ گنبد کے چنچے ایک گھنٹہ گہرے جس میں نوکھٹیاں ٹھکتی ہیں۔ ان میں ایکٹا بہاری اور عمدہ گھنٹہ ہے جس کو مہادیو

نیپال نے نذر کیا تھا۔ اس مندر میں بھی شیو کا لنگ رکھا ہے۔ دن بہنہ لوگ اور سپر چاول۔ کھانڈا لگی۔ اناج۔ پھول۔

اور روپیہ وغیرہ چڑھاتے ہیں جو پوجا جاری لوگوں کو ملتا ہے۔ داناں سے ایک چھوٹا سا راستہ زیارت گاہ کی طرف جاتا ہے۔

جس کے پچ میں گنیش کی مورت رکھی ہے۔ جاتا کرتے ولے اسپرنگنگا جل چھڑکتے ہیں۔ ۱۴

۱۵ اس نام گیان کوپ یعنی عقل کا کنواں بھی ہے۔ اسکی بابت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک مرتبہ بارہ برس تک بنارس

میں بارش نہ ہوئی۔ جب لوگ عاجز آ گئے۔ ایک رشی نے شیو کا ترسول زمین پر مارا داناں ایک ہفتہ جاری ہو گیا۔ یہ

سنسکر مہادیو جی نے کہا کہ میں اسی میں رہوں گا۔

۱۶ اس کنوئیں کے گرد چالیس پیل پائیوں کا ایک عمدہ مکان ہے جس کو مہاراجہ دولت راو والی گوالیار کی بیوی نے ۱۷۸۸ء میں تعمیر

کرائی تھا۔ اس کنوئیں کا پانی نہایت غلیظ ہو گیا ہے۔ اہل ہنود ہمیشہ اس میں پھول ڈالتے ہیں جو اسی میں سڑے پڑے ہتک

میں جو لوگ اسکا درشن کرنے ہیں۔ وہ تبرکات ہوڑا سا پانی ساتھ لجاتے ہیں۔ پانی دیتے وقت پوجا میں منتر پڑھتا ہے

۱۷ جو نیور کو جو پیٹے ایک ٹانوں تھا۔ سلطان فیروز بلبک و بقیوے سلطان فیروز شاہ عرفون ملک فیروز نے اپنی چچا

مہائی سلطان محمد شاہ الفیخ خان (الفیخ بنیان ترکی بزرگ کو کہتے ہیں) عرف محی الدین جو ناز ترکی میں آفگانیہ کہتے

میں لکے نام سے جو ناپور آیا دیکھا۔ بعدہ جو نیور ہو گیا۔

سید محمد جنہوں نے نام مہدی ۴۴ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ یہیں کے رہنے والے تھے۔ (دیکھو صفحہ ۱۳۷)

مستقلہ صفحہ

۳۶



مہراج فسارام

مہاراج منسارام

جب ۱۸۳۸ء میں میرستم علی پر صوبہ داراودہ کی خفگی ہوئی۔ اور ابوالنصور خاں صفدر جنگ اوسکے خراج کے لئے بنارس پہنچا گیا تو اوسی زمانہ میں منسارام بھی جو اپنی اغراض کے حاصل کرنے میں خوب مصروف تھا۔ اور میرستم علی کے درباریوں میں سے زیادہ رسوخ رکھتا تھا اور جس کو میرستم علی نے راجگی کا خطاب دیا تھا ضلع جونپور میں منڈیا ہوں کے قلعہ پر قابض ہو گیا۔

میرستم علی نے اوسے ابوالنصور خاں صفدر جنگ کے پاس اپنے معاملہ میں گفتگو کرنے کے لئے پہنچا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرستم علی نکالا گیا (بعد معزولی عمدۃ اللک امیر خاں کی طرف سے نائب صوبہ الہ آباد مقرر ہوا) اور بنارس چنار اور جونپور کی ریاست کا بندوبست منسارام کے لڑکے برونڈ سنگھ کے نام تیرہ لاکھ روپیہ سالانہ مالگداری پر ہو گیا۔ منسارام نے ۱۸۳۹ء میں انتقال کیا۔ یہ نہایت چالاک اور حصول دولت کی طرف بہت متوجہ تھا چنانچہ جب محمد علی خاں رسالدار صفدر جنگ بنا بر تحصیل زر منسارام پر سزا اول مقرر ہوا۔ تو اپنی لڑکی منسارام نے محمد علی خاں کے عقد میں دیکر استحقاق و اعتبار حاصل کر لیا۔

(ماہنامہ صفحہ ۳۲)
 بمر ۶۳ سال حج سے لوٹے وقت ۹۳ھ میں وبقول ۹۹ھ میں بمقام شہر فراہ وفات پائی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ تصنف منتخب التواریخ لکھتا ہے کہ میان عبداللہ نیازی سرمنہدی البمر ۹۰ سال ۱۰۰ھ میں رحلت کی انے جو درویش تھے۔ ان سے ایک سخل نے سید محمد جونپوری کا ذکر کیا، انہوں نے کہا جس زمانہ میں سید محمد جونپوری کا انتقال ہوا میں فراہ میں موجود تھا۔ انہوں نے یہ روایت کہ عوانے سے انکا کیا تھا۔ کہ میں ہندی موعود نہیں ہوں ۱۲
 ۱۵۰ والیان اودہ کے مفصل حالات مع تصاویر ہم نے تاریخ اودہ موسومہ اختر اودہ میں لکھی ہیں۔ ۱۲ مولف۔

مشعلہ صفی
۳۹

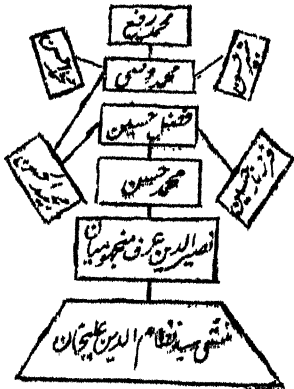


قماراج بروند سنگ

ہمارا جبروڈ سنگھ

نہارا رام کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا جبروڈ سنگھ جانشین ہوا۔ اس کو محمد شاہ باشاہ
 پہلی نے راجہ کا خطاب عطا فرمایا۔ یہ سلسلہ ۱۷۲۶ء تک۔ سال بسال خراج سقرہ بلاغدر
 صوبہ داراودہ کو ادا کرتا رہا۔ اور اس کا مطیع و فرمانبردار رہا۔ مگر ۱۷۶۳ء میں صفدر جنگ
 نے راجہ پر تہمت پر تا بگڑہ دلے کو فریب سے قتل کر ڈالا تو جبروڈ سنگھ اس خیال
 سے حاضر نہ ہوا۔ بلکہ صوبہ داراودہ کے نوکروں کو ایسے علاقہ سے نکال دیا اور بدوہی
 کے پرگنہ پر جو اس زمانہ میں الہ آباد کے متعلق تھا قابض ہو گیا۔ اور ان رد سید
 افتخارون سے ہمدردی ظاہر کی جو کچھ دونوں نے اودہ پر قائم ہو گئے تھے چنانچہ
 اس حرکت پر ابو المنصور خان صفدر جنگ کو بہت غصہ آیا۔ اور یوہیلو سے
 اپنی سلطنت اودہ چھین لینے کے بعد وہ بنارس پر حملہ آور ہوا لیکن جبروڈ سنگھ اس کے

شجرہ خاندان مولف کتاب



اس شجرہ میں اولاد وغیرہ درج نہیں کی گئی

ملک راجہ صاحب کاشی کی سرکار میں قدیم قلمی تصاویر پر
 جبروڈ سنگھ نام لکھا ہے۔ لہذا ہم نے یہی نام درج تاریخ کیا
 ورنہ اکثر تشبیہ تو اس درج میں بلوٹ سنگھ و جبروڈ سنگھ قوم ہوتے
 ملے مولف کے جدا علی سید نظام الدین علیخان مرحوم اسی بادشاہ
 کے منشی تھے۔ انکو بادشاہ نے ایک تلوار عطا کی تھی۔ جو مولف کے
 والد کے پاس تھی۔ اور غدر و شہداء میں ضبط ہو گئی۔ بعد مرحوم کی
 تعینت سے کتاب بہار نگار فریضہ صوابہ و تقاضات نظامیہ طبع ہو
 موجود مشہور ہے۔

ماہ نہ آیا جب نواب صفدر جنگ نے دیکھا کہ بروڈسنگ کسی طرح سے اوسکے قابو میں نہیں آتا تب اس نے راجہ کو خلعت پہنچا اور آپ بنارس سے چلا گیا چنانچہ اس کا میاں بی سے بروڈسنگ کو اپنی قوت پر ناز پیدا ہوا اور پہر لو یا قیوما اسکی طاقت بڑھتی گئی جس سے صوبہ دار اودہ کو نہایت تر دو پیدا ہوا کیونکہ اب یہ طاقت صوبہ دار کے توڑنے سے نہیں ٹوٹ سکتی تھی۔

۱۷۶۴ء میں نواب شجاع الدولہ صوبہ دار اودہ اور انگریزوں میں میر قاسم علیخان عالیجاہ صوبہ دار بننے کے سبب سے لڑائی ہوئی اور شجاع الدولہ نے شکست کھائی اس لڑائی میں بروڈسنگ بھی شجاع الدولہ اور شاہ عالم کا شریک رہا پس ازان بعد خزانہ جنگ بکسر شاہ عالم کے ساتھ لاکھنؤ کی طرف اور شاہ عالم کو گورنمنٹ ولایت نے نامنطور کیا اور جب ۱۷۶۵ء واسطے ملاقات کے بعد شکست کے شجاع الدولہ اور انگریزوں کے عہد نامہ ہوا جس کے رو بنارس کا علاقہ انگریزوں کے ماتحت ہوا۔ انگریزوں نے ایک سال کے لئے بنارس کا ٹیکہ بروڈسنگ کو دیا۔ لیکن اس انتقال بنارس کو گورنمنٹ ولایت نے نامنطور کیا اور جب ۱۷۶۵ء میں پہر ایک عہد نامہ صوبہ دار اودہ انگریزوں سے الہ آباد میں ہوا۔ اوسکے رو سے بنارس کا عہد نامہ سابق منسوخ ہوا اور بنارس کا الحاق پھر اودہ سے ہو گیا۔ اس عہد نامہ میں یہ بھی شرط تھی کہ نواب راجہ کو بنارس پر قابض رکھے۔ بشرطیکہ راجہ بالگائز مہا سابق جواد کرتا تھا۔ اسی قدر ادا کرے۔ بروڈسنگ نے ۱۷۶۵ء میں وفات پائی اس وقت وہ چھیا نوے پر گئے پر قابض تھا۔

۱۷۶۵ء میں موسوم بہ جنت البلاد۔ اسکی وجہ تسمیہ ہم نے تاریخ اودہ میں لکھی ہے۔ مؤلف ۱۲

۱۷۶۵ء کی تاریخ میں ہم نے یہ واقعہ بالتفصیل لکھا ہے۔ مؤلف ۱۳

ہمارا چیت سنگہ

جب بڑوڈ سنگہ فوت ہوا تو نیار سنگہ قبیلہ نرائن سنگہ اور چیت سنگہ نے جانشینی کا دعویٰ کیا لیکن شجاع الدولہ نے اس خاندان کو ریاست سے میدخل کرنا چاہا مگر برٹش گورنمنٹ نے نواب کو اس ارادہ سے باز رکھا اور سنگہ کپڑوڈ سنگہ کو سندھین ریاست کرایا اور اپنی ضمانت پر سندھ لوالی۔

۱۸۳۷ء میں نواب کو چیت سنگہ کی کوئی حرکت ناپسند معلوم ہوئی اور اس نے عاوالہ وارن ہسٹنگز صاحب جلالت جنگ گورنر جنرل سے راجہ کے تنزل کرنے کی صلاح کی آخر کار اس قضیہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ نواب نے چیت سنگہ کو ایک سند عطا کی جس کے ذریعہ سے بائیس لاکھ اڑتالیس ہزار چار سو اڑتالیس روپیہ سالانہ مالگزار می پڑا اور اسکے ہاتھ ریاست کا انتظام موہروٹی کر دیا گیا۔ لیکن جب ۱۸۵۷ء میں نواب آصف الدولہ نے انگریزوں کے ساتھ ایک عہد نامہ کیا جس کے رو سے چیت سنگہ کے علاقہات پہ انگریزوں کی ماتحتی میں دوامی طور پر آئے اور بنارس بھی انگریزی عہداری کا ایک خاص جزو قرار پایا اور چیت سنگہ کو ایک سند دی گئی۔ جس کے رو سے اس کی زمینداری اسکے نام قائم ہوئی۔ اور اختیارات ملکی و مالی سیر و ہوسے۔ اور اختیار سکہ رانی بھی دیا گیا۔ اور بائیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار ایک سو اسی روپیہ ذمہ راجہ موصوحت قرار پایا۔ اور یہی شرط لی گئی کہ وہ فوائد و تحفظ ملک کی تدبیر عمل میں لائے۔ اور امن و امان قائم رکھے۔

یہ چیت سنگہ کی ابتدائی مصیبت کا تھا۔ اس زمانہ میں وارن ہسٹنگز

متعلقہ صفحہ

۴۱



مہراج چیت سنگھ



وارین ہسٹنگز

متعلقہ صفحہ

۴۱

گورنر جنرل اور اسکی کونسل کے ممبروں میں بہت کچھ نا اتفاقی پیدا تھی۔ اور یہ ممبر گورنر جنرل کو نکالنا چاہتے تھے۔ بلکہ کلکتہ ہائیکورٹ کے چیف جسٹس ہی گورنر جنرل کے خلاف تھے۔ مسٹر فوک بنارس کے رزیڈنٹ تھے اور یہ کونسل کے ایک مخالف ممبر کے آوردہ تھے۔ چنانچہ چیت سنگ کو مصلحت وقت کے لحاظ سے مسٹر فوک سے موافقت کی ضرورت پڑی اور راجہ کا وکیل ہی اون ممبروں کے پاس آمد و رفت رکھتا تھا۔ لہذا ہسٹنگز کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ اور جب ایک مخالف ممبر کے مرنے کے سبب سے ہسٹنگز کا اختیار کونسل میں زیادہ ہوا تب اس نے اپنے ایک خاص شخص مسٹر گریم کو مسٹر فوک کی جگہ بنارس کا رزیڈنٹ مقرر کیا۔ مسٹر گریم نے جلتے ہی چیت سنگ کے ساتھ سخت برتاؤ شروع کیا۔ ۱۸۵۷ء میں برٹش گورنمنٹ اور فرانس سے جنگ چھڑ گئی اور گورنمنٹ کو روپیہ کی ضرورت ہوئی تب ہسٹنگز نے خلاف معاہدہ پانچ لاکھ روپیہ بے عوض تعین میں لین سپامیون کے راجہ چیت سنگ سے اور وصول کیا۔ ۱۸۵۹ء میں بھی اسی قدر روپیہ مع خرچ سیاہ اور لیا گیا۔

۱۸۶۰ء میں برٹش گورنمنٹ کو ہندوستان میں تین تین پیش آئین رجیڈر علی کو کرناٹک میں جب فتح حاصل ہوئی۔ تب اس نے مرہٹوں اور نظام حیدرآباد سے انگریزوں کو مقامات کرناٹک اور ساحل کارونٹھل نکالنے کا عہد و پیمان کیا اور سو وقت گورنر جنرل ہسٹنگز نے راجہ چیت سنگ سے علاوہ پانچ لاکھ روپیہ کے پہلے تو دو ہزار پھر ایک ہزار سواروں کے لئے طلب کئے راجہ نے اس کے دینے سے انکار کیا بلکہ روپیہ دینے میں کوتاہی

۱۸۶۲ء میں انتقال کیا۔ اس کے مفصل حالات ہم نے محبوب الیشر تاریخ حیدرآباد دکن میں درج کیے ہیں، مؤلف۔ ۱۳
 ۱۸۶۰ء میں نظام حیدرآباد ہزار پانچ سو نو لاکھ روپیہ میں ہندوستان میں جو ۱۸۶۰ء کو ۱۸۶۲ء کو متوفی اور ۱۸۶۰ء فروری ۱۸۶۲ء کو
 مسز ڈنٹین ریاست جوئے کے مفصل حالات والیان حیدرآباد جاری تاریخ موسومہ محبوب الیشر میں مع تصاویر درج ہیں ۱۳ مؤلف۔

شروع کی۔ لیکن تاریخ حکایات ہند میں ہے کہ گورنر جنرل نے راجہ سے وہ روپیہ طلب کیا تھا۔ جو نواب اودہ کے ہاتھ سے ریاست بنارس محفوظ رکھنے کے عوض گورنمنٹ کا اسکے ذمہ تھا مگر راجہ نے اس قرضہ کو ادا نہ کیا چاہتا تھا گورنر جنرل نے اس پر پچاس لاکھ روپیہ جرمانہ کیا اور تجویز کی کہ اگر وہ جرمانہ داخل نہ کرے تو ریاست سے بیدخل کیا جائے اور زمینداری کا بند و بست نواب زیر اودہ کے ساتھ کیا جائے اس سزا کی انجام ہی کیلئے ہسٹنگز خود بنارس ہوا اور مادہ ہوا اس کے باغ میں شہر پچاس تنگوں سے مقیم ہوا اور یہاں آئے ہی راجہ کے کشاں کا شوالہ پر جہاں راجہ مقیم تھا۔ دو کپیاں تنگوں کی بطور پرہ کے پوجین راجہ کے نوکر اپنے مالک کے قید ہو جانے کی خبر سنا اس مکان کے گرد جمع ہو گئے ہسٹنگز کو جب اس اجتماع کی کیفیت معلوم ہوئی تو اس نے دو کپیاں اور پچاس بنارس کے آدمیوں نے اون کپیاں کو اندر جانے سے روک کر کپیاں نے توپ کی فیر کر نیک حکم دیا توپ کے چلتے ہی بلوہ ہو گیا اور تلواریں چلنے لگیں ایک انگریزی افسر اور ایک جنگل گاہ دجور راجہ پر مقرر تھا مارا گیا اسی اثنا میں ایک انگریزی چوہدری چیت رام نامی بھی جو راجہ سے سوال و جواب کے لئے متعین تھا۔ اور راجہ سے سخت کلامی کے ساتھ پیش آیا تھا۔ یا یو نیا رنگ کے بیٹے تنگو سنگ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ مولوی علی اصغر و میر زین العابدین بھی اس جنگ میں مقتول ہوئے۔ راجہ مداند کی رائے کے موافق پگڑیوں کی کشتی کھڑکی کی راہ سے نیچے اتر کر کشتی پر سوار ہو کے گنگا پار اپنے قلعہ رام نگر پہنچ کر اور اپنے متعلقین کو بیکر لطیف گڈہ چلا گیا۔ اوسکی صبح کو گرد و پیش کے زمینداروں اور اہل

سے یہی راجہ چیت سنگ کے عصا برداروں میں نوکر تھا۔ نہایت مفسد آدمی تھا۔ کسی جرم کی پاداش میں راجہ نے اس کو بند ہو کر کوڑوں سے خوب پٹوایا اور رام نگر سے نکلوا دیا۔ پھر یہ بوجہ تعارت سابق مولوی علی اصغر کلکتہ جا کر مر رہا عصا برداران گورنر جنرل سے مراد ہوا اس نے ہابو اوسان سنگ اور بیوانگے سنگ کی خفیہ سازش سے بھڑور گورنر جنرل عرض کیا کہ راجہ پانچ کوڑوں سے خیرا نہیں رکھتا ہے اور نہایت مغرور ہو گیا ہے۔ اور زر سرکاری کی۔

شہر نے غدر چھایا۔ اور انگریزی سپاہیوں اور متوسلین اور کئی انگریزوں کو مار ڈالا۔
 میہن غیرت سے دریا میں ڈوب کر مر گئیں۔ یہ ہنگامہ چھ روز تک رہا۔ راجہ کے بہائی
 سبحان سنگ نے رام نگر میں آکر قلعہ کو بنا رفتہ و فساد مستحکم کیا میا فیر صاحب نے رام نگر
 کے قلعہ پر حملہ کیا مگر شکست کھائی۔ ایک مقام پر گورنر جنرل مکان میں جس کے گرد
 باغیوں کا محاصرہ تھا۔ محصور ہو گئے۔ مگر انہوں نے اپنے دوستوں کو اپنے محصور ہونے
 کی خبر اس طرح پہنچائی کہ کاغذ کے پرچہ پر چٹھی لکھ کر اور پر کے قلم میں رکھ کر دیا۔ دیات
 دار ملازم کو دی۔ اوس نے اوس قلم کو کان میں لگا کر دشمنوں کے سامنے سے گزر کر اس
 خط کو پہنچایا۔ پس اونکے دوست انکی نخلصی کے لئے بہت جلد روانہ ہوئے۔ اور
 شکر و ن نے پہنچ کر بجاوت کو فرو کر دیا۔

جانسن صاحب اسسٹنٹ ریڈینٹ لکھنؤ نے ہسٹنگز کو صلاح دی کہ تمام رعایا
 بنارس دشمن ہو رہی ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ میپ نرائن سنگ جو خیر خواہ ہے۔
 اسکو اس راز سے اطلاع دے تاکہ اونہیں سپاہیوں کے ساتھ راتوں رات کوچ کیا

ادائی میں جلد و حال کرتا ہے۔ اور اپنی فوج و قلعہ پر نازان ہے۔ ۱۳
 ۱۳۱۵ یہ شخص باشندہ دہلی و بقولے متوطن نیکند ایک شہر رود غایا ز اور ہرن آدمی تھا۔ اور بٹا ہرہ میں یا تیس روپے ہوا
 کا ملازم تھا۔ اس کا ایک مشوق میر زین العابدین باشندہ دہلی کہ دراصل ایک کہتری پنجابی کا لڑکا تھا۔ مولوی مذکور
 نے اس کو مسلمان کر لیا تھا۔ اور اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ چار سال قبل اس واقعہ کے مولوی مذکور وار د کہہ سٹو گیا۔ اور
 مولوی الطاف رسول سے کہ مختار نواب محبت خان سپہر حافظ رحمت خان کا تھا تعارف رکھتا تھا۔ اور سیو جہت تو وہ
 مذکور کے پاس بائید ملازمت جایا کرتا تھا چونکہ مولوی الطاف رسول اسکی حرکات سے واقف تھا اس لئے اسکی ملازمت
 اس سرکار میں نہ چاہتا تھا۔ مجبوراً یہ بنارس جا کر کسی عہدے کے ذریعہ سے راجہ جیت سنگ کے مصاحبوں میں ہو گیا اور
 معاملات کلی میں ہی دخیل ہو گیا چونکہ اسکا کہنا بسر کار راجہ مقبول نہ ہوتا تھا۔ لہذا اس نے رنجیدہ ہو کر خفیہ بیواؤ
 گئے شکر و ن میں چھاپیوں شکر و ن اور باوا و سان سنگ سے کہ راجہ سے باغی و ناراض تھی رسم پیدا کی اور ان کو ٹوکنی راستے سے روانہ

۱۳۱۵-۱۳۱۶

جائے پُناچ گورنر جنرل نے اس صلاح کو پسند کر کے ہیسپ نرائن سنگھ کو متنی منصب
 راجگی کا تھا۔ اس حال سے آگاہی دی ہیسپ نرائن سنگھ نے حسب دلخواہ جواب
 بھیجا۔ اور بوقت معینہ پیادہ تبعدا معلومہ باغ کے پاس پہنچے جب گورنر جنرل
 کو پیادوں کے آنے کی خبر ہوئی۔ اس وقت مع سٹر جانسن و چند دیگر صاحبوں کے شریک
 اون پیادوں کے ہو کر روانہ ہوئے جس وقت کنارہ دریا کے گنگ مقابل قلعہ چنار
 پہنچے ہذریہ کشتی داخل قلعہ ہوئے۔ صبح کو راجہ چیت کی فوج سے موضع نہرو میں
 مقابلہ ہوا۔ راجہ شکست کھا کر جہد مہاجھی سیندھیہ گوالیار کو چلا گیا۔ اور اپنی مان رانی تا
 کو مع تمامی مال و متاع و اہل و عیال و خزانین و دفائن جو قلعہ بچے گڈھ میں تھے۔ اپنے
 معتمدین کے سپرد کر دیا۔ رانی ثانی اور وہو اندامل دیوان راجہ کو جو قلعہ بچے گڈھ میں
 متحصن تھے۔ میجر پائیم نے محصور کر لیا۔ بالآخر رانی قلعہ سے نکل آئی۔ قلعہ منترج ہو گیا
 میجر پائیم نے رانی گوبارس پہنچا دیا۔ بعدہ بجاکم گورنر جنرل حسب استدعاری مادکم
 صاحب نے بھراہی چند تلنگ آباد پہنچا یا۔ ازان بعد رانی چیت سنگھ کے پاس گوالیار
 چلی گئی۔ اور راجہ اپنے ہمراہ مرزا کلب علی بیگ وغیرہ دو ایک آدمیوں کو قید کر کے لے گیا۔
 مرزا ندکور راجہ کا مصاحب تھا چونکہ مرزا نے اس معرکہ میں انگریزوں کی خیر خواہی کی تھی
 اسوجہ سے راجہ نے مقید کیا تھا۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد رانی دیدی تھی کہ بعد واپسی ہارس
 مورد الطاف گورنر جنرل کا ہوا اور مدت تک مقیم ہارس رہا۔

راجہ کے نکل جانے سے جو کچھ خیال ہسٹنگز کو خزانہ کا تھا وہ غلط نکلا۔ یہی شہور ہے کہ راجہ
 کا دیوان بابو اوسان سنگھ راجہ سے کسی بات پر ناراض ہو کر ہسٹنگز کے پاس چلا گیا
 تھا اور اسی نے اسکو یہ صلاح دی تھی کہ راجہ کے خزانہ میں کروڑوں روپیہ کی دولت

ہے ذرا سی چشم نمائی میں وہ دیدیگا۔

وآرن ہسٹنگز نے مہاراج چیت سنگھ اور اودھ کی بیگمونسے جو برتاؤ کیا تھا۔ وہ ایسا خلاف انصاف تصور کیا گیا کہ وہ کئی برس تک مقدمہ میں ماخوذ رہا۔

مہاراج چیت سنگھ کو دولت راج سندھیہ والی گواہی دینے کے بعد کسی کاٹنایان کے ایک جاگیر دی تھی مگر یہ جاگیر خاندان چیت سنگھ کے قبضہ میں نہیں آئی۔ صرف چیت سنگھ کی دوسری رانی کی اولاد کو جو گوالیار میں ہے ریاست گوالیار سے وظیفہ ملتا ہے چنانچہ راجہ بلہدر سنگھ اور اس کے چھوٹے بہائی پسران راجہ چکر سنگھ اس خاندان میں موجود ہیں گوالیار میں ایک محلہ کاشی والے راجہ کا باڑہ بوجہ قیام مہاراج چیت سنگھ اب تک موجود ہے غرض کہ مہاراج چیت سنگھ نے اپنی عمر کا بقیہ حصہ گوالیار میں ختم کر کے ۱۸۵۶ء میں وفات پائی۔ یہ شجاع اور مدبر تھے اور علم فارسی میں اچھی لیاقت رکھتے تھے شعر گوئی کا بھی شوق تھا چنانچہ شعر مہاراج چیت سنگھ کا درج کیا جاتا ہے۔

سوادنخواں خطیہ عارضی تو ہر کر نشد صبا بچشش ازین رہگذر غبا انداخت

ترجمہ قول نامہ جدید جس کو نواب شجاع الدولہ نے راجہ چیت سنگھ کو دیا

امورات زمینداری و تہمد سرکار بنارس و سرکار چنار و محالات جو پور و فتح پور و بدوی و

۱۸۵۹ء میں سندھ نشین ریاست ہوا۔ اور ۱۸۶۶ء مطابق ۱۲۸۲ھ میں اجرائی تالیس سال اولد وفات پائی۔ اور اس کی رانی بیجا بانی حکمران ہوئی۔

بانی ریاست گوالیار رانا جی کفیش برادر بالاجی پیشوا کا ہے جو ۱۸۵۶ء میں سندھ نشین ہوا تھا۔ حال ہمارا راجہ گوالیار مادہ ہوجی سندھیہ میں۔ جو ۲۱ اکتوبر ۱۸۶۶ء کو متوفی ہوئے۔ ۱۸۵۷ء واضح ہو کہ راجہ مانگ چند (دیکھو صفحہ ۸۵)

سکتیس گڈہ ویلیوس خاص سرکار غازی پور و سکندر پور و خرید شادی آباد و پٹہ سرنج وغیرہ جو ماتحت راجہ بڑوند سنگھ مرحوم کے تھے بہیت سابق میں اب تک دو تیاہوں اب یہ ضرور ہے کہ بعد منہائی نانکار و نصف جاگیر بدوی تم ماہ ماہ و سال بسال خزانہ سرکار میں اقساط مقررہ و مذکورہ پردیہ رہو۔ بعنائیت ایزدی جس سے ترقی عزت و توقیر تمہاری کی ہوگی۔ وہ طہو میں آئیگا۔ اور جو جمع قبولیت ^{۱۸} الفصلی میں قرار پائی ہے۔ اس سے زیادہ کہی آئند طلب ہوگی۔ اگر تم قائم اور ثابت قدم اپنی فرمانبرداری میں رہو گے اور مالگذاری دیتے رہو گے۔ تو تمہارا ملک اور تمہاری رعیت آسیت سچی رہیگی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہد نامہ جو فیما بین میرے اور میرے وارثوں کے اور تمہارے اور تمہارے وارثوں کے ہوا ہے۔ اس سے کہی انحراف نہ ہوگا۔

ترجمہ صحیح ہے۔ دستخط ولیم ریڈفرن مترجم فارسی

ترجمہ پٹہ جس کو نواب شجاع الدولہ نے راجہ چیت سنگھ کو دیا

سرکار بنارس و چارو محالات سرکار جو پور وغیرہ مع مالگذاری و رقم سوائے دسایز جو علی محمد آباد یعنی بنارس ویلیوس خاص دپرگنہ بودروغیرہ و تعلقہ سکراٹو من متعلقہ پرگنہ خاندیس و پرگنہ بدوی و سکتیس گڈہ بنے پور سرکار غازی پور پرگنہ سکندر پور خرید شادی آباد و پٹہ سرنج وغیرہ مع مالگذاری و سائر بعد مجرا دینے رقم دستور دیوانی و نانکار و نصف

والی مالک پور کے چار لاکھ تھے۔ چنانچہ تیس لاکھ کا پچھن دیوتا جس کی اولاد راجگان سکتیس گڈہ و بچے پور واقع ضلع مرزا پور میں۔ جواب ہی مالک ادین علاقہ کے ہیں۔ اور سرکار کٹنا نثار پاتے ہیں۔ ۱۶۔
۱۷۔ جو سرکار سے چھوٹا ہو۔ اور جس میں بہت سے مواضع اور چند پرگنہ ہوں۔ ۱۱۔

جاگیر بدوہی دو دیگر جاگیرات مرفوع القلم کے اور جو کچھ رقم منہائی سابق حوالہ تھی اب میں
 کلیدہ دیامہون اور سپرہ تمہار سے کرتا ہوں۔ یہو فرض مبلغ آٹھ لاکھ اڑتالیس ہزار چار سو
 انچاس روپیہ کے بنارس اصل اضافہ کے حسب تفضیل ذیل اور کچھ خرچ سے بندھی نہ
 لیا جائیگا۔ مناسیحہ کہ تم بہنجان مذکورہ بالا سرکار کو یہ وجہ اقساط مفسد ذیل کے سال
 بسال ادا کیا کرو۔ اور چون الہی اس پڑ سے انکوائٹ نہ ہوگا۔

منہائی نانکار و نصف جاگیر بدوہی و التمشہ

مقتدیہی آدائی راجہ بیرونڈ سنگھ
 بابت بنارس لکھ
 بدوہی لکھ

لکھ

اصل روپیہ آدائے راجہ بیرونڈ سنگھ

سکتیس گڑھ لکھ
 بچے پور لکھان
 غازی پور لکھ
 شادی آباد لکھ

لکھ
 لکھ

اضافہ مقبولہ راجہ چیت سنگھ

کل
 لکھ

اصل روپیہ آدائے راجہ چیت سنگھ

المرقوم ۲۷۲۷ راجہ چیت سنگھ
 ترجمہ صحیح ہے۔ دستخط ولیم ڈیفرن۔ مترجم غازی

لکھ
 لکھ

تحریر منجانب گورنر جنرل بہادر بنام راجہ چیت سنگھ

اب جو وزیر الملک نے ایک عہد نامہ مہری و دستخطی دیا ہے۔ اور جس پر تم نے بھی دستخط

کئے ہیں۔ اور ہر لگائی ہے مناسب کہ بموجب اس کے اور بموجب عہد نامہ کے جو بقام
 الہ آباد لارڈ کلاؤ صاحب اور وزیر سے دربارہ بیرونڈنگ تمہاری والد مرحوم کے بیاتھا
 تم بخوشی تمام مالگزاری مقررہ وزیر کو ادا کرتے رہو۔ اور کہنی ہمیشہ تمہاری بیبودی کی
 نگران رہے گی اور تمہاری نسبت حفاظت اور حمایت مبذول رکھے گی۔ اور عہد نامہ مذکورہ
 بالائیں ہرگز انحراف یا شکستگی نہ ہوگی۔

ترجمہ صحیح ہے۔ دستخط ولیم ریڈفرن مترجم فارسی

ترجمہ بند جو راجپوت سنگھ کو بابت زمینداری غازی پور و بنارس وغیرہ سے عطا ہوئی

مستدیان حال واستقبالی وقتا تو گویاں و مستدیان و شہرت و مزار عین و تہذیب و کائنات
 و آبادان و متعلقان سرکار بنارس و غنائیہ و چنانہ واقع ہوئے اور آبادان سے نوم ہوئے کہ
 چونکہ بھوانی عہد نامہ لڑا اب آصف اندولہ کہ جو بنارس سے پہلے لاول لکھنؤ سے لایا گیا
 منی شہداء قرار پایا تھا۔ حکومت اور انتظام سرکار بنارس کو وہ بانا ہوا ہے چنانچہ لاول لکھنؤ
 مطابق ہم جولائی ۱۸۵۷ء سے انریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپرد ہوئے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے
 اس واسطے بھوانی سے حقوق جو اسے حاصل ہوئے تھے۔ اپنے تمام راجپوت زمینداروں کو انسانی
 و فوجداری سرکار بنارس مذکورہ مطابق ضمن کے اور کراولی جو پورا اور بنارس کی اور کھسار پانچ
 تاریخ مذکورہ صدر سے دیتے ہیں جب قدر ظلا و نقرہ لکھنؤ بنارس میں ضرب ہوگا۔ راجا کو
 بموجب اپنے چکلہ کے ضرب کرینگے۔ اور اپنی فہمید اور تعمیل امور مفوضہ میں ذرا بھی غفلت نہ کرے گا
 اور کو لازم ہے کہ مہربانی اور رعایت سے رعایا و مردمان کے ساتھ پیش آئیں اور زراعت بہبود
 ساکنان اور پیداوار زمین کی ترقی میں کوشش کریں گے۔ لہ ایسٹ انڈیا کمپنی کا نفع حال ہر تاریخ بنارس آبادان

تاریخ بنارس

اور وزدان دو ڈاکہ زمان و گره برد و غیرہ کو ملک سے خارج کرینگے اور نفسدان و بلوہ
پر دازان نخل امن کو ایسی منزائے واقعی دینگے کہ اوٹکا پتہ بھی نظر نہ آئیگا۔ اور راجہ مذکور
خارج تعدادی ۱۰۰۰ لکھ۔ چھلی دار ضرب بنارس مطابق ۱۰۰۰ لکھ
کلکتہ سالانہ خزانہ ۱۰۰۰ لکھ پختی مذکور میں داخل کیا کریں گے۔ اگر ۱۰۰۰ لکھ حکم
ہوگا کہ زر مالگنداری بمقام بنارس ادا کرو تو وہ مبلغ ۱۰۰۰ لکھ چھلی دار بنارس کا
رویہ جس میں ۱۰ ماشہ چاندی اور دورتی و دو چاول ۱۰۰۰ لکھ ملان ہوگا۔ اور اس سے
زیادہ ملان ہوگا ادا کریں گے۔ اگر کم ہوگا۔ یا ملان زیادہ ہوگا۔ تو اس قدر کمی معاوضہ دینا پڑیگا۔ اور
جب زر مالگنداری کی ضرورت مقام بنارس میں نہوگی تو وہ زر مالگنداری ۱۰۰۰ لکھ
سکہ بلاتفاقہ دست بموجب اقرار کے ماہ ماہ کلکتہ روانہ کریں گے۔ اس صورت میں ۱۰۰۰ لکھ
دور پختی صدی کے حساب سے مجرایکا اور فیصدی تعدادی ۱۰۰۰ لکھ ہوتا ہے۔ پس
یہ مجرا دیکر اصل رقم ۱۰۰۰ لکھ سکہ کلکتہ ہوتا ہے۔ اور ۱۰۰۰ پانی اس رقم کو دو
کھاتے میں بانٹ لیا ۱۰۰۰ لکھ کریں گے۔ اور آخر سال میں بعد تصفیہ حساب حسب دستور
اوسکو زر مالگنداری دیا گیا۔ اور وہ مجرا نہیں ہے کہ ابواب ممنوعہ داروغہ شاہی وغیرہ کو تحصیل
کر سے رہنا عطا ہوتی اور اس کے بموجب عمل ہوگا۔ تم متصدیان و دیگر اشخاص مذکورہ
بالا پر حدود کو اصلی اور واجبی قابض اور حتی دار زمینداری و عالمی و شوجداری سہ کارا
مذکورہ بالا کا نام ہو کر اور اس کی حکومت کو امور متعلقہ حیثیات مذکور میں منظور و قبول
کرو۔ واضح ہو کہ اس حکم کو حکم اور حکمت چھوڑو جب اس کے تعمیل کرو۔
المقوم بہ ماہ صفر سنہ ۱۱۸۰ مطابق ۱۵ ماہ اپریل ۱۷۶۶ء
دستخط گورنر جنرل بہار و مانا لیاں کونسل

ضمن

دفتر زمینداری سرکار بنارس و غازی پور و چنار کو کو توالی و کار ٹکسال واقع صوبہ الہ آباد
و نیز عالمی و فوجیاری رئیس کلان راجہ چیت سنگہ بہادر کو ویسے لکھے۔

تفصیل محالات ۱۹

سرکار بنارس و چنار سرکار غازی پور محال جونپور مع مال و سوائے حویلی محمد آباد بنارس لائٹس
یعنی شرح پوشاک بادشاہ پرگنہ بدوی تعلقہ سکر امو واقع چنار سکتیس گڑھ۔ نیچے پور۔
سکندر پور خردیشادی آباد پٹہ سرنج کو توالی و دیگر امور بنارس بلا آوا کو توالی دیگر امور چنار
بلا آوا محال ٹکسال بنارس آوا و مٹھی بناس وزن سنگی بناس و دیگر محالات دفتر منصفیات بنارس۔

نقل پٹہ جو راجہ چیت سنگہ کو عطا ہوا

یہ پٹہ جس میں شراٹھ ذیل درج ہیں۔ راجہ چیت سنگہ بہادر کو دیا جاتا ہے۔ سرکار بنارس
و غازی پور و چنار و محالات سرکار جونپور مع مال و سوائے حویلی محمد آباد بنارس خاص عام پٹہ پرگنہ
بدوی تعلقہ سکر امو واقع پرگنہ چنار سکتیس گڑھ نیچے پور سرکار غازی پور پرگنہ سکندر پور خردیشادی
شادی آباد پٹہ سرنج مع کو توالی جونپور و بنارس ٹکسال بنارس مٹھی بانصاب وزن سنگی
مال و سوائے اور دستور دیوانی باستثنای ناکار و نصف جاگیر بدوی و جاگیر سستی دانجاور قوم
مدت و راز سے حساب میں محرابد جاتی میں اور جملہ شراٹھ تعہد تم پر فرض ہیں۔ تاریخ ہم جمادی اول
۱۱۹۹ھ مطابق ۴ جولائی ۱۷۸۵ء سے برقم ۱۱۹۹ لکھ روپیہ بنارس جس کا وزن
۱۰ ماشہ فی روپیہ سے کم نہوگا۔ اور جس میں ۱۱۹۹ روپیان دورتی اور دو چابل

سے زیادہ بوجب تہار و محکمہ اور قبولیت کے نہو گا یہ روپیہ تم اس بنو ادا کرو گا اگر کچھ کو بنارس میں اس روپیہ کا لینا مناسب معلوم نہو گا تو تم بمقام کلکتہ مسکہ کلکتہ میں اس کے ادا کرو گے اور جو مبلغ دو روپیہ فی صدی بنام نہاد زمینداروں کے تم کو ملیگا اس کا روپیہ ادا کرو گے ہوتا ہے یہ محض رقم و ادنیٰ مبلغ ہے کلکتہ ہونگے یہ رقم تم بلا کمی و کسور ایک سال ۱۲۵۵ ہجری میں بوجب فروقہ بندی لاہوری ادا کرو گے جو علیحدہ داخل کی ہے ادا کرو گے اور یہ روپیہ تم بمقام کلکتہ بلا عذر بوجب تسط بندی کے داخل کرو گے۔

تفصیل رقم خراج

رقم قبولیت سابق ...	اضافہ ...
منہا بابت نانکار ...	منہا ...
زمین مرفوع القلم ...	سکہ بنارس ...
سحافی چہارم حصہ ہر سنگہ اعصابہ ...	بٹہ سکہ کلکتہ ...
نصف جاگیر بدوی ...	باقی سکہ روپیہ ...
التمعہ مساعہ نزد بانو ...	منہا ہندویان ...
ایزادی رقم نذرانہ ...	باقی اصل زر و ادنیٰ ...
بٹہ ...	المرقوم ۲۶ ماہ صفر ۱۲۵۶ جلوس مطابق ۱۵ ماہ
کمی وغیرہ ...	اپریل ۱۲۶۶ء

نقل قبولیت مدخلہ راجہ چیت سنگہ بنا بر زمینداری بنارس وغیرہ

چونکہ ایک عہد نامہ تھا جس میں ایسٹ انڈیا کمپنی و نواب آصف الدولہ جاپکان بہادر ہنر جنگ ناظم
 صوالیہا بتاریخ ۲۰ ماہ ربیع الاول ۱۱۸۹ھ مطابق ۳۱ ماہ مئی ۱۷۷۵ء کو قرار پایا جس کے
 حکومت سرکار بنارس و غازی پور و چنار وغیرہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو تاریخ ۴ ماہ ربیع الاول ۱۱۸۹ھ
 مطابق ۴ ماہ جولائی ۱۷۷۵ء سے ملی اور کمپنی نے زمینداری و عالی و فوجداری سرکاران مدلولہ
 الصدقہ کی مع کو توالی بنارس و جوہنپور وغیرہ و کسال بنارس تاریخ مذکور سے محکوم دی اب
 میں برضامندی اقرار کرتا ہوں اور کہے دیتا ہوں کہ جس قدر کہ کسال میں ضرب ہو گا۔
 وہ بوجہ اقرار نامہ علیحدہ کے جو میں نے تاریخ ۲۵ ماہ ذیحجہ ۱۱۸۹ھ جلوس کو لکھنؤ گورنمنٹ کمپنی کو دیا
 ہی ہوئے۔ مجھ کو لازم ہو کہ میں وہ امر کروں گا۔ جو واسطے فائدہ و بہبود ملک کے ہو گا۔ اور جو
 خلائق میں کوشش کروں گا۔ اور متوجہ ترقی زراعت و افزونی مالگذاری کار ہوں گا۔ اور
 اخراج دزدان و قاتلان و دیگر مجرمان ایسی منزلے سخت تجویز کروں گا۔ کہ ان کا نشان بھی مٹی
 نہ رہے گا۔ اور میں سالانہ مالگذاری گورنمنٹ ادا کرتا رہوں گا جس کی تحد و مچھلی دار روپیہ بنارس
 کی ~~میں~~ ^{میں} ہوتی ہے اور فی روپیہ وزن ۱۱ ماشہ سے کم نہ ہو گا اور اس میں دورتی اور دو
 پچاؤل سے زیادہ ملان نہ ہو گا۔ اگر اس سے وزن میں کم ہو یا ملان زیادہ ہو تو
 بس قدر کی زر ہوگی اور مستقد میں اور دیگر پورا کر دوں گا۔ اگر گورنمنٹ کو ضرورت پلئے زر
 مالگذاری کی مقام بنارس میں نہ ہوگی تو میں سال بہ سال بموجب اقساط ماہوار کی روپیہ
 حسب تفصیل ذیل کلکتہ روڈ کیا کروں گا۔ پہلے روپیہ پانچ لاکھ کلکتہ ^{۱۱۸۹ھ}۔ لکھ روپیہ تادمہ وغیرہ
 کے ہو گا۔ لیکن اس میں رقم ہتھ ویاں فیصدی دو روپیہ جو ^{۱۱۸۹ھ} ^{۱۱۹۰ھ} ^{۱۱۹۱ھ} ^{۱۱۹۲ھ} ^{۱۱۹۳ھ} ^{۱۱۹۴ھ} ^{۱۱۹۵ھ} ^{۱۱۹۶ھ} ^{۱۱۹۷ھ} ^{۱۱۹۸ھ} ^{۱۱۹۹ھ} ^{۱۲۰۰ھ} ^{۱۲۰۱ھ} ^{۱۲۰۲ھ} ^{۱۲۰۳ھ} ^{۱۲۰۴ھ} ^{۱۲۰۵ھ} ^{۱۲۰۶ھ} ^{۱۲۰۷ھ} ^{۱۲۰۸ھ} ^{۱۲۰۹ھ} ^{۱۲۱۰ھ} ^{۱۲۱۱ھ} ^{۱۲۱۲ھ} ^{۱۲۱۳ھ} ^{۱۲۱۴ھ} ^{۱۲۱۵ھ} ^{۱۲۱۶ھ} ^{۱۲۱۷ھ} ^{۱۲۱۸ھ} ^{۱۲۱۹ھ} ^{۱۲۲۰ھ} ^{۱۲۲۱ھ} ^{۱۲۲۲ھ} ^{۱۲۲۳ھ} ^{۱۲۲۴ھ} ^{۱۲۲۵ھ} ^{۱۲۲۶ھ} ^{۱۲۲۷ھ} ^{۱۲۲۸ھ} ^{۱۲۲۹ھ} ^{۱۲۳۰ھ} ^{۱۲۳۱ھ} ^{۱۲۳۲ھ} ^{۱۲۳۳ھ} ^{۱۲۳۴ھ} ^{۱۲۳۵ھ} ^{۱۲۳۶ھ} ^{۱۲۳۷ھ} ^{۱۲۳۸ھ} ^{۱۲۳۹ھ} ^{۱۲۴۰ھ} ^{۱۲۴۱ھ} ^{۱۲۴۲ھ} ^{۱۲۴۳ھ} ^{۱۲۴۴ھ} ^{۱۲۴۵ھ} ^{۱۲۴۶ھ} ^{۱۲۴۷ھ} ^{۱۲۴۸ھ} ^{۱۲۴۹ھ} ^{۱۲۵۰ھ} ^{۱۲۵۱ھ} ^{۱۲۵۲ھ} ^{۱۲۵۳ھ} ^{۱۲۵۴ھ} ^{۱۲۵۵ھ} ^{۱۲۵۶ھ} ^{۱۲۵۷ھ} ^{۱۲۵۸ھ} ^{۱۲۵۹ھ} ^{۱۲۶۰ھ} ^{۱۲۶۱ھ} ^{۱۲۶۲ھ} ^{۱۲۶۳ھ} ^{۱۲۶۴ھ} ^{۱۲۶۵ھ} ^{۱۲۶۶ھ} ^{۱۲۶۷ھ} ^{۱۲۶۸ھ} ^{۱۲۶۹ھ} ^{۱۲۷۰ھ} ^{۱۲۷۱ھ} ^{۱۲۷۲ھ} ^{۱۲۷۳ھ} ^{۱۲۷۴ھ} ^{۱۲۷۵ھ} ^{۱۲۷۶ھ} ^{۱۲۷۷ھ} ^{۱۲۷۸ھ} ^{۱۲۷۹ھ} ^{۱۲۸۰ھ} ^{۱۲۸۱ھ} ^{۱۲۸۲ھ} ^{۱۲۸۳ھ} ^{۱۲۸۴ھ} ^{۱۲۸۵ھ} ^{۱۲۸۶ھ} ^{۱۲۸۷ھ} ^{۱۲۸۸ھ} ^{۱۲۸۹ھ} ^{۱۲۹۰ھ} ^{۱۲۹۱ھ} ^{۱۲۹۲ھ} ^{۱۲۹۳ھ} ^{۱۲۹۴ھ} ^{۱۲۹۵ھ} ^{۱۲۹۶ھ} ^{۱۲۹۷ھ} ^{۱۲۹۸ھ} ^{۱۲۹۹ھ} ^{۱۳۰۰ھ} ^{۱۳۰۱ھ} ^{۱۳۰۲ھ} ^{۱۳۰۳ھ} ^{۱۳۰۴ھ} ^{۱۳۰۵ھ} ^{۱۳۰۶ھ} ^{۱۳۰۷ھ} ^{۱۳۰۸ھ} ^{۱۳۰۹ھ} ^{۱۳۱۰ھ} ^{۱۳۱۱ھ} ^{۱۳۱۲ھ} ^{۱۳۱۳ھ} ^{۱۳۱۴ھ} ^{۱۳۱۵ھ} ^{۱۳۱۶ھ} ^{۱۳۱۷ھ} ^{۱۳۱۸ھ} ^{۱۳۱۹ھ} ^{۱۳۲۰ھ} ^{۱۳۲۱ھ} ^{۱۳۲۲ھ} ^{۱۳۲۳ھ} ^{۱۳۲۴ھ} ^{۱۳۲۵ھ} ^{۱۳۲۶ھ} ^{۱۳۲۷ھ} ^{۱۳۲۸ھ} ^{۱۳۲۹ھ} ^{۱۳۳۰ھ} ^{۱۳۳۱ھ} ^{۱۳۳۲ھ} ^{۱۳۳۳ھ} ^{۱۳۳۴ھ} ^{۱۳۳۵ھ} ^{۱۳۳۶ھ} ^{۱۳۳۷ھ} ^{۱۳۳۸ھ} ^{۱۳۳۹ھ} ^{۱۳۴۰ھ} ^{۱۳۴۱ھ} ^{۱۳۴۲ھ} ^{۱۳۴۳ھ} ^{۱۳۴۴ھ} ^{۱۳۴۵ھ} ^{۱۳۴۶ھ} ^{۱۳۴۷ھ} ^{۱۳۴۸ھ} ^{۱۳۴۹ھ} ^{۱۳۵۰ھ} ^{۱۳۵۱ھ} ^{۱۳۵۲ھ} ^{۱۳۵۳ھ} ^{۱۳۵۴ھ} ^{۱۳۵۵ھ} ^{۱۳۵۶ھ} ^{۱۳۵۷ھ} ^{۱۳۵۸ھ} ^{۱۳۵۹ھ} ^{۱۳۶۰ھ} ^{۱۳۶۱ھ} ^{۱۳۶۲ھ} ^{۱۳۶۳ھ} ^{۱۳۶۴ھ} ^{۱۳۶۵ھ} ^{۱۳۶۶ھ} ^{۱۳۶۷ھ} ^{۱۳۶۸ھ} ^{۱۳۶۹ھ} ^{۱۳۷۰ھ} ^{۱۳۷۱ھ} ^{۱۳۷۲ھ} ^{۱۳۷۳ھ} ^{۱۳۷۴ھ} ^{۱۳۷۵ھ} ^{۱۳۷۶ھ} ^{۱۳۷۷ھ} ^{۱۳۷۸ھ} ^{۱۳۷۹ھ} ^{۱۳۸۰ھ} ^{۱۳۸۱ھ} ^{۱۳۸۲ھ} ^{۱۳۸۳ھ} ^{۱۳۸۴ھ} ^{۱۳۸۵ھ} ^{۱۳۸۶ھ} ^{۱۳۸۷ھ} ^{۱۳۸۸ھ} ^{۱۳۸۹ھ} ^{۱۳۹۰ھ} ^{۱۳۹۱ھ} ^{۱۳۹۲ھ} ^{۱۳۹۳ھ} ^{۱۳۹۴ھ} ^{۱۳۹۵ھ} ^{۱۳۹۶ھ} ^{۱۳۹۷ھ} ^{۱۳۹۸ھ} ^{۱۳۹۹ھ} ^{۱۴۰۰ھ} ^{۱۴۰۱ھ} ^{۱۴۰۲ھ} ^{۱۴۰۳ھ} ^{۱۴۰۴ھ} ^{۱۴۰۵ھ} ^{۱۴۰۶ھ} ^{۱۴۰۷ھ} ^{۱۴۰۸ھ} ^{۱۴۰۹ھ} ^{۱۴۱۰ھ} ^{۱۴۱۱ھ} ^{۱۴۱۲ھ} ^{۱۴۱۳ھ} ^{۱۴۱۴ھ} ^{۱۴۱۵ھ} ^{۱۴۱۶ھ} ^{۱۴۱۷ھ} ^{۱۴۱۸ھ} ^{۱۴۱۹ھ} ^{۱۴۲۰ھ} ^{۱۴۲۱ھ} ^{۱۴۲۲ھ} ^{۱۴۲۳ھ} ^{۱۴۲۴ھ} ^{۱۴۲۵ھ} ^{۱۴۲۶ھ} ^{۱۴۲۷ھ} ^{۱۴۲۸ھ} ^{۱۴۲۹ھ} ^{۱۴۳۰ھ} ^{۱۴۳۱ھ} ^{۱۴۳۲ھ} ^{۱۴۳۳ھ} ^{۱۴۳۴ھ} ^{۱۴۳۵ھ} ^{۱۴۳۶ھ} ^{۱۴۳۷ھ} ^{۱۴۳۸ھ} ^{۱۴۳۹ھ} ^{۱۴۴۰ھ} ^{۱۴۴۱ھ} ^{۱۴۴۲ھ} ^{۱۴۴۳ھ} ^{۱۴۴۴ھ} ^{۱۴۴۵ھ} ^{۱۴۴۶ھ} ^{۱۴۴۷ھ} ^{۱۴۴۸ھ} ^{۱۴۴۹ھ} ^{۱۴۵۰ھ} ^{۱۴۵۱ھ} ^{۱۴۵۲ھ} ^{۱۴۵۳ھ} ^{۱۴۵۴ھ} ^{۱۴۵۵ھ} ^{۱۴۵۶ھ} ^{۱۴۵۷ھ} ^{۱۴۵۸ھ} ^{۱۴۵۹ھ} ^{۱۴۶۰ھ} ^{۱۴۶۱ھ} ^{۱۴۶۲ھ} ^{۱۴۶۳ھ} ^{۱۴۶۴ھ} ^{۱۴۶۵ھ} ^{۱۴۶۶ھ} ^{۱۴۶۷ھ} ^{۱۴۶۸ھ} ^{۱۴۶۹ھ} ^{۱۴۷۰ھ} ^{۱۴۷۱ھ} ^{۱۴۷۲ھ} ^{۱۴۷۳ھ} ^{۱۴۷۴ھ} ^{۱۴۷۵ھ} ^{۱۴۷۶ھ} ^{۱۴۷۷ھ} ^{۱۴۷۸ھ} ^{۱۴۷۹ھ} ^{۱۴۸۰ھ} ^{۱۴۸۱ھ} ^{۱۴۸۲ھ} ^{۱۴۸۳ھ} ^{۱۴۸۴ھ} ^{۱۴۸۵ھ} ^{۱۴۸۶ھ} ^{۱۴۸۷ھ} ^{۱۴۸۸ھ} ^{۱۴۸۹ھ} ^{۱۴۹۰ھ} ^{۱۴۹۱ھ} ^{۱۴۹۲ھ} ^{۱۴۹۳ھ} ^{۱۴۹۴ھ} ^{۱۴۹۵ھ} ^{۱۴۹۶ھ} ^{۱۴۹۷ھ} ^{۱۴۹۸ھ} ^{۱۴۹۹ھ} ^{۱۵۰۰ھ} ^{۱۵۰۱ھ} ^{۱۵۰۲ھ} ^{۱۵۰۳ھ} ^{۱۵۰۴ھ} ^{۱۵۰۵ھ} ^{۱۵۰۶ھ} ^{۱۵۰۷ھ} ^{۱۵۰۸ھ} ^{۱۵۰۹ھ} ^{۱۵۱۰ھ} ^{۱۵۱۱ھ} ^{۱۵۱۲ھ} ^{۱۵۱۳ھ} ^{۱۵۱۴ھ} ^{۱۵۱۵ھ} ^{۱۵۱۶ھ} ^{۱۵۱۷ھ} ^{۱۵۱۸ھ} ^{۱۵۱۹ھ} ^{۱۵۲۰ھ} ^{۱۵۲۱ھ} ^{۱۵۲۲ھ} ^{۱۵۲۳ھ} ^{۱۵۲۴ھ} ^{۱۵۲۵ھ} ^{۱۵۲۶ھ} ^{۱۵۲۷ھ} ^{۱۵۲۸ھ} ^{۱۵۲۹ھ} ^{۱۵۳۰ھ} ^{۱۵۳۱ھ} ^{۱۵۳۲ھ} ^{۱۵۳۳ھ} ^{۱۵۳۴ھ} ^{۱۵۳۵ھ} ^{۱۵۳۶ھ} ^{۱۵۳۷ھ} ^{۱۵۳۸ھ} ^{۱۵۳۹ھ} ^{۱۵۴۰ھ} ^{۱۵۴۱ھ} ^{۱۵۴۲ھ} ^{۱۵۴۳ھ} ^{۱۵۴۴ھ} ^{۱۵۴۵ھ} ^{۱۵۴۶ھ} ^{۱۵۴۷ھ} ^{۱۵۴۸ھ} ^{۱۵۴۹ھ} ^{۱۵۵۰ھ} ^{۱۵۵۱ھ} ^{۱۵۵۲ھ} ^{۱۵۵۳ھ} ^{۱۵۵۴ھ} ^{۱۵۵۵ھ} ^{۱۵۵۶ھ} ^{۱۵۵۷ھ} ^{۱۵۵۸ھ} ^{۱۵۵۹ھ} ^{۱۵۶۰ھ} ^{۱۵۶۱ھ} ^{۱۵۶۲ھ} ^{۱۵۶۳ھ} ^{۱۵۶۴ھ} ^{۱۵۶۵ھ} ^{۱۵۶۶ھ} ^{۱۵۶۷ھ} ^{۱۵۶۸ھ} ^{۱۵۶۹ھ} ^{۱۵۷۰ھ} ^{۱۵۷۱ھ} ^{۱۵۷۲ھ} ^{۱۵۷۳ھ} ^{۱۵۷۴ھ} ^{۱۵۷۵ھ} ^{۱۵۷۶ھ} ^{۱۵۷۷ھ} ^{۱۵۷۸ھ} ^{۱۵۷۹ھ} ^{۱۵۸۰ھ} ^{۱۵۸۱ھ} ^{۱۵۸۲ھ} ^{۱۵۸۳ھ} ^{۱۵۸۴ھ} ^{۱۵۸۵ھ} ^{۱۵۸۶ھ} ^{۱۵۸۷ھ} ^{۱۵۸۸ھ} ^{۱۵۸۹ھ} ^{۱۵۹۰ھ} ^{۱۵۹۱ھ} ^{۱۵۹۲ھ} ^{۱۵۹۳ھ} ^{۱۵۹۴ھ} ^{۱۵۹۵ھ} ^{۱۵۹۶ھ} ^{۱۵۹۷ھ} ^{۱۵۹۸ھ} ^{۱۵۹۹ھ} ^{۱۶۰۰ھ} ^{۱۶۰۱ھ} ^{۱۶۰۲ھ} ^{۱۶۰۳ھ} ^{۱۶۰۴ھ} ^{۱۶۰۵ھ} ^{۱۶۰۶ھ} ^{۱۶۰۷ھ} ^{۱۶۰۸ھ} ^{۱۶۰۹ھ} ^{۱۶۱۰ھ} ^{۱۶۱۱ھ} ^{۱۶۱۲ھ} ^{۱۶۱۳ھ} ^{۱۶۱۴ھ} ^{۱۶۱۵ھ} ^{۱۶۱۶ھ} ^{۱۶۱۷ھ} ^{۱۶۱۸ھ} ^{۱۶۱۹ھ} ^{۱۶۲۰ھ} ^{۱۶۲۱ھ} ^{۱۶۲۲ھ} ^{۱۶۲۳ھ} ^{۱۶۲۴ھ} ^{۱۶۲۵ھ} ^{۱۶۲۶ھ} ^{۱۶۲۷ھ} ^{۱۶۲۸ھ} ^{۱۶۲۹ھ} ^{۱۶۳۰ھ} ^{۱۶۳۱ھ} ^{۱۶۳۲ھ} ^{۱۶۳۳ھ} ^{۱۶۳۴ھ} ^{۱۶۳۵ھ} ^{۱۶۳۶ھ} ^{۱۶۳۷ھ} ^{۱۶۳۸ھ} ^{۱۶۳۹ھ} ^{۱۶۴۰ھ} ^{۱۶۴۱ھ} ^{۱۶۴۲ھ} ^{۱۶۴۳ھ} ^{۱۶۴۴ھ} ^{۱۶۴۵ھ} ^{۱۶۴۶ھ} ^{۱۶۴۷ھ} ^{۱۶۴۸ھ} ^{۱۶۴۹ھ} ^{۱۶۵۰ھ} ^{۱۶۵۱ھ} ^{۱۶۵۲ھ} ^{۱۶۵۳ھ} ^{۱۶۵۴ھ} ^{۱۶۵۵ھ} ^{۱۶۵۶ھ} ^{۱۶۵۷ھ} ^{۱۶۵۸ھ} ^{۱۶۵۹ھ} ^{۱۶۶۰ھ} ^{۱۶۶۱ھ} ^{۱۶۶۲ھ} ^{۱۶۶۳ھ} ^{۱۶۶۴ھ} ^{۱۶۶۵ھ} ^{۱۶۶۶ھ} ^{۱۶۶۷ھ} ^{۱۶۶۸ھ} ^{۱۶۶۹ھ} ^{۱۶۷۰ھ} ^{۱۶۷۱ھ} ^{۱۶۷۲ھ} ^{۱۶۷۳ھ} ^{۱۶۷۴ھ} ^{۱۶۷۵ھ} ^{۱۶۷۶ھ} ^{۱۶۷۷ھ} ^{۱۶۷۸ھ} ^{۱۶۷۹ھ} ^{۱۶۸۰ھ} ^{۱۶۸۱ھ} ^{۱۶۸۲ھ} ^{۱۶۸۳ھ} ^{۱۶۸۴ھ} ^{۱۶۸۵ھ} ^{۱۶۸۶ھ} ^{۱۶۸۷ھ} ^{۱۶۸۸ھ} ^{۱۶۸۹ھ} ^{۱۶۹۰ھ} ^{۱۶۹۱ھ} ^{۱۶۹۲ھ} ^{۱۶۹۳ھ} ^{۱۶۹۴ھ} ^{۱۶۹۵ھ} ^{۱۶۹۶ھ} ^{۱۶۹۷ھ} ^{۱۶۹۸ھ} ^{۱۶۹۹ھ} ^{۱۷۰۰ھ} ^{۱۷۰۱ھ} ^{۱۷۰۲ھ} ^{۱۷۰۳ھ} ^{۱۷۰۴ھ} ^{۱۷۰۵ھ} ^{۱۷۰۶ھ} ^{۱۷۰۷ھ} ^{۱۷۰۸ھ} ^{۱۷۰۹ھ} ^{۱۷۱۰ھ} ^{۱۷۱۱ھ} ^{۱۷۱۲ھ} ^{۱۷۱۳ھ} ^{۱۷۱۴ھ} ^{۱۷۱۵ھ} ^{۱۷۱۶ھ} ^{۱۷۱۷ھ} ^{۱۷۱۸ھ} ^{۱۷۱۹ھ} ^{۱۷۲۰ھ} ^{۱۷۲۱ھ} ^{۱۷۲۲ھ} ^{۱۷۲۳ھ} ^{۱۷۲۴ھ} ^{۱۷۲۵ھ} ^{۱۷۲۶ھ} ^{۱۷۲۷ھ} ^{۱۷۲۸ھ} ^{۱۷۲۹ھ} ^{۱۷۳۰ھ} ^{۱۷۳۱ھ} ^{۱۷۳۲ھ} ^{۱۷۳۳ھ} ^{۱۷۳۴ھ} ^{۱۷۳۵ھ} ^{۱۷۳۶ھ} ^{۱۷۳۷ھ} ^{۱۷۳۸ھ} ^{۱۷۳۹ھ} ^{۱۷۴۰ھ} ^{۱۷۴۱ھ} ^{۱۷۴۲ھ} ^{۱۷۴۳ھ} ^{۱۷۴۴ھ} ^{۱۷۴۵ھ} ^{۱۷۴۶ھ} ^{۱۷۴۷ھ} ^{۱۷۴۸ھ} ^{۱۷۴۹ھ} ^{۱۷۵۰ھ} ^{۱۷۵۱ھ} ^{۱۷۵۲ھ} ^{۱۷۵۳ھ} ^{۱۷۵۴ھ} ^{۱۷۵۵ھ} ^{۱۷۵۶ھ} ^{۱۷۵۷ھ} ^{۱۷۵۸ھ} ^{۱۷۵۹ھ} ^{۱۷۶۰ھ} ^{۱۷۶۱ھ} ^{۱۷۶۲ھ} ^{۱۷۶۳ھ} ^{۱۷۶۴ھ} ^{۱۷۶۵ھ} ^{۱۷۶۶ھ} ^{۱۷۶۷ھ} ^{۱۷۶۸ھ} ^{۱۷۶۹ھ} ^{۱۷۷۰ھ} ^{۱۷۷۱ھ} ^{۱۷۷۲ھ} ^{۱۷۷۳ھ} ^{۱۷۷۴ھ} ^{۱۷۷۵ھ} ^{۱۷۷۶ھ} ^{۱۷۷۷ھ} ^{۱۷۷۸ھ} ^{۱۷۷۹ھ} ^{۱۷۸۰ھ} ^{۱۷۸۱ھ} ^{۱۷۸۲ھ} ^{۱۷۸۳ھ} ^{۱۷۸۴ھ} ^{۱۷۸۵ھ} ^{۱۷۸۶ھ} ^{۱۷۸۷ھ} ^{۱۷۸۸ھ} ^{۱۷۸۹ھ} ^{۱۷۹۰ھ} ^{۱۷۹۱ھ} ^{۱۷۹۲ھ} ^{۱۷۹۳ھ} ^{۱۷۹۴ھ} ^{۱۷۹۵ھ} ^{۱۷۹۶ھ} ^{۱۷۹۷ھ} ^{۱۷۹۸ھ} ^{۱۷۹۹ھ} ^{۱۸۰۰ھ} ^{۱۸۰۱ھ} ^{۱۸۰۲ھ} ^{۱۸۰۳ھ} ^{۱۸۰۴ھ} ^{۱۸۰۵ھ} ^{۱۸۰۶ھ} ^{۱۸۰۷ھ} ^{۱۸۰۸ھ} ^{۱۸۰۹ھ} ^{۱۸۱۰ھ} ^{۱۸۱۱ھ} ^{۱۸۱۲ھ} ^{۱۸۱۳ھ} ^{۱۸۱۴ھ} ^{۱۸۱۵ھ} ^{۱۸۱۶ھ} ^{۱۸۱۷ھ} ^{۱۸۱۸ھ} ^{۱۸۱۹ھ} ^{۱۸۲۰ھ} ^{۱۸۲۱ھ} ^{۱۸۲۲ھ} ^{۱۸۲۳ھ} ^{۱۸۲۴ھ} ^{۱۸۲۵ھ} ^{۱۸۲۶ھ} ^{۱۸۲۷ھ} ^{۱۸۲۸ھ} ^{۱۸۲۹ھ} ^{۱۸۳۰ھ} ^{۱۸۳۱ھ} ^{۱۸۳۲ھ} ^{۱۸۳۳ھ} ^{۱۸۳۴ھ} ^{۱۸۳۵ھ} ^{۱۸۳۶ھ} ^{۱۸۳۷ھ} ^{۱۸۳۸ھ} ^{۱۸۳۹ھ} ^{۱۸۴۰ھ} ^{۱۸۴۱ھ} ^{۱۸۴۲ھ} ^{۱۸۴۳ھ} ^{۱۸۴۴ھ} ^{۱۸۴۵ھ} ^{۱۸۴۶ھ} ^{۱۸۴۷ھ} ^{۱۸۴۸ھ} ^{۱۸۴۹ھ} ^{۱۸۵۰ھ} ^{۱۸۵۱ھ} ^{۱۸۵۲ھ} ^{۱۸۵۳ھ} ^{۱۸۵۴ھ} ^{۱۸۵۵ھ} ^{۱۸۵۶ھ} ^{۱۸۵۷ھ} ^{۱۸۵۸ھ} ^{۱۸۵۹ھ} ^{۱۸۶۰ھ} ^{۱۸۶۱ھ} ^{۱۸۶۲ھ} ^{۱۸۶۳ھ} ^{۱۸۶۴ھ} ^{۱۸۶۵ھ} ^{۱۸۶۶ھ} ^{۱۸۶۷ھ} ^{۱۸۶۸ھ} ^{۱۸۶۹ھ} ^{۱۸۷۰ھ} ^{۱۸۷۱ھ} ^{۱۸۷۲ھ} ^{۱۸۷۳ھ} ^{۱۸۷۴ھ} ^{۱۸۷۵ھ} ^{۱۸۷۶ھ} ^{۱۸۷۷ھ} ^{۱۸۷۸ھ} ^{۱۸۷۹ھ} ^{۱۸۸۰ھ} ^{۱۸۸۱ھ} ^{۱۸۸۲ھ} ^{۱۸۸۳ھ} ^{۱۸۸۴ھ} ^{۱۸۸۵ھ} ^{۱۸۸۶ھ} ^{۱۸۸۷ھ} ^{۱۸۸۸ھ} ^{۱۸۸۹ھ} ^{۱۸۹۰ھ} ^{۱۸۹۱ھ} ^{۱۸۹۲ھ} ^{۱۸۹۳ھ} ^{۱۸۹۴ھ} ^{۱۸۹۵ھ} ^{۱۸۹۶ھ} ^{۱۸۹۷ھ} ^{۱۸۹۸ھ} ^{۱۸۹۹ھ} ^{۱۹۰۰ھ} ^{۱۹۰۱ھ} ^{۱۹۰۲ھ} ^{۱۹۰۳ھ} ^{۱۹۰۴ھ} ^{۱۹۰۵ھ} ^{۱۹۰۶ھ} ^{۱۹۰۷ھ} ^{۱۹۰۸ھ} ^{۱۹۰۹ھ} ^{۱۹۱۰ھ} ^{۱۹۱۱ھ} ^{۱۹۱۲ھ} ^{۱۹۱۳ھ} ^{۱۹۱۴ھ} ^{۱۹۱۵ھ} ^{۱۹۱۶ھ} ^{۱۹۱۷ھ} ^{۱۹۱۸ھ} ^{۱۹۱۹ھ} ^{۱۹۲۰ھ} ^{۱۹۲۱ھ} ^{۱۹۲۲ھ} ^{۱۹۲۳ھ} ^{۱۹۲۴ھ} ^{۱۹۲۵ھ} ^{۱۹۲۶ھ} ^{۱۹۲۷ھ} ^{۱۹۲۸ھ} ^{۱۹۲۹ھ} ^{۱۹۳۰ھ} ^{۱۹۳۱ھ} ^{۱۹۳۲ھ} ^{۱۹۳۳ھ} ^{۱۹۳۴ھ} ^{۱۹۳۵ھ} ^{۱۹۳۶ھ} ^{۱۹۳۷ھ} ^{۱۹۳۸ھ} ^{۱۹۳۹ھ} ^{۱۹۴۰ھ} ^{۱۹۴۱ھ} ^{۱۹۴۲ھ} ^{۱۹۴۳ھ} ^{۱۹۴۴ھ} ^{۱۹۴۵ھ} ^{۱۹۴۶ھ} ^{۱۹۴۷ھ} ^{۱۹۴۸ھ} ^{۱۹۴۹ھ} ^{۱۹۵۰ھ} ^{۱۹۵۱ھ} ^{۱۹۵۲ھ} ^{۱۹۵۳ھ} ^{۱۹۵۴ھ} ^۱

کمر	خانہ پور	درا	کھجوا	سرنالپور	جیتا پور	بہار گڑھی	بقا مہرا	بقا مہرا	بقا مہرا	
۱	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	ادھر کرا تا ادھر پور پٹنہ و بنا درجہ و خورو کی پٹی کا ٹیڑھی کی پھینکے۔
۲	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	ادھر کرا تا ادھر پور پٹنہ و بنا درجہ و خورو کے۔
۳	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	ادھر کرا تا ادھر پور پٹنہ و بنا درجہ و خورو کے۔
۴	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	ادھر کرا تا ادھر پور پٹنہ و بنا درجہ و خورو کے۔
۵	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	ادھر کرا تا ادھر پور پٹنہ و بنا درجہ و خورو کے۔
۶	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	ادھر کرا تا ادھر پور پٹنہ و بنا درجہ و خورو کے۔
۷	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	ادھر کرا تا ادھر پور پٹنہ و بنا درجہ و خورو کے۔
۸	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	ادھر کرا تا ادھر پور پٹنہ و بنا درجہ و خورو کے۔
۹	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	ادھر کرا تا ادھر پور پٹنہ و بنا درجہ و خورو کے۔
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	ادھر کرا تا ادھر پور پٹنہ و بنا درجہ و خورو کے۔

بقا مہرا س اور پور پٹنہ کی حد کی قیمت فروخت پر حسب دستور قدامت بقا مہرا

متعلقہ صفحہ

۵۸



ہمارا جہان بھوان سنگھ

بہاراج بلوان سنگہ

یہ بھگوان کو الیہا متولد ہوئے جب سن انکا گیارہ برس کا ہوا۔ رانی صاحبہ انکی والدہ موندن کرنے کے لئے بڑھیا چل لیکن بعد واپسی بھگوان الیہا بہاراج چیت سنگہ کی وفات کی خبر رانی صاحبہ کو معلوم ہوئی۔ اسوقت گورنمنٹ نے رانی صاحبہ کے خرچ کے لئے دو ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیا۔ پس جب ۱۸۲۵ء میں رانی صاحبہ نے رحلت کی تو وہی مشاہیر مقررہ بہاراج بلوان سنگہ کو عطا کیا گیا اور بعد تیرنخواہی ایام گذر ۱۸۵۷ء ایک سند عطا کی گئی جسکی رو سے بغیر پینس کے ہتھیار رکھنے کا اختیار دیا گیا۔ اور سند حاضری عدالت سے معافی کی بھی حاصل ہوئی۔ ماہ ستمبر ۱۸۵۹ء میں خلعت مندرجہ ذیل پیشکاہ حضور و ایسرا نرو گورنر جنرل بہادر سے عطا ہوا۔

دستار زری - سپرچ مرصع - نیمہ زری - گلوند زری - مالائے مروارید - کھنجر مرصع - ٹیکہ زری
جامہ زری - چغیر کارچوبی - اور انکے وئی عہد کنور چکر ورتی سنگہ کو ایک دور بین - انکے قیام کیوجہ سے اگرہ کا محلہ ادائی گدائی بنام چھتہ راجہ کاشی مشہور ہوا۔

نانشکاہ اگرہ ۱۸۶۵ء میں اسے اور بہاراج الیشری پر شاد نرائن سنگہ راجہ بنارس سے ملاقات ہوئی۔ قبل ازین اور کسی سے اس خاندان میں بعد بہاراج چیت سنگہ کے ملاقات نہ ہوئی تھی چنانچہ اب دونوں خاندانوں میں ظاہری اتحاد قائم ہے۔

بہاراج بلوان سنگہ نے ۲۲ دسمبر ۱۸۷۱ء کو بہتر برس کی عمر میں بھگوان الیہا انتقال کیا۔ یہ نہایت سخی اور خلیق و شاعر تھے۔ میرزا حاتم علی بیگ جہر لکھنوی سے تلمذ تھا۔ ایک دیوان سخی یہ گل ریاض راجہ اور ایک شہنوی داستان گل سخن اسے یادگار ہے۔ علم سنسکرت میں بھی

قابلیت تام تھی۔ ایک کتاب صنائع و بدائع میں ۱۸۷۱ء میں بھگوان الیہا وفات پائی۔ ۱۱

بہ زبان ہندی بنام پتر چندر کا تصنیف کی جو مطبوع و مشہور ہے۔ علم موسیقی میں بھی وہ ایک بہترین استاد ہے۔
شتمہ انکے کلام کا درجہ تاریخ کیا جاتا ہے۔

دیسے میں راجہ غلام شاہ دلدل ہو گیا
دشت و شست میں عجب دہوم راجہ نکلا
دیکھے کبھی جو موسے عمران کسی کے ماتھے
پائے قاصد چومے اور دست عامل چومے
اعجاز کا سچ کے دم بہر کے رہ گئے
مشاق ہم و رو دکبوتر کے رہ گئے
آنسو ہماری آنکھوں میں بہر بہر کے رہ گئے
کچھ تو نشان کعبہ میں تہر کے رہ گئے
بانگ ناقوس یہاں مرغ سحر دیتے ہیں
جان دم مرگ رہی کئی ساعت لب پر
رہتی۔ آٹھ پہر قناعت لب پر
آنے پار نہ مگر حرف شکایت لب پر
لب عیسے کی طرح تیر و اثر ناتھ میں ہے
خوشید حشر قبر میں داغ جسگر ہوا
دو دو پہر و ظیفہ مرغ سحر ہوا
پس گئی چال پر حنا کیسی
راہ رضا میں یار کے جو مر کے رہ گئے

۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

خاکساری میں بے نقش لعل طوق بندگی
چتر ہے دل غجنون سر پہ تو نالہ ہر قریب
دہو کا ہو سرخ انگلیوں پر شمع طور کا
وہ پیام یار لایا اس نے کھولی فال نیک
بوسہ نہ اون لبوں کا ملا مر کے رہ گئے
لایا نہ جا کے نامہ شوقیت کا جواب
خالی کئے جو یار نے غیروں کے ساتھ جام
افد نے بتوں کو نکالا تو کیا کیا
ہر شب وصل صنم میر تانے کے لئے
کچھ مزہ دیگی جو بوسہ کی حلاوت لب پر
مانے کس منہ سے کرین یا گریٹنے کا سوال
دل پہ صد سہ ہو کہ ہو جان پہ اذیت راجہ
آب حیوان ہوا حق میں میر و آب خنجر
بعد فنا یہ سوزش دل کا اثر ہوا
تو ہے وہ گل کہ نام تیرا باغ دہریں
سٹ گئی شکل نقشس پاکسیسی
تسکین بعد فاتحہ دیتے ہیں یوں انہیں

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

گیہرائیوہ قبتر میں اے خفتگانِ خاک | تہوڑے سے روزِ عہدِ محشر کے رہ گئے

راجہ رمانہ تاج فریدیوں نہ تختِ جم
افسانے کی قباد و سکندر کے رہ گئے

خلاصہ چٹھی سیکریٹری صیغہ فاسی

بنام ایجنٹ گورنر جنرل مقیم بنارس

مورخہ ۱۹ جون ۱۸۶۸ء

گورنر جنرل نے منظور کیا ہے کہ مبلغ دو ہزار روپیہ ماہوار خاندانِ چیت سنگہ کو عطا کیا جائے
مگر اس حکم کا استحکام منظوری کورٹ آف ڈائریکٹرز پر منحصر ہے گورنر جنرل بہادر نے بوجہ
مندرجہ چٹھی یہ بھی منظور فرمایا ہے کہ نیشن ہذا از وقت وفات چیت سنگہ ادا کئے جائے جو
انتظامات واسطے پرورش خاندانِ چیت سنگہ کئے جائیں تو ضرور ہے کہ بیوہ راجہ صاحبنا موصوف
اور انکا بیٹا صوبہ بنارس سے علیحدہ رکھے جائیں۔ مصلحت یہ ہے کہ وہ گوالیار کو واپس
جائیں جس مقام پر خاندانِ مذکورہ تک رہا ہے اور جہاں اب تک اسکا ایک مکان موجود ہے۔
لیکن اگر بیوہ کو یہ بات نامنظور ہو اور وہاں کا جانا لازمی نہ پھرے تو گورنر جنرل کی یہ رائے ہی
کاؤنکاسن ضلع اگرہ میں مقرر کیا جائے جہاں کہ چیت سنگہ کی جاگیر میں ایک چھوٹا سا گانوں ہی
ہے یہ نیشن انہیں شرائط کے ساتھ عطا کی جاتی ہے کہ بیوہ ان دو امورات مذکورہ بالا کوئی
ایک اختیار کرے۔

خلاصہ چٹھی سیکرٹری فاسی

بنام ایجنٹ گورنر جنرل بنارس

مورخہ ۱۹ جون ۱۸۳۳ء

آپکی دو چٹھیاں مورخہ ۲۲ ماہ گذشتہ اور ۹ ماہ حال موصول ہوئیں۔ اول چٹھی کے ساتھ ایک چٹھی مجسٹریٹ آگرہ کی بھی تھی جس میں ضروریات صرفہ خاندان حیت سنگہ مندرج تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ رانی کا بھائی بابوشیور پرنس سنگہ قضا کر گیا۔ ۲ ماہ حال کو جو چٹھی آپکے نام بھیجی گئی تھی۔ اسکی بھی کارروائی آپ نے کر دی۔ یعنی دیوی سیوک سنگہ اور لالہ اشیری سنگہ کارندگان رانی صاحبہ پر سیدنی سے علیحدہ کر دیئے گئے۔

آخر کار رانی صاحبہ مع اپنے بیٹے کے آگرہ تشریف لیگئیں۔ اب گورنر جنرل بہادر برہہ پرمانی انکی ناقرا نبرداری اور سرکشی کو معاف فرما کر منظور فرماتے ہیں کہ جو احکامات اولاً بابت جانی آگرہ یا گوالیار کے صباور ہوئے تھے اور اسوقت جو وعدہ پرورش کیا گیا تھا اب اونکے ساتھ عمل میں لایا جائے لہذا انور نر جنرل بہادر کلکٹر آگرہ کو اختیار عطا فرماتے ہیں کہ رانی صاحبہ و دیگر اہلیان خاندان حیت سنگہ کو دو ہزار روپیہ ماہوار بشرط راضی رکھنے مجسٹریٹ کے عطا کیا جائے پنشن پذا اسوقت سے عطا ہونی چاہئے کہ حیت سنگہ نے قضا کی۔ اور اسکا اطمینان آپ کر لیوین۔

نقل احکامات جو خدمت میں مجسٹریٹ آگرہ کے بھیجی گئی ہے۔ بنا بر اطلاق آپکی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔

نقل خط پی سیکرٹری فاسی

بنام
محکمہ سیکرٹری آگرہ

مورخہ ۸ جولائی ۱۸۲۵ء

اپنی چھٹی مورخہ ۳۰ مئی بابت اطلاع انتقال بیوہ چیت سنگہ اور بسفارش اس کے کہ مبلغ دو ہزار روپیہ ماہوار کنور بلوان سنگہ پر بحال کیا جائے موصول ہوئی بموجب تحریرات ماسبق نسبت خاندان بڈا اور نسبت چال چلن بلوان سنگہ جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے گورنر جنرل کی یہ رائے ہے کہ مناسب ہو گا پیش بذات بلوان سنگہ اور بتا پرورش اشخاص موجودہ خاندان چیت سنگہ جاری رکھی جائے۔ کلکٹر آگرہ کو حکم بھیجا جائیگا کہ پیش دو ہزار روپیہ ماہوار مع بقایا از تاریخ وقارانی صاحبہ او اگر دیون مگر سمجھ لینا چاہیے کہ بروقت وفات بلوان سنگہ گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ عطیہ مذکورہ بالا میں کمی بیشی کرے یا یہ مناسب سمجھے کہ کس قدر حصہ خاندان چیت سنگہ کی پرورش کے واسطے کافی ہوگا۔

دستخط رابرٹسن

نمبر ۱۱ مورخہ ۹ اکتوبر ۱۸۲۵ء

نقل کاغذات مذکورہ بالا بخدمت راجہ بلوان سنگہ (بنارس) بجواب خط مورخہ ۱۶ جولائی گذشتہ بھیجی جائے۔

دستخط ڈائس سر دفتر

خلاصہ چٹھی نمبر ۲۲۹ سری الف ۸۶۵ء

منجانب مسٹر رابرٹسن صاحب بہاؤ قائم مقام جوئیہ سیکرٹری
خدمت مسٹر اسپڈ صاحبہا اور قائم مقام کٹرنگرہ

صاحب من - جھکو مدایت ہوئی ہے کہ آپکی چٹھی نمبر ۸۳۸ مورخہ ۲۸ جولائی
گذشتہ کا جواب تحریر کروں آپکی چٹھی کے ساتھ عرضی راجہ پلو ان سنگھ ہی منسلک تھی۔ منشاریہ
تھا کہ ایک جدید نقل سند کی بابت عطیہ دو ہزار روپیہ باہوار والدہ راجہ صاحب کو عطا کیجا
ہو اب اس کے نقول کاغذات مندرجہ حاشیہ بھی جاتی ہیں یہ کاغذات نسبت منظوری پیش
ہوئے راجہ حیت سنگھ کے ہیں اور پیشن جاری رہیگی۔

کاغذات منسلک سے معلوم ہو گا کہ کوئی سند کبھی عطا کی گئی تھی۔

دستخط رابرٹسن ۲۹ ستمبر ۱۸۶۵ء

کنور چکوری سنگھ

یہ اگرہ میں پیدا ہوئے اور بیالیس برس کی عمر میں ۱۸۶۵ء کو اپنے والدہ راجہ پلو ان
کی وفات سے پانچ دن پیشتر انتقال کیا۔ یہ تھوڑے عرصے اور اخلاق میں اپنے والد سے نیا
تھی شعر و سخن سے نہایت شوق تھا۔ میرزا حاتم علی مہر کے شاگرد تھے۔ ان کا دیوان موسوم
گل رعنائی وفات کے بعد انکی بیوہ یعنی والدہ کنور بہادر سنگھ نے طبع کرایا۔ کلام یہ ہے۔

احسان اوٹھائے گئے نہ ہم بادِ صبا کا
آنکھیں ہماری بگنیں حلقہ رکاب کا

زلفون کو پلائیے گئے کنور نالون سے اپنے
وہ شاہ سوار حسن نظر آ گیا ہمیں ۔۔

مشعلہ صفیہ

۶۳



کنور حکمران سنہ

بلسل پھلم تازہ یصیاد نے کیا
 لوعتد لیب دل کے پھنسانے کیواسطے
 پھبتی کہو لنگا زلف سُرُخ یار دیکھ کر
 مہندی لگانا پانوتیں تو ایک بہانہ تھا
 خیال عارض و لعل لب رنگین جانائیں
 عیان زلف شبگون سے روئے روشن
 رقیب رو سیہ جل کر ہوانی النار محفل سے
 وہ نادائیں جو کہتے ہیں انتر صحت کا ہونا ہے
 گل زخم جگر اب دیکھئے کیا رنگ لاتے ہیں
 مسیحا موت کے آگے مسیحا فی دکھاتے ہیں
 جو کہتا ہوں دکھانا دکھا کچھ اچھا نہیں ہوتا
 ہمارے خون کے حنائے نقشے جاتے ہو
 تیغ قاتل کی ہے یہ تازہ بہار
 جی کی جی ہی میں رہ گئی حسرت
 خون ناحق ہے ایک چار گواہ
 ناز و انداز و اداعشوہ کر شہمہ غمزہ
 پڑھائی ہیل کیسی تکلید باغ قدرت کے
 بنایا سپیکر وہی نقاہت نے مجھے ایسا
 ہٹا دے زلف مشکین کو اگر وہ رو روئے

گلزار سے قلم کیا تختہ گلاب کا
 زلفون میں اس نے عطر لایا ہی گلاب کا
 نرگس کے پاس پھول کھلا ہی گلاب کا
 بندش تمام یہ تھی کہ تم کو نہ آنا تھا
 حلب سے ہم لہور ہوئے آئی بدخشاں تک
 اندھیرے میں کالے کامن دیکھتے ہیں
 ہمارے یار کی جب ہو گئیں باقیل شادیں
 گلو نہیں بکھت گل پر کہا خوشبو جو خار و نیں
 سنا پو وہ پو شاک پہو لو نہیں بساتے ہیں
 نگاہیں تل کرتی ہیں لب لعلین جلا ہیں
 تو کہتے ہیں کہ ہم تیری محبت آزماتے ہیں
 کبھی تو پان کھاتے ہو کبھی مہند لگاتے ہو
 پھول ہوتے ہیں زخم کھل کھل کے
 یار رخصت ہوا گلے ل کے
 سُرُخ ہیں ماتھ پاؤں قاتل کے
 ایک میں اور یہ سب جا کے کھائیوا
 نہیں ہے زلف عارض پر گل لہ سپنیل ہے
 نظر آؤ نہ بستر پر اگر برسوں قضا ہے
 نہ موٹے طور پر دست موٹے ہیں عصا ہے

ذکیون کو نہیں میں حل ہو جاؤ عقدہ مشکل
 علی باڈو وغیر علی دستِ خدا پیر سے
 ہماری مشکلیں کیونکر سب آسا ہو جائیں
 کنور جب ہم غلام حضرت شہ کلکشا پیر سے

مہاراج پیر بھدر سنگھ

یہ ۱۲۷۹ھ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ تولد جو ان کے والد کنور چکرورتی سنگھ نے موزون فرمائی وہ ۱۲۷۹ھ کی ہے

شد تولد بخانا ام فرزند | از عنایات ایزد سبحان
 بہر تاریخ سال مولودش | گفتم اسے نور چشم راحت جان

انہوں نے علم انگریزی اگریہ کا لہجہ اور میوہ کا لہجہ اجیر میں حاصل کیا۔ فارسی و ہندی میں
 سہی دخل تھا۔ پابندی ایکٹ اصل اور حاضری عدالت سے مستثنیٰ تھے طبیعت میں سادگی
 لوگوں میں اور مزاج غیر مستقل تھا۔ گورنمنٹ نے ان کا خطاب راجی لیکر کنور دیا اور چٹا سوں
 لفظ مہاراج بدلو کر کنور کندہ کیا گیا۔

۱۔ مولف کے والد سید محمد وصی صاحب مرحوم و مغفور مہاراج موصوف کی سرکار میں عبد مہاراج بوان سنگھ سے سہ ماہ
 مصاحبت متنازتے۔ دسم چادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۲۲۔ دسمبر ۱۸۹۹ء یومِ دو شنبہ کو اپنے وطن موٹان میں
 بعارضہ تھجہ انتقال کیا۔ (قطعہ تاریخ وفات از مولوی فصیح اللہ صاحب و فاکلہنوی)

چھا ولاد نبی سید وصی آہ | ازین دنیائے فانی کرد ولت
 نوشتم اسے وفا سال و فانش | قیام روح پاک اوست بجنبت

اور بجائے ان کے مولف کے بہائی سید شہنشاہ حسین محسن کا تقریباً ۱۳۲۵ھ لکھنؤ چھپنا قابل لوگوں کی خیانت سے جو مہاراج
 کے مصاحبوں میں ہو گئے تھے۔ اس سرکار کی ملازمت سے استعفا دیدیا۔ ۱۳

۲۔ یہ مدرسہ رئیس زادوں کی تعلیم کے لئے زیادگار لارڈ میو قائم ہے۔ لارڈ میو بمقام جزیرہ انڈمان ۸۔ فروری
 ۱۸۶۲ء میں شیر علی خان افغان قیدی کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔ ۱۳

مشافه و صفی

۴۴



گور پر جگر است

ہمارا ج پیشگی کے وقت سے صرف انکو بنارس جانے کی اجازت گورنمنٹ سے حاصل ہوئی تھی۔ انکی شادی ۱۲۹۹ء میں دختر بابو لال جی سنگھ رئیس موضع نگور ضلع بنارس کے ساتھ ہوئی۔ دو لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے اب ایک لڑکی جسکی شادی ۱۸۹۹ء میں ضلع چھپرہ کے کسی مقام میں ہوئی ہے اور ایک لڑکا جسکا نام

کنور بہادر سنگھ

ہے۔ اور جو ۱۵ اکتوبر ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا موجودہ خدا اسکی عمر اور اقبال میں ترقی عطا کرے۔ چونکہ ہمارا ج میر بہادر سنگھ کے والد کنور چکرورتی سنگھ اپنے باپ کے سامنے ہی انتقال کر چکے تھے۔ اسلئے مشاہیرہ تعدادی پندرہ سو روپیہ ماہوار ہمارا ج موصوف پر بحال ہوا۔ بعدہ جب انکی والدہ نے وفات پائی تو ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار انکے اخراجات کے تخمینہ کا کم ہو کے ساڑھے تیرہ سو روپیہ ماہوار مقرر ہوا۔ مشہور ہے کہ یہ تخمینہ بابو عبدوندن پر شاد زائیں سنگھ عرف بھو صاحب ساکن موضع سورج پور ضلع اعظم گڑھ نے جو ہمارا ج کے بہنوئی یعنی بیوی جگجوت کنور کے شوہر ہیں۔ ایچ۔ بی۔ فنلے صاحب کلکٹر اگرہ کیوبانی دیا ہے چونکہ ہمارا ج اور کلکٹر صاحب موافقت نہ تھی۔ یہی وجہ زیادہ تر کمی پنشن کی ہوئی۔

بھو صاحب کو ابھی خوشامد من پچاس روپیہ ماہوار علاوہ اخراجات کے دتی تھیں۔ انتقال ہوا بت یہی مشاہیرہ بحال رہا۔ مگر جب بیوی صاحبہ نے وفات پائی تو بھو صاحب اپنے خرد سال لڑکے کو لیکر وطن چلے گئے۔ بھو صاحب اور ہمارا ج سے ولی صفائی نہ تھی۔ جو بھو صاحب کی طرف سے تھی۔

۱۸۸۹ء میں ہمارا ج

۱۸۸۹ء میں ہمارا ج بلوان سنگھ کے بہتیو یعنی بابو فتح بہادر سنگھ (دہ بوان سنگھ) اور فتح بہادر سنگھ بھادر

متعلقہ صفحہ



گنور بہادر شاہ

کے بیٹے بابو جنگ بہادر سنگھ اور ہماراج کی والدہ سے باغوائے بعض مفسدین لال پیدا ہوا۔ اور نوبت بعدالت پہنچی اس مقدمہ میں اکثر ملازمان ہماراج اس بات کے گواہ قرار دیئے گئے کہ جنگ بہادر سنگھ ہماراج کے عزیز نہیں بلکہ میں روپیہ ہاموار کے داروغہ صاحبین مگر مولف کے والد نے جھوٹی گواہی دینے سے قطعاً انکار کیا۔ اسوجہ سے ڈیڑھ برس تک موقوف رہے اور بعد ختم مقدمہ رانی صاحبہ یعنی والدہ ہماراج نے طلب کر کے بدستور مقرر کیا کہ پھر تمام عمر لازم رہے۔ بالآخر اس مقدمہ کا نتیجہ ہوا کہ پچاس روپیہ عین حیات بابو صاحب کو ہماراج کی نیشن سے دلایا گیا۔ وہ علیحدہ محلہ چلی اینٹ میں رہتے تھے۔ شادی کر لی تھی۔ آخر ۱۵ جون ۱۸۹۶ء میں سوہا ہنسی سے وفات پائی۔ اور دو لڑکے کم عمر یادگار چھوڑے۔ بڑے کا نام ہما پر سنگھ اور چھوٹے کا ہیرالال سنگھ ہے۔ بابو صاحب نے بحیات خود خواہ بحضور صاحب کشر بہادر گڈرا گڈرا تھی۔ کہ میری نیشن میرے بیٹے کے نام ہو جاوے چونکہ نیشن عین حیات تھی۔ لہذا یہ درخواست نامنظور ہوئی۔

بابو جنگ بہادر سنگھ کے بڑے بہائی بابو رن بہادر سنگھ شریک والدہ ہماراج رہے۔ شادی نہیں کی لا ولد فوت ہوئے۔

ہماراج پیر بھدر سنگھ نے تیس برس کی عمر میں ۲۴ دسمبر ۱۸۹۲ء یوم شنبہ کو بنارس میں وفات پائی۔ اونیشن ایک ہزار روپیہ ہاموارانگی ہوہ کے نام اس شرط پر مقرر ہوئی کہ بعد انتقال انی صاحبہ ساڑھے سات سو روپیہ ہاموارانگی بہادر سنگھ کو دیا جائیگا۔

لے مزاح تم علی بیگ جہرے شاگرد تھے۔ انکا دیوان شامل دیوان شامل کنور چکرورتی سنگھ طبع ہو گیا ہے تین شرح ہجو یاد تھے درج کرتا ہوں۔ بہادر سرکٹائیں کیا خوشی سے + کہاں میں وہ جو اگلے قدر دانتے ثابت ہوا کلام شریف و حدیث سے + منظور کی خدا نے ہر ایک نیتیں کی بات۔

ایک دم ہی جدا نہیں ہوتا + کیا محبت ہے درد کو دل سے

مولف وقت روانگی بھوپال ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کو بیب سنگ خواری جو اس سرکار سے حاصل بہارانی صاحب کے سلام کو آگرہ گیا تھا۔ اور اپنے دوست مولوی معین الدین صاحب اکبر انائب رشتہ دار کشنزی آگرہ کے مکان محمد پھری کھٹا میں مقیم ہو بہارانی صاحب نے نہایت نرا سہرے لیب فرمایا کہ یہ پتھر میں بگدی اور کھٹا وغیرہ کا انتظام رانی صاحب کی سرکرت سے اس پتھر کو ہمیں ہوتا رہے مولف رانی صاحب کی اس عمدتاً یا ریاست کا نہایت شکر گزار ہو۔



اس خاندان کا نشان ریاست یہ ہے

بھاراج چیت نرائن سنگہ

بھ ۱۹۰۱ء میں بھاراج چیت سنگہ بنارس چھوڑ کر گوالیار چلے گئے تو ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بھ سنگہ نے داخل بنارس ہو کر چیت نرائن سنگہ خلیفہ بابو گنجے سنگہ یعنی نواسہ بھاراج برونڈ سنگہ کو خلعت اسپ و شمشیر سے سرفراز کر کے علاقہ بنارس بشہر آواٹے مالگنداری چالیس لاکھ روپیہ سالانہ کے عطا کیا اور اوسان سنگہ کو کہ گندہ ارکان راجہ برونڈ سنگہ سے تہا نایب مقرر کیا۔ لیکن چند روز کے بعد اوسان سنگہ گنارہ گزین ہو کر اپنے مسکن سید پور کو چلا گیا۔ مگر اختیاراً مقدما دیوانی و فوجداری متعلقہ زمینداری و خاص شہر بنارس و اختیار سکہ رانی راجہ نکال لئے اور سنہ ۱۹۰۲ء میں ایک عہد نامہ اس مضمون کا ہو کہ بنارس کا انتظام دیوانی و مثل صوبہ بنگال بہار اور اوڑیسہ کے جاری کیا جاوے جو سنہ ۱۹۰۳ء میں ان صوبوں میں رانی راجہ جیکہ راجہ چیت نرائن سنگہ سے انتظام کل علاقہ بنارس کا نہ ہو سکا تو صرف جاگیر و التمنہ

ملہ انکی مالہ گلاب کنور بھاراج چیت سنگہ کی مختلف البطن بہن تھی یہیں ریاست بنارس بھاراج برونڈ سنگہ کے پسری سے منقطع ہو کر دھتری اولاد کی طرف منتقل ہوئی۔ ملہ صاحب تذکرہ روز روشن نے انکا نام بھو سنگہ تحریر کیا ہے اور کہو

متعلقه صفیہ

۷۱



مہاراج قیب نراین سنگھ

پر قناعت کر کے باقی علاقہ اپنے قبضہ سے مسترد کر کے گورنمنٹ انگریزی کے تقویض کر دیا اور بعض اہم مقامات اپنے حقوق زمیندارانہ کے ایک لاکھ روپیہ سالانہ باسٹنٹسے جاگیرات و عطیات کے جو راجہ کے خاص انتظام میں دیکھی تھیں سرکار انگریزی کو دینا منظور کیا۔

ہمارا جیسیپ نرائن سنگھ نے ۱۸۹۵ء میں وفات پائی۔ ان کے وقت میں یہ واقعہ قابل ذکر ہوا کہ جب مرزا علی عرف وزیر علیخان کو سر جان شور گورنر جنرل نے مسند نشین ریاست اودھ کیا۔ اور اس کے تھوڑے ہی دنوں کو بعد اس کے حرکات ناشائستہ کا وقوع ہونے لگا جس سے اہل اودھ اور اراکین سلطنت متہرہ ہوئے۔ اور یہی ثابت ہوا کہ وہ صحیح النسب تھیں ہے لہذا وہ ریاست سے علیحدہ کر کے بنارس میں نظر بند ہوا۔ یہاں اوس نے ہمارا راجہ گوالیار سے نواب علی بہادر والی باندہ اور گونڈا میں بہت بہادر حاکم ملک دوآبہ (ملک درمیان دریا گنگا و جمنا اس ملک کو انگریز بھی کہتے ہیں) سے مدد طلب کر کے ایک تاریخ بغاوت کی قرار دی۔ اور خود بھی کئی ہزار آدمی بطور سہ بنری نوکر رکھے اور ایک عرضی شاہ زمان والی کلہ کو بھیجی۔ اور چھپاؤنی سیکرور کی پلٹن کو بھی اپنے موافق کر لیا۔

جب اس ارادہ کی خبر گورنر جنرل کو پہنچی تو انہوں نے مسٹر چیری زیدنٹ کو حکم بھیجا کہ وزیر علیخان کو فوراً کلکتہ روانہ کر دینا چیرے صاحب نے اسکو روانگی کلکتہ کے لئے فہمائش کی لیکن وزیر علیخان اسکو منظور نہ کیا۔ تب چیری صاحب نے اسپر سختی کی۔ اسپر وزیر علیخان نے تھوڑے ہی عرصے میں (۱۸۹۵ء) صوبہات بنگان و بہار و اڑیسہ و وڑاٹھوں سے انگریزوں کے قبضہ میں آئے۔ یعنی پلاسی کی لڑائی

۱۸۵۷ء میں نواب مرزا احمد علی صاحب نے شکست کھائی اور قید ہوا اور بکسر کی لڑائی سے شاہ عالم شاہ

قبضہ سرکار میں آئے۔ ۱۸۵۷ء

۱۸۵۷ء پہلے زمانہ میں یہاں ونگہ اکھا جانا تھا ۱۲

۱۸۵۷ء مفسل کو الف ہم نے تاریخ اودھ میں کبھی میں رشولف

پر غضب ہوا۔ اور تلوار میان سے نکال کر جب وہ حاضری کے وقت وہاں بیٹھا تھا ہم اجنبی
۷۵ء کو صاحب زریڈنٹ کا کام تمام کر دیا۔ اور کپتان کانوی حنا و گریہم ضاکو ہی میں قتل کیا۔

نقل پیمپور اور چمپ پور نرائن سنگھ کو دیا گیا

چونکہ کبیر بنارس و چنار و محلات سرکار جو پور پیر دو مال و سایر جنگی محمد آباد بنارس و دام
مبوس خاص و دیگر گنبدو ہی اور تعلقہ سکراٹو ماتحت پر گنہ چنار و سکتیس گڑھ اور پر گنہ کپتلی سے وقت
ہے اور وہ سکراٹو پور پر گنہ سکندر پور و خرید شادی آباد و پٹنہ و سرنچ محل و ساکو تو
جو پور و غیرہ سکراٹو نرائن سنگھ و زنی بنارس و کل محلات پیر دو مال و سایر مع و سندر و روانی
و ساکو نرائن سنگھ جو گنہ بدوی وغیرہ و معافی زمینہ داران دو گیا اور اجرت سبب نرائن
قلمی بنارس و بناری تگور گئی شروع ماہ اسوچ ۱۸۵۹ء فصلی مطابق ۱۴۱۱ھ بابت ۱۲۱۱ء نظر
لا کر ان پالیس لاکھ روپیہ سکڑ ضرب بنارس سال بسال بلانگی ویشی و واسی کے اور سات سال
مال اسکاٹو فصلی ہے بابت نقصان وغیرہ جو دو ٹیپے فساد میں واقع ہوا ہوگا۔

۱۲۱۱ھ بابت ۱۲۱۱ء فصلی سکڑ بنارس بوزن مقدر وہ جب اپنی قسط بندی
۱۲۱۱ھ بابت ۱۲۱۱ء فصلی و قبولیت کے جو علیحدہ داخل ہوئی ہیں ادا کرو تم باغ
و دیگر باغ باور لانا خیرا دیا کرو۔ اور آئندہ سال میں بیع مقدرہ چالیس لاکھ روپیہ جو تم نے مقبول
کیا ہے اور جس کی قسط بندی ہی تم نے علیحدہ چہری اپنی دفتر سرکار میں داخل کی جو۔ پس اس کے
مطابق تم ناگزاری سرکار میں رہتے رہو۔ برکت خدا و پاک عیندہ سدا کسی امر میں نخراف نہوگا۔

بند و بابت ۱۲۱۱ء فصلی

۱۲۱۱ھ بابت ۱۲۱۱ء فصلی اضافہ بحق سرکار منہا بابت جاگیر وغیرہ چار لکھ

۱۱۹ فصل سے جمع مقررہ آتی ذیل کے
 بند و بست سے مطابق
 ایزادی جو بابت نقصان کے مجرا دینی تھی
 ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۰ء

کل سک بنارس للو
 المرقوم یکیم اسون یعنی اسبج ۱۱۹ فصلی مطابق
 ۱۹۰۳-۱۹۰۴ ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء
 نقل مطابق اصل کے ہے
 دستخط ایڈورڈ کولبروک مترجم فارسی۔

نقل مطابق اصل کے ہے

دستخط ای ہے

سب سیکرٹری

انریبل بورڈ

جاگیرینی رام نیڈت
 جاگیر بندو خان
 جاگیر جگر ناتھ صوبہ دار لکھنؤ
 روزینہ داران
 منہائی اخراجات محال دامانی وغیرہ
 اخراجات محال دامانی وغیرہ

اعطال کے
 لولہ کے
 لال کے

سحافی معمولی

منہائی محال کبیر گنڈہ جس کی
 آمدنی نواب وزیر المملک کے خزانہ
 میں داخل ہوتی ہے۔

منہا جاگیرات ذات میری و دیگر تعلقات
 لضعف پر گنڈہ بدو ہی

پر گنڈہ بھیجی
 پر گنڈہ سید پور

تخواہ ذات دیگر متعلقان

منہا بابت دھلیابی جو دو مانف
 یہاں جو واجب باقی سک بنارس

قبولیت راجہ جیپ نرائن سنگھ

میں راجہ جیپ نرائن بہادر

چونکہ زمینداری سرکار بنارس و چنار اور محالائت سرکار جو پورہ و مال و سائیر اور
 حویلی محمد آباد بنارس اور دام بلبوس خاص اور پیر کتا بدوی و لغتہ سکر اور متعلقہ پیر گنہ
 چنار و سکتیس گڑھ و کیتلی معروف بچر لوہڑہ نرس پیر شادی آباد و پٹہ سرخ ساج مال و سائیر و
 کو توالی جو پورہ و تھیمی و چندا اور سنگھ و نالی بنارس اور نکل محالائت بہر و مال و سائیر
 دستہ و پوئی اور پٹا آباد و سنگھ سے محال کیہیر گڑھ جس کی مالگنداری سرکار بنارس
 وزیر مالک انصاری اور وزیر بہادر کے متعلق یہاں کے محالائت جاگیر روزینہ داران کا خلاصہ
 مطابق محتوی ہے ان کی فکوری تہذیب کینی تہذیب کے واسطے ان کے متعلق یہاں کے محال کیہیر گڑھ
 روپیہ سکر بنارس کے دیئے ہیں بخوشی اور رضا مسدوی مشغول کر کے ہوں اور جس مالگنداری
 سے مبلغ ۱۰۰۰۰ کے بابت نقصان دو ماہ فساد کے اس سال و سالہ کے محال میں
 معاف ہوئے اور چھوٹے میں بلاتال اقرار کرتا ہوں کہ باقی ۱۰۰۰۰ کے محال میں
 بطور مالگنداری واجبی سرکاریں داخل کرونگا اور روزینہ قسط بندی کا میں نے کوئی
 کیا ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ مطابق اس کے ماہ بہ ماہ بلا عذر و حیل خزانہ کا ہرہ کرای
 میں بمقام بنارس ادا کرونگا۔ اور آخر سال میں کٹل روپیہ ادا کر کے رسید اور فرد سپائی
 کرونگا اور جمع سال دوم یعنی ۱۸۹۰ کے کٹل چالیس لاکھ روپیہ قرار پائی ہے اور یہی جمع
 پیشہ کے لئے قرار پائی ہے۔ اس کے ادا کرنے میں بھی بلا عذر و حیل سال بسال بموجب
 اقساط کے میں اقرار کرتا ہوں۔ اور میں روپیہ روزینہ داران وغیرہ کا بھی بلاتال ادا کرونگا

اور رسید اسکی حاصل کرونگا اور کاروبار زمین داری میں مصروف ہو کر کوئی دقیقہ بیکارگی
 و ہوشیاری کا فرودگذاشت نہ کرے کہ رعایا کی نسبت توجہ ملی مبذول کرونگا اور ہر ایک شخص سے
 موافق اوسکے مرتبہ کے پیش آونگا اور میں کوشش بلخ علاقہ کی آبادی میں کرونگا۔ اور ترقی
 آمدنی میں چہرہ نمایاں عمل میں لاؤنگا۔ تاکہ یو مانیو ما اسکی ترقی ہو۔ اور نسبت دروان ^{میں} مہراقا
 و ناو بکروانگ ایسی سختی سے پیش آونگا کہ ایک ہی انہیں سے تیر زمینداری میں باقی نہ رہے گا
 اور کبھی نام ہی کسی جرم کا سنا نہ جائیگا۔ لہذا اپنے ہر عملے بطریق قبولیت لکھیں کہ وقت ضرورت
 کے کام آئے۔ المرقوم یک اسوج ۱۱۹۹ فصلی مطابق ۱۲ ماہ ستمبر ۱۸۱۷ء نقل مطابق اصل کہے
 و تختہ ایڈورڈ کولہر وک ترجمہ فارسی نقل مطابق اصل کہے۔

تختہ ایڈورڈ کولہر وک ترجمہ فارسی نقل مطابق اصل کہے۔

قبولیت و اہمیت پرائن سنگہ در باب آدابائی مالگہ دار

چونکہ جگہ مذکورہ بہت حکم رہا ہے کہ پرائن سنگہ کی سرکاری چہرہ حکومت رائی پور میں ابتدا سے ۱۸۱۷ء
 فصلی علاقہ میں ہے اسکو ورن کر کے داخل سرکار گوانڈا میں بیان کرتا ہے کہ چونکہ مندرجہ بالا
 بابت سندھو کو رسد و سول ہوگا۔ اسیتدر میں داخل سرکار کرونگا۔ نقل مطابق اصل کہے ہے
 و تختہ ایڈورڈ کولہر وک ترجمہ فارسی نقل مطابق اصل کہے۔ و تختہ ایڈورڈ کولہر وک ترجمہ فارسی نقل مطابق اصل کہے ہے۔
 و تختہ ایڈورڈ کولہر وک ترجمہ فارسی نقل مطابق اصل کہے ہے۔

دفعہ اول

گلسال اور عدالت وغیرہ بیعجات مفصلہ ذیل کا اگر کوئی حصینہ میرے انتظام سے چلی رہے ہو جائے

تو مجھے امید ہے کہ رسید اسکی مالگذاری میں جبرادیا جائیگی

تفصیل صعیحات

نگسار	عدالت قوجداری	کو توالی بنارس	نخاس
دیوانی مسافران	تلاشی	قمار خانہ	دستور انکستری

جواب دفعہ اول

نگسال اور عدالت وغیرہ صعیحات مفصلہ بالا کا جو کچھ بحساب اوسط پنجال گذشتہ ہوگا وہ مالگذاری سے منہا ہوگا۔ اور دیدنی مسافران جو بنظر رفاه اشخاص و باشندگان شہر منسوخ ہوئی ہے اسکی منہائی نہ ہوگی۔

دفعہ دوم

جو کچھ حضور سے بطور پرورش زمینداروں وغیرہ کو لیا گیا جسے امید ہے کہ وہ مالگذاری میں جبرادیا جائیگا۔

جواب دفعہ دوم

زمینداران و قابضان سابقہ بطور بدو اور پرورش تلابو اور جو سال گذشتہ تک قابض رہے ہیں اور جو اس کاغذ میں درج نہیں ہیں جو حضور کو دیا گیا ہے وہ جاری رہیگا سوائے اس کے جو کچھ اور بطور پرورش زمینداروں وغیرہ کو حضور سے لیا گیا وہ مالگذاری میں جبرادیا ہوگا۔

دفعہ سوم

جو کچھ فرمایشات انگریزی افسروں وغیرہ کی ہوئی وہ مجھ سے دیدیا جائیگی اس بارہ میں جیسا حکم ہے۔

جواب دفعہ سوم

جس چیز کی فرمائش ہوگی اس کی قیمت تم کو بجا بیکینی دی جائیگی کوئی فرمائش نہ ہوگی۔

دفعہ چہارم

بیس شرطیں پر بند و است امور متفرقہ کا ہولیت وہ حضور کو کوئی معلوم ہے۔ مال واجب ہر کام کے انجام کرنے میں جہان میں موقع ایزادی اور نفع کا دیکھو لگا اس کے موافق بند و است کرو لگا کہ کسی کی رعایت حضور سے نہ ہو۔

جواب دفعہ چہارم

جہاں کہیں لگو موقع ایزادی نفع کا مناسب معلوم ہو تو تم اسی مطابق بند و است کرو حضور سے کسی کی رعایت نہ ہوگی۔

دفعہ پنجم

مجھے یہ امید ہے کہ جو فوج حضور سے واسطے حفاظت سرکار تبارس وغیرہ کے متعلقین ہو وہ میری درخواست کے موافق تعینات ہو۔

جواب دفعہ پنجم

جہاں کہیں فوج کی ضرورت متصور ہوگی۔ وہاں تعینات کی جائیگی۔

دفعہ ششم

در باب بقایائے عہد حیت سنگہ من ابتدائے ۱۱۸۸ھ فصلی پنج حکم حضور ہوا کہ تحصیل کے

داخل سرکار کرو لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ جس قدر زربقائے سال مذکورہ بالا مجھ سے
تحصیل ہوگا۔ اس قدر میں داخل سرکار کروں گا۔

جواب دفعہ ہشتم

منظور — نقل مطابق اصل کے ہو۔ دستخط امی ہے سب سیکرٹری آئرلین بورڈ۔

مہاراج اوت نرائن سنگھ

جب مہاراج جیسپ نرائن سنگھ فوت ہوئے تو اس وقت اٹھ تین لاکھ کے اوت نرائن سنگھ دیپ
نرائن سنگھ۔ اور نرائن سنگھ تھے چنانچہ اوت نرائن جانشین ہوئے۔ انہوں نے علامہ معانی
کے بذریعہ خریدی ریاست کو بڑھایا اور ۱۸۳۶ء میں وفات پائی۔

مہاراج ایشری پرشا نرائن سنگھ

جب مہاراج اوت نرائن سنگھ نے رحلت کی۔ تو اُنکے بیٹے متبے یعنی ایشری پرشا نرائن سنگھ
سند نشین ریاست ہوئے۔ انکو دو بار قیسری شہداء مقام دہلی میں تمغہ اور خطاب میں
دلا اور اعظم وحجی سی۔ ایس۔ آئی یعنی ٹائٹ گرانڈ کمانڈ۔ اسٹار آف انڈیا عطا ہوا۔ یہ
نہایت مدبر و دانشمند قدردان اور شریف نواز تھے۔ انہوں نے ہی توسیع ریاست کی
اور والیان و رئیسان ہند سے اتحاد کو بڑھایا۔ نیز مہاراج چیت سنگھ کے خاندان سے کدورت
کھاری کو دور کر کے اتحاد و یک جہتی کو قائم کیا۔ اور کام کو بھی راضی رکھا۔ خاندان تیموریہ

سلسلہ سرکار انگریزی کے تمنوں کے حالات ہم نے تاریخ حیدرآباد مع تصاویر میں درج کئے ہیں۔ ۱۳ مولف



بابو دیپ نراین سنگه



راج اودت نراین سنگه



بابو نرنراین سنگه

متعلقہ صفحہ

شعاعہ صفیہ



ہماراج الشریک پرنس اور این سنگھ

وہی پاس ادب و تعظیم کرتے تھے۔ جیسا کہ زمانہ مسطانت میں تھا۔ جو شہزادے ہمارے راج کی صلاح کو جانتے تھے۔ بہار راج خود تعظیم دیکر سلام کرتے تھے۔

نقل جو بہار راج ایشری پر شاہزائیں سنگہ کو بابت لکیر دیکھی

مرقومہ ۱۱ - مارچ ۱۸۶۲ء

چونکہ مرضی مبارک ملکہ محظیہ کی یہ ہے کہ حکومت شمال و ریسان ہند کی جواب اپنے اپنے علاقہ پر حکمران ہیں دوامی ہوں اور شان و مرتبہ اونکے خاندان کا قائم رہے۔ مطابق اس مرضی اور خواہش کے تم کو یہ سند دی جاتی ہے۔ اس میں مقرر اطمینان اس امر کا دیا جاتا ہے جو سابق سند بتاریخ ۲۴ - ماہ اپریل سنہ گذشتہ لکھی تھی۔ کہ در صورت نہ ہو وارث اصلی کے گورنمنٹ تم کو اجازت دیگی۔ کہ جس کو تم چاہو یا بعد تمہارے کوئی اور رئیس تمہارے ملک کا چاہے۔ اس کو متنبہ اور جانشین اپنا قرار دے۔ بشرطیکہ حق اوسکا بموجب قاعدہ بنود و رسم خاندان تمہاری کے ہو چکا ہو۔

اطمینان رکھو کہ اس عہد میں ہرگز خلل واقع نہ ہوگا۔ جب تک تمہارا خاندان ملک حلال تخت و تاج کا رہیگا۔ اور جب تک تم شہ اطمینان کا پیمانہ و خوش نامحاجات و اقرار نامحاجات و منعقدہ کا نسبت گورنمنٹ انگریزی کے کرتے رہو گے۔ فقط دستخط کیننگ

بہار راج ایشری پر شاہزائیں سنگہ کی وفات کا سبب اس طرح پر واقع ہوا کہ اولاً تپنا شروع ہوئی اور حکمائے یونانی کا علاج ہوتا رہا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تب ڈاکٹری علاج شروع کیا گیا۔ اور چند روز سے یونانیوں کا صورت صحت کی ظاہر ہوتی جاتی تھی۔ اور صبح و شام گاڑی میں سواریوں کے ہوا خوری کے لئے جاتے تھے۔ لیکن تاریخ ۱۱ جون ۱۸۶۲ء روز شنبہ سے بہتر

دست آنے لگے۔ ڈاکٹر پوپ صاحب نے صحت کی نہایت کوشش کی الا حالت رفتہ رفتہ خراب ہوتی گئی۔ مسٹر اسٹون صاحب کٹر وایجنٹ گورنر جنرل دو سہ روز ۱۲ تاریخ کی شام کو ہماراج کے دیکھنے کو آئے تھو اور ڈاکٹر پوپ صاحب تمام رات موہو در رہے۔ ۱۳- تاریخ کی صبح کو طبیعت اور بھی زیادہ بگڑ گئی۔ ادسوقت ہماراج کے دوست راجہ شیو پرشاد متارہ ہند بلائے گئے۔ جب امید زیت منقطع ہو گئی تب ہماراج چاہئے صبح کے بسواری پاکی لکے باغ واقع کچھپا میں جو شہر کی حد میں واقع ہے۔ پھیرے گئے۔ اور وہیں قریب چھ بجے صبح کے تھینا پتھر برس کی عمر میں زمینیں عدیل بکر انتقال کیا۔ واہ کر یا یعنی تھینز و تکفین سات بجے سے ساڑھے تک ہوتی رہی اور اسکی شرکت کے لئے ہزار آدمی منگوا گئے۔ کھانا پر موجود ہے۔ کنور پر ہونرائین نے چھاپیں جو صندل کی لکڑیوں سے ہماراج کے قلم کرام نگر سے توپیں خریدیں۔ زمین داننگ۔ سرکاری دفاتر بدر ہے۔

سہ ہماراج پر ہونرائین سنگہ کے سی۔ ایس۔ ائی۔ وی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ چونکہ ہماراج ایشورن پرشاد رائین سنگہ لاد لہ تھے۔ اس لئے انہوں نے بابو پرسد رائین سنگہ کے بیٹے یعنی اپنے برادر زادہ پر ہونرائین سنگہ کو حسب منظورہ گورنمنٹ اپنا منبے کیا۔ یہ بعد وفات ہماراج موصو مسند نشین ریاست ہوئے۔ انکو لارڈ لینڈ ڈن بہادر گورنر جنرل نے ہماراج بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے عطا فرمایا۔

کیفیت جلسہ مسند نشینی ہماراج پر ہونرائین سنگہ

منعقد ۲۱- ماہ دسمبر ۱۸۸۹ء

ہماراج کی ادائیگی رسم مسند نشینی کے لئے مسند نشین کی کوٹھی میں سامان تیار کئے تھے چنڈ

۲۶- مئی ۱۸۹۰ء کو بخاریت سے انتقال کیا۔ ۱۲

معلقہ صفحہ



مہاراج پربھونرائی سنگھ



بابو پیر سیدہ زمان سنگہ

نقشه ترتیب جلوس نشینی بهار اجم صاحب بنارس

مغرب

تقات شامیانہ

باڈی گارڈ مہاراج صاحب

چوتھو برائے نشست بیٹیان

چوتھو برائے نشست بیٹیان

چوتھو ترہ

برائے شرفیق افروز میاں نواب لفظ ط گورنر بہادر
مالک مغربی و شمالی و چیف کنترا اودہ مہاراج صاحب بہادر بنارس

۱۹۶۱ء	۱۹۶۱ء
خاصہ	برائے

چوتھو

شمال

۱۹۶۱ء

۱۹۶۱ء

۱۹۶۱ء

۱۹۶۱ء

مشرق

شعله صفی

۸۹



سر اکلیند کالون

شامیانے ایسا دہ کئے گئے۔ شامیانہ کے بالائی حصہ میں ایک چبوترہ تھا جس پر سرخ کپڑا بچھا ہوا تھا۔ ایک خیمہ کے نیچے جو مٹلا تھا۔ ہزار سیر اکلینڈ کالون صاحب بہادر لٹننٹ گورنر مالک مغربی و شمالی و چیف کسٹروادہ اور ہزار کے ارکان اسٹاف اور ہمارا ج صاحب اور جناب معز مے ایہ کے سردارونکی کرسیاں تھیں۔ چتر پٹانی کام اور زریفت کی گدیاں تھیں۔ خیمونکی چوبیس پھول اور پتوں سے سجی گئی تھیں۔ اور خیمونکے چاروں طرف رنگ رنگ کے پھول اور بندہ بن وار بندہ ہوتے تھے۔ اس چبوترہ کے دونوں طرف کمرہ میں لیڈیونکی نشست کا انتظام تھا۔ اس کے بعد ایک طرف شاہزادگان و راجگان اور روسا و عمائد کی کرسیاں تھیں اور دوسری طرف فوجی و ملکی حکام ضلع رونق افروز تھے۔ آخری صف درباریونکی تھی۔ ایک طرف تماشائیون کا ہجوم تھا۔ تماشائیون کی شرکت دربار کے لیے ٹکٹ جاری کئے گئے تھے۔ جبکی تعداد قریب چار سو کے تھی۔ خیمہ کے اندر دربار کے خدام مسلح کپڑے تھے۔ چبوترہ کے نیچے ہمارا ج کا باڈی گارڈ و دی پینے ہوئے کھڑا تھا۔ صاحب دروازہ پر دو قد آور سپاہی مسلح ادا ہر ادا ہر ٹہل رہے تھے۔

رسالہ گورونکی پٹن۔ ہندوستانی پٹن۔ ہمارا ج صاحب کی پٹن۔ کل حضار کی تعداد قریب ایک ہزار کے تھی۔ منجلائیے قریب دو سو کے درباری تھے۔ درباریون کے نام علیحدہ کارڈ نہیں جاری کئے گئے تھے۔ بلکہ ایک عام فہرست شہر کی گئی تھی۔ ان یورپین جٹلینونکے علاوہ جو ریلوے اسٹیشن پر رونق افروز تھے۔ مفصل ذیل اصحاب اور مدعو ہوئے تھے۔

ریورنڈ مسٹر پارکر صاحب۔

ڈاکٹر گنٹن صاحب۔

مسٹر ہینگ صاحب۔ ڈاکٹر ونیس صاحب۔

مسٹر نیلٹ صاحب۔

ریورنڈ بی جانیٹن صاحب۔

مسٹر ای ونیس صاحب۔

کپتان انگلیو صاحب۔

ریورنڈ فٹنی مین صاحب۔

- کپتان کرسٹن صاحب - سرتن اسپنسر صاحب -
 سرجن جے ووڈز صاحب - لفتنٹ ہیگ صاحب -
 لفتنٹ برن بری صاحب - لفتنٹ سائرس صاحب -
 لفتنٹ مینک صاحب - مسٹریج - اے رائٹ صاحب -
 مسٹریٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ خاندانی ریاست ہمارا صاحب بہادر بنارس -
 ڈاکٹر شوپر صاحب - مسٹر لے راجرسن صاحب وغیرہ وغیرہ -
 ہمارا صاحب بنارس نے مفصل ذیل جہانوں کو مدعو کیا تھا جو مستثنیٰ کی وقت رونق افروز تھے -
 ہمارا صاحب سر کرشنا پرتاب سہا صاحب بہادر والی ہتوا کے سی۔ آئی۔ ای -
 ہمارا صاحب سر ادرائیس پرتاب سنگھ صاحب بہادر والی ڈمراؤن کے سی۔ آئی۔ ای -
 راجہ لال مادھو سنگھ صاحب رئیس ایٹھی ملک اووہ -
 راجہ رام پرتاب سنگھ صاحب رئیس ماتڈہ - راجہ محمد سلامت شاہ صاحب رئیس اعظم گڈہ -
 ہمارا صاحب کمار لال جگتا سنگھ صاحب رئیس سہاول -
 بابو گوپال جی صاحب رئیس ہتوا - بابو کرشنا پرتاب سہا صاحب رئیس ہتوا -
 ڈوگر پرتادرائین سہا صاحب رئیس گہیار - سیٹھ کنتھہ پرتادرائین سہا صاحب رئیس پیرسا -
 بابو چھمن پرتادسہا صاحب رئیس بگور اعلیٰ بابو کرشنا پرتادسہا صاحب رئیس ہتوا -
 رائے گوپتا رائو صاحب - مرزا سکندر نخت صاحب بہادر -
 مرزا قادر نخت صاحب بہادر - راجہ شیو پرتاد صاحب سی۔ ایس۔ آئی -
 راجہ صاحب بچے پور - راجہ صاحب گبہر سنگھ صاحب -

- بابو اندر نرائن سنگھ صاحب - بابو سہری نرائن سنگھ صاحب -
 بابو سورج پرشاد نرائن سنگھ صاحب رئیس شیوراجپور -
 بابو پدم دیو نرائن صاحب - بابو ہر سنگھ پرشاد سنگھ صاحب -
 بابو لال گوپال سرن سنگھ صاحب - مہا مہوپادھیانپنڈت بابو دیو صاحب شاستری
 سی۔ ایس۔ آئی۔ - مہا مہوپادھیانپنڈت گنگادھر صاحب شاستری -
 جینت جیرام صاحب گرگوشائیں بہاری پوری - رائے نرسنگھ داس صاحب -
 بابو جہادیو جی صاحب - بابو بشیشہر پرشاد صاحب عرف بشو جی -
 بابو مہنی شکر صاحب پیل - بابو دیدیو داس صاحب -
 بابو امبیکا پرشاد نرائن سنگھ صاحب - بابو گنگیشور پرشاد صاحب -
 بابو کالیچرن صاحب بھرجی - بابو پریموداس صاحب بھرجی -
 بابو لکشو داداس صاحب بھرجی - بابو رام کالی صاحب چودھری -
 منشی لچھی نرائن صاحب - بابو بارنیشور صاحب بھرجی -
 بابو بدھو داس صاحب - (دثانی) بابو مین بہاری صاحب مگر جی -
 بابو مرنجی صاحب مگر جی - بابو بلہمد راس صاحب -
 بابو کاشی ناتھ صاحب بیواس - بابو لچھمن داس صاحب -
 مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب آنریری جھڑیٹ و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ بنارس -
 بابو ہمیش چندر صاحب سانیال - رائے بہادر رام پرشاد صاحب -

سنہ ۱۸۹۹ء میں انتقال کیا۔ ۱۲۔ ۱۸۹۳ء میں گورنمنٹ سے خطاب خان بہادر کا خطاب ہوا۔ ۳۰۔ مئی ۱۸۹۹ء مطابق

۱۹۔ محرم ۱۳۱۶ھ کو وفات پائی۔ ۱۲۔

رائے بلدیہ بخش صاحب - حکیم محمد صدیق صاحب -
 منشی رام پرتاب صاحب - منشی سادہ ہلال صاحب -
 رائے شیم کرشنا صاحب عرف لگن جی - آئریل رائے درگا پرتاد صاحب بہادر -
 رائے ہزاری داس صاحب - جوشی پرمانند صاحب -
 رائے راجکمار صاحب - رائے دیوی پرتاد صاحب -
 بابو پورن چندر صاحب بھرجی سول سرجن - رائے پرہاد داس صاحب -
 بابو پیمان چند صاحب - بابو منوہر داس صاحب -
 بابو بالیش پرتاد صاحب - منشی مادہ ہلال صاحب -
 چہنت راجی داس صاحب - منشی رام کشن صاحب -
 بابو گیش چند دیو صاحب - بابو گوگل چند صاحب -
 حکیم سید قربان علی صاحب مولانی ملازم ہمارا صاحب بہادر بنارس -
 بابو ہار پرتاد زارین صاحب رئیس بڑوں - ڈاکٹر لنگا سنگھ صاحب اسٹنٹ سرجن بنارس -
 بابو رام پرتاد صاحب چودہری - منشی نو لکشور صاحبی - آئی۔ ای۔ مالک مطیع و وہ خاں
 ہندوستانی ریاستوں کی طرف سے اصحاب مندرجہ ذیل بھی شریک تھے۔

تاریخ

۲۴۔ ریح اش فی ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۹۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو بھقام موضع سرولی ضلع بنارس انتقال کیا۔ قطعہ تاریخ وفات
 ازبندت کاشی ناتھ صاحب تحصیل لاٹھیا ہمارا صاحب بنارس سے چھ ہفتے پہلے ازبندت رفت۔ پھیرے زمان سوخان رفت۔
 چونام پوش قران علی شہد | نہ ہندت ازبندت چوچانفت | کلک شہد آئے سوے موٹ | قافی اللہ شہد زان و شانفت
 سکرم علی و حکمت ثابت | کہ درکہم ہلک جاودانفت | گلو کاشی زبیری سال تاریخ | فلاطون زمان براسمان رفت
 سن ۱۸۹۹ء عیس گورنمنٹ سے رائے بہادر کا خطاب پایا۔ ۱۲۔
 ۱۹۔ فروری ۱۸۹۹ء کو پھیرے کی عمر میں بمقام لکھنؤ لاہر انتقال کیا۔ اب منشی پرگن زارین بہادر کو انکے لائق جانشین میں
 قطعہ تاریخ وفات (دوشمنشی نو لکشور برودہ۔ حسرتا حیرتاد و اسکا۔ قدر افزائے صاحب جوہر جوہان گلانی نژاد عالیہ) کو چھوٹو ۹۳۔

دیوان برج لال صاحب کشمیر۔
 سردار ایلی سنگھ صاحب پٹیالہ۔
 دیوان مشراچھو دل صاحب کپورتھلہ۔
 دیوان سندر سنگھ صاحب کشمیر۔
 سردار رام نرائن سنگھ صاحب پٹیالہ۔

انکے علاوہ قائم مقامان ریاست جیند۔ ناہید اور بابو جگن ناتھ پرشاد سنگھ صاحب وارث راج پری
 یہی شریک تھے۔

قبل از دوپہر جو وقت ادائے رسم کے واسطے مقرر تھا۔ تمام اصحاب بیٹکے پاس ٹکٹ تھے اپنی اپنی
 جگہ پر رونق افروز ہوئے۔ ایسٹ نکاشا ئیر بار میوین (قلات غلزنئی) بنگال پیادہ فوج اور ہاراج
 کی بلٹن کی سپاہ شاہیانہ کے سامنے تعین تھی۔ بارہ بجے سے چند منٹ قبل کنور آدت نرائن سنگھ
 صاحب اور رائے بلدیو بخش صاحب گورنمنٹ ہوس میں نواب لفظٹ گورنر بہادر کی خدمت میں
 حاضر ہوئے۔ اور نڈیشہ کی کوٹھی میں لائے۔ ہزارنگ کی گاڑی میں ایجنٹ گورنر جنرل۔ کپتان
 اسٹریچی پرائیویٹ سیکرٹری اور کپتان ایل گارڈن صاحب ایڈیکانگ۔ اور دوسری گاڑی میں
 میجر جنرل سر جان ہڈسن۔ مسٹر جے وڈبرن صاحب چیف سیکرٹری گورنمنٹ مشرقی و شمالی اودھ
 اور کپتان اے۔ جے۔ ڈبلو ایلن ایڈیکانگ جنرل سوار تھے۔

لفظٹ گورنر بہادر کی تشریف آوری پر ہاراج صاحب نے صدر دروازہ پر استقبال کیا۔ اور
 چوتھرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مقام پر نصف دائرہ کی شکل پر کریان مرتب کی گئیں تھیں
 لفظٹ گورنر کی کرسی بیچ میں تھی۔ اور ہاراج صاحب ہزارنگ کے دست چپ پر ٹھکن تھے ہزارنگ
 کے ہمراہ کپتان گارڈن۔ کپتان فاکس۔ متعلقہ غازی پور لائٹ ہووس آنریری ایڈیکانگ اور
 کپتان اسٹریچی تھے۔ ہاراج کے ہمراہ رائے بلدیو بخش اور چار سردار تھے چوتھرہ پر جنرل سن

حاشیہ صفحہ ۹۲ صدر دفتر کنگلی۔ آن ہنر ڈیر کمال آگاہ۔ شوق تاریخ انتہائی گھٹ۔ مہر صبح اتزل غروب شد آہ
 ۱۸۹۵

چیف سیکرٹری گورنمنٹ۔ انڈر سیکرٹری پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ۔ میرنشی مسٹر آراسمین سیکرٹری
گورنمنٹ۔ ایجنٹ گورنر جنرل اور کنور صاحب تھے جس وقت یہ اصحاب اپنی جگہ پر بیٹھ گئے مہاراج
کمرہ میں تشریف لے گئے۔ انڈر سیکرٹری گورنمنٹ اور میرنشی ہمراہ تھے۔ چند منٹ کے بعد مہاراج ایک
خلعت فاخرہ مطلقاً جو اہرات سے چمکتا ہوا زیب تن کر کے برآمد ہوئے۔

چیف سیکرٹری گورنمنٹ مہاراج کو نواب لفظ گورنر بہادر کے روبرو لائے۔ ہزار نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا
مروارید مہاراج کے گلے میں ڈالا۔ اور پگڑی میں سر پہنچ لگایا۔ اور تلوار کمر سے باندھی۔ اور اشیا
مذکورہ بالا اور ایک ماتہی اور ایک گھوڑا اور ایک پالکی بطور خلعت دیئے گئے۔ بعدہ چیف سیکرٹری
نے ہر ایک سنسلی حضور و ایسراے و گورنر جنرل بہادر کی سند کو پڑھا۔ جس میں درج تھا کہ راجہ پر جھو
نرائین سنگ بہادر کو مہاراج کا خطاب بطور اعزاز کے عطا ہوا۔ اسکا ترجمہ میرنشی نے اردو میں
پڑھ کر مہاراج کو وہ سند عطا کی۔ اس کے بعد نواب لفظ گورنر بہادر نے بزبان اردو فرمایا
مہاراج صاحب! ہر ایک سنسلی و ایسراے کی جانب سے آج یہ سند آپ کو عطا کرنے اور خلعت
دینے اور گدی نشین کرنے سے مجھ کو بہت بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ میں بھروسہ کرتا ہوں کہ
آپ ان اعزاز سے حظ وافی مدت مدید تک اٹھائیں گے۔ جو آج کے روز آپ کو عطا ہوئے ہیں۔
اور آپ اپنے معزز والد ماجد کے نقش قدم پر چلیں گے۔ جنکی خیر خواہی منجانب گورنمنٹ اس قدر
نمایاں تھی جس قدر ہر نائینس کے اوصاف حمیدہ مشہور تھے۔ اور جس کے باعث سے وہ انگریزوں
اور اپنے ہم وطنوں میں ہر دل عزیز تھے۔ اور جس کی وجہ سے ہیشمار اصحاب انکے دوست تھے۔
میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے ہم وطنوں کے واسطے ایک ایسا نمونہ اپنی طرز معاشرت سے پیدا
کریں گے جو آپکے واسطے باعث اعزاز ہوگا۔ اور جس کی وجہ سے آپکی قدر و منزلت ہوگی اور اللہ
گورنمنٹ کی جانب سے آپ اور نواب لفظ کو انجام دینے جو آپکی عالی مرتبت اور اس لحاظ کے باعث

سے انجام پذیر ہونے چاہئیں جس کو گورنمنٹ نے آپسے اور آپسے خاندان کی جانب ظاہر کیا ہے۔ اس کے جواب میں جہاراج نے گورنمنٹ کا اس اعزاز کی واسطے شکریہ ادا کیا۔ جو جہاراج صاحب کو گورنمنٹ نے عطا کیا ہے اور بیان فرمایا کہ میں اپنے والد ماجد مرحوم کے نقش قدم پر چلوں گا۔ جہاراج لفظ گورنر کے جانب دست چپ تنگن ہوئے۔ اور پانچ ہزار روپیہ کی نذر پیش کی۔ نواب لفظ گورنر۔ ایجنٹ گورنر جنرل۔ میجر جنرل کما یز اور چیف میجر ٹری کو جہاراج نے عطا دیا۔ اور اپنے والد کے معزز جہانوں کو اور ہزاروں کے باقی ماندہ اسٹاٹ کو کنور صاحب نے عطا دیا۔ دیا۔ ٹنگلی اور فوجی افسروں اور دیگر جہانوں کو بھی عطا دیا۔ دیئے گئے۔ بعد تقسیم عطا دیا۔ کے ہزار کھڑے ہوئے جہاراج ہزاروں کے ہمراہ گاڑی تک تشریف لیگئے۔ لفظ گورنر کو گورنمنٹ ہوس کو تشریف لائے۔ دو سال بعد نکال رسالہ بطور دکارڈ ہمراہ تھا۔

شام کے وقت آنتہازی چھوڑی گئی اور ساڑھے نو بجے کے قریب ایک محفل مرتب کی گئی جس میں رؤساء و عمائد اور حکام مدعو تھے۔

کنوراوت نرائن سنگھ

خلف جہاراج پر بہو نرائن سنگھ۔ سال ولادت انکا سن ۱۸۱۷ء و کیرمی ہے۔ ریاست بنارس کا انتظام اس طرح قرار دیا گیا ہے۔ کہ راجہ کو اپنے علاقہ کے انتظام میں اختیار کھلکے حاصل ہیں۔ لیکن اور معاملات میں وہ اس پرنسڈنٹ کے ماتحت ہیں جو منجانب گورنمنٹ بغرض نگرانی عام مقرر ہے و نیز جس کو اختیارات عدالت سرسری۔ دیوانی اور مال کے حاصل ہیں صاحب کشر قسمت بنارس بجائے رزڈنٹ کے ہیں۔

لہ کشری بنارس میں پانچ ضلع بنارس سر نراپور۔ جونپور۔ غازیپور اور بدیا واقع ہیں۔ ۱۲

متعلقہ صفحہ ۹۵

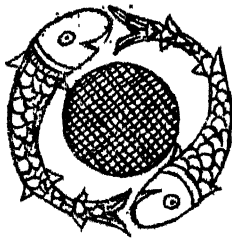


گنوار آوت نرائن سنگ

یہ ریاست دو ضلعوں بنارس اور مرزا پور میں واقع ہے چنانچہ پرگنہ کسوار ضلع بنارس میں اور گنگاپور و بدوی ضلع مرزا پور میں ہیں۔ جس کا رقبہ ۹۸۵ میل اور آبادی چار لاکھ معیصل اکٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہے جس میں سے دو لاکھ اٹھانوے ہزار چھ سو روپیہ سالانہ مالگنداری کے خزانہ گورنمنٹ انگلشیہ ہوتی ہے۔

یہ علاقہ قجرات محروسہ جہاراج بنارس بطور خاص ایکٹ ۱۲-۱۸۸۱ء کے عمل سے علیحدہ کر دی گئی ہے اس ریاست میں تعداد فوج ایک سو پچھتر پیادہ اور سو سوار ہے۔

جہاراجہ بلقب کاشی نرہیں ملقب ہیں اور سلامی تیرہ ضرب ہے۔ اور ریاست کا مارگ یہ ہے۔



حالات غدر

بہ ماہ مئی ۱۸۵۷ء چھاؤنی بنارس میں صرف ایک انگریزی تعیناتی تھا۔ اور تین دیسی جمہٹ یعنی ۳۳ نمبر کی سپیل فوج ایک جمہٹ

سکھوں کا۔ اور ۱۳ نمبر کار سالہ کل دو ہزار دیسی فوج تھی اور قریب ۳۲ کے انگریزی گولہ انداز تھے۔ بلوہ ہونے کے وقت یہ فوج بریگیڈیر جارج پان سن بی کی کمانڈ میں تھی۔ ۱۳ سالہ اور پلٹن سکھ جولدھیانہ پلٹن کے نام سے مشہور تھی۔ بہت وفادار اور خیر خواہ سرکار خیال کی جاتی تھی۔ اور سینتیسویں پلٹن پیاوگان ہندوستانی بھی جنگ افغانستان و پنجاب میں بڑے بڑے کار نمایاں کئے تھے۔ یکم جون سے ۳۴ نمبر کی پلٹن سے آٹار ناراضگی پائے جاتے تھے۔ لیکن اس وقت یہ خیال کیا گیا تھا کہ سکھہ جمہٹ اور رسالہ کے سوار جبکہ برتاؤ اس وقت تک لائق اطمینان تھا۔ اس پلٹن کو فساد نہ کرنے دینگے۔

وسط مئی میں دہلی اور میرٹھ کے بلوہ کی خبر بنارس پہنچی۔ اس زمانہ میں یہاں غلہ کی بہت گرائی

تھی۔ اور اسی وجہ سے لوگوں میں ناراضی پھیلی ہوئی تھی۔ اور پوریہ سپاہیوں نے جو شروع مارچ ہی سے کم و بیش ناراض تھے۔ اب علانیہ انگریزوں کے قبضہ سے نکلنے کے لئے دیوتاؤں سے دعا مانگی اور بغاوت مغربی ہند کے حالات دریافت کرنے کے لئے اُدھی روانہ کئے اور اپنے گرو کو اس خیال سے گھر بھیج دیا کہ فساد کے وقت اسپر کوئی گزند نہ پہنچے۔

انگریزوں کو اس وجہ سے اور بھی تشویش تھی کہ اس وقت بنارس میں اکثر مرہٹہ (مرہٹہ کی دو چہرہ تسمیہ تاریخ حیدرآباد دکن میں درج ہے۔ مؤلف) سکھ، مسلمان اور ہندو نواب و راجہ اور شاہی خاندان کے لوگ بطور نظر بند اور نیشن یافتہ کے مقیم تھے۔ بلکہ ۳۳ نمبر کی پلٹن کے اکثر سپاہی محلہ سوالہ میں جہاں شاہزادگان دیہی رہتے ہیں جایا کرتے تھے۔ ۳۳ نمبر کا رسالہ جو سلطان پور کی چھاؤنی میں رہتا تھا۔ ۳۳ نمبر کی پلٹن کے پاس اس وجہ سے رکھا گیا تھا کہ مسلمان ہونے کے سبب سے سواروں کا اثر سپاہیوں پر پڑے گا۔

بنارس کے جج و جسطریٹ مسٹرنڈ و گینٹس نے شہر میں امن رکھنے کے لئے بہت کوشش کی۔ کبھی بنیو کو نریخ غلہ بڑمانے کی تاکید کرتے تھے۔ اور کبھی مخبروں کے بیانات سنتے تھے جس سے شہر کی کیفیت اور فوج کے منشاء سے آگاہی حاصل ہوتی تھی۔ اسی وقت کمیٹی میں چند افسروں کی یہ تجویز کہ قلعہ چار میں پناہ یجائے نام منظور کی گئی۔ مگر یہ رائے قرار پائی کہ ضرورت کے وقت تمام انگریز ہنگسال کوٹھی میں پناہ گزین ہوں۔ اسی طرح برہمنی کا مہینہ ختم ہو گیا۔ مگر ۳۱۔ مئی کی رات کو ڈیڑھ بجے کے وقت سپاہیوں نے چند خالی بار کو نہیں آگ لگا دی۔ لیکن اس ارادہ کی خبر پہلے ہی سے رسالہ کے افسر میجر کائس کو لٹکے سپاہیوں نے دیدی اور یہی کہہ دیا تھا کہ ۳۳ نمبر کی پلٹن کے سپاہیوں کا ارادہ تو بخسانہ پر قبضہ کرنے کا ہے۔

۳۔ جون کو افسر روم لٹنٹ کرنیل کارڈن صاحب نے برگیڈیر پان سن بی کو اطلاع دی کہ سینتین

مستقام صفوی

۹۰۸



برگه پیر جنرال میل

۲۱
۱۹۰۶

پلٹن کے آدمی بد معاشان شہر سے سازش کر کے بغاوت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ قبل از بلوہ اعظم گڈہ و آد گر نیل نیل صاحب کے برگیدہ صاحب اور مگر صاحب کشتہ اور گنسن صاحب جج نے مشورہ کر کے مسم ارادہ سینتیسویں پلٹن سے ہتیار لے لینے کا کیا۔ اور ایک جماعت رسالہ کی جو سلطان پور میں تھی اسکو بھی طلب کر لیا تاکہ وہ مع پلٹن سکھہ فوج گورہ کو سینتیسویں پلٹن کے ہتیار لینے میں مدد سے لیکن ان دونوں یعنی رسالہ اور فوج سکھہ نے عین وقت پر دغا کی۔ چند سپاہی سینتیسویں پلٹن کے سرکار کی مخالفت سے باز رہے وہ چنار گڈہ کی حفاظت کے لئے بھیسے بیٹے گئے۔ اگر سینتیسویں پلٹن کے ہتیار لینے میں توقف ہوتا۔ تو اس رات کو بنارس میں مثل دہلی اور میرٹھ کے واقعہ پیش آتا۔ کیونکہ خود اسی پلٹن کے سپاہیوں نے اقرار کیا تھا۔ کہ دس بجے رات کے بغاوت کر کے انگریزوں کو قتل کرین اور اٹکے بنگلے جلا دیں۔

اسی تاریخ کو لفٹنٹ کرنل نیل صاحب مع ساٹھ پیادوں پلٹن اول مدراس فیونزی لیئر زاوہر تین افسروں کے داخل بنارس ہوئے۔ پانچ کمپنیاں اس گورہ پلٹن کے پیچھے آتی تھیں۔ اور بہت جلد بنارس پہنچنے والی تھیں یہ پلٹن نہایت سرعت کے ساتھ کلکتہ سے کانپور آتی تھی۔

۳۔ تاریخ کو نیل صاحب کا ارادہ تھا کہ بنارس سے کانپور روانہ ہوں۔ لیکن انکو زبانی لفٹنٹ سپاہی

صاحب کے معلوم ہوا کہ شرمپورین رجمنٹ ہندوستانی متعینہ اعظم گڈہ نے سرکشی کی اور خزانہ لوٹ لیا یہ خبر سنتے ہی برگیدہ برپان سن بی نے جو ضلع بنارس میں اعلیٰ حاکم جنگی تھے۔ نیل صاحب سے مشورہ کیا کہ ۳ نمبر کی پلٹن سے ہتیار لے لئے جائیں۔ ابھی یہ کیلٹی ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک سوار بغاوت اعظم گڈہ کی خبر لایا اور سب کی رائے ہوئی کہ کل صبح کو ۳ نمبر کی پلٹن پر ریڈ چیج کی جائے اور اس سے ہتیار رکھو ایسے جائیں اور تمام ملکی افسر اس کارروائی کے وقت کلکتہ کی کچھری پہنچیں۔

۴۔ جون کو یہ بات طے ہوئی کہ کل صبح کو ۳ نمبر کی پلٹن سے ہتیار رکھو ایسے جائیں چنانچہ

اسی تاریخ ۵ بجے شام کو نیل صاحب بسواری ڈیڑھ سو گورہ پلٹن نمبر ۱- اور ساٹھ گورہ پلٹن مدراس فیوزی لیزا درمیں توپ اور ۳ پلٹن کے افسر کرنیل سپائس و دمع دیگر افسروں کے پرید کے میدان میں گئے۔ اور یہ تجویز ہوئی کہ پلٹن سکھ اور سروسار جنت ۳۱ ابھی اس فوج کوڑا کے ساتھ ہو کے سینتیسویں پلٹن کے ہتیار لینے میں مددگار ہوں پلٹن سکھ اور سالہ ابھی بنارس کی چھاؤنی میں تھا۔ لفٹنٹ کرنیل گارڈن صاحب سکھ پلٹن کے افسر تھے اور انکو اپنی پلٹن پر پورا بھروسہ تھا۔ جبکہ یہ فوج آراستہ ہوئی اور سپاہیوں سے ہتیار رکھنے کو کہا گیا۔ اور سوقت اس پلٹن کے چار سو آدمی کے قریب موجود تھے۔ باقی شہر میں مختلف مقامات پر متعین تھے اور اسی پلٹن کی ایک کپنی قلعہ چنار میں تعینات تھی۔ کپنی نمبر ۱۸۸ کے سپاہیوں نے بغیر کسی جھٹ اور تکرار کے اپنے افسروں کے حکم کے موافق ہتیار رکھ دیئے۔ لیکن اس کے بعد ہی سپاہیوں نے آہستہ آہستہ کچھ کہنا شروع کیا۔ اور اکثر انہیں سے کہنے لگے کہ انگریز ہتیار لیکر دھوکہ دینگے۔ اور گوروں کی فوج جو سامنے ہے ہم لوگو کو بے بپا کر گویں مار ڈالیگی۔ یہ سنکر کرنیل نیل نے باوازا بلند کہا کہ یہ بدگمانی بچا ہے اور ہندوستانی افسروں کا کہا کہ سپاہیوں کو سمجھاؤ۔

ابھی یہ گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ گوروں کو دمع تو پچانہ بڑھتے دیکھ کر سپاہی خائف ہوئے اس کے بعد برگیدیر پان سن بی نے بڑھ کر سپاہیوں کو سمجھایا کہ اگر تم لوگ حکم کی تعمیل کرو گے۔ اور ہتیار رکھ دو گے تو تم کو کسی قسم کا ضرر نہ پہونچے گا۔ یہ سنکر ایک سپاہی نے پوچھا کہ کس جرم پر تم سے ہتیار لئے جاتے ہیں۔ برگیدیر نے زبان اردو میں کہا کہ بیشک تم لوگ مقصود ہو کر چونکہ تمہاری قوم کے اکثر ہندوؤں نے عہد شکنی کی اور اپنے افسروں کو بچھڑا کر قتل کیا ہے لہذا یہ ضرور ہے کہ تم لوگ حکم کی تعمیل کرو۔ ابھی یہ بات تمام ہی نہ ہوئی تھی کہ سینتیسویں پلٹن سے گولیاں چلنا شروع ہو گئیں سب پہلے دوسری کپنی کے ایک یا دو سپاہیوں نے ہندو قیر کی پہر تو

اور سپاہیوں نے سہی بند و قین اوٹھالین۔ اور گوروں پر گولیاں چلانا شروع کر دیں۔
 دسویں کپنی کے آٹھ گورے مائے کئے باقی تو پونکے پیچھے پناہ گیر ہوئے۔ سینتیسویں رجمنٹ کا افسر
 ہی تو پناہ کے پیچھے جا چھپے۔ مگر میجر برٹ جو شروع ہی سے ہتیار لینے کی صلاح کے برخلاف تھے اپنی
 رجمنٹ سے علیحدہ نہیں ہوئے اور اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ کچھ سپاہی اونکو گود میں اوٹھا کر ایک
 محفوظ جگہ میں لے گئے۔ ہندوستانی سپاہیوں کی گولیوں کا جواب اب گورہ پلٹن نے ہی سپرداری
 کرنیل نیل صاحب کے دیا۔ گورے ہی پر پڑ پڑتے ہی گئے۔ اس خیال سے کہ شاید ہندوستانی
 سپاہی تعمیل حکم سے انکار کریں اور مخالفت پر آمادہ ہوں۔

گورہ ونگو بارک سے روانہ ہونے کے وقت یہ حکم دیا گیا کہ کار تو س ماہتہ میں لے رہیں۔ حکم کے ساتھ
 ہی توپوں نے باغیوں کے منہ پھیر دیئے۔ اور ۳ پلٹن کے سپاہی اُتقان و خیزان اپنی بارکوں کی طرف
 بھاگے۔ اور دیوار مائے لین کی آڑ سے کچھ دیر تک مقابلہ کرتے رہے کرنیل سپاٹس وڈ صاحب نے
 جب دیکھا کہ سپاہ ہندوستانی دیواروں کی آڑ سے گولیاں مارتی ہے تو انہوں نے تمام لین میں آگ
 لگا دی چونکہ ہوا موافق تھی۔ دھوئیں اور آگ کی تیزی سے مفدا تباہی کا مقابلہ نہ لاکر نیند و قیہ ہینک
 کر کچھ تو شہر کی طرف اور کچھ دیہاتوں کو بھاگ گئے اور بہت سے جل گئے۔ کیونکہ جب دوسرے روز
 وٹاں دیکھا تو بوسے گوشت سوختہ آتی تھی۔ اب نیل صاحب نے اون باغیوں کی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا
 ۵۔ جون کی صبح کو انہوں نے خزانہ سرکاری ہی چھاؤنی میں منگایا اور اپنی فوج کے آدمی بچھڑے
 کہ جس قدر اسلحہ اور مال سینتیسویں پلٹن بھاگتے وقت چھوڑ گئی ہے لے آویں۔

اس ۴ و ۵ جون کی لڑائی میں کل اکیس آدمی سرکاری فوج کے اس تفصیل سے مجروح اور مقتول
 ہوئے کہ ایک کپتان اور دو گورہ سپاہی اور ایک دو اساز ولایتی قتل اور ایک کپتان اور تین
 انسائین اور ایک گولہ انداز اور آٹھ گورہ سپاہی اور چار مختلف آدمی مجروح ہوئے۔

اس موقع پر رسالہ کے سوار اور سکھوں کی پلٹن پر ریڈ پرائیمری اسکواڈ کے افسر کپتان گائیس، ۳ پلٹن کے ایک سپاہی کی گولی سے مارا گیا اور اس کی جگہ پر ریڈ پرائیمری میجر ڈوٹن بھیجے گئے وہ اپنی جگہ پر پہنچے ہی تھے کہ سب سواروں نے تواریں کھینچ لیں۔ اور اُسے گفتگو ناملائم کی بلکہ ایک سوار نے اپنے پستول چلایا اور دوسرے نے تلوار کا وار کیا کہ بازو صاحب کا شانہ سے جدا ہو گیا۔ اور اُن کا گھوڑا اٹکویکر بھاگا۔ اس وقت تک سکھ خاموش تھے اور اُنکی حالت پر ریڈ پرائیمری پرند بذب اور خوف زدہ سی تھی۔ سواروں نے بگڑتے ہی اونکی نیت میں بھی فتور آ گیا۔ اس وقت ایک سکھ نے کرنیل گارڈن پر بندوق چلائی اور دوسرا سکھ اُنکی حفاظت کے لئے بڑھا۔ اس کے بعد ہی فوراً سکھوں نے بلوہ کر دیا تو پانچانہ کا افسر یہ خیال کر کے کہ کام ہو چکا۔ تو پونکو پر ریڈ سے واپس لیجانے فکر میں تھا کہ اُس کے ایک مددگار نے آواز دی کہ سکھ بھی منحرف ہو گئے۔ بس فوراً ہی تو میں تیار کی گئیں اور معلوم ہوا کہ سکھ تو پونچر لہ کر نیکالہ لہہ کرتے ہیں۔ اور اس وقت وہ نہایت شور و غل مچا رہے تھے اور حارہ لطف گونچلا پتھر پور اُنکی اکثر گولیاں اگرتیزی تو پانچانہ گزرتے گزرتے سرورنگ لگ گئیں۔ یہ سید گنیدائیں تو پانچانہ سے اسی یا سو قدم کے فاصلہ پر تھے اور اس وقت گورہ پلٹن بھی تو پانچانہ کی مدد پر موجود تھی۔ کیونکہ وہ ۳ نمبر کی پلٹن کے تعاقب میں اُنکی بارکھیں تھی۔ اسلئے تو پانچانہ سے کامیابی کا موقع نہ تھا۔ صرف تیس آدمی تو پانچانہ میں تھے۔ اگر اس وقت سکھ تو پانچانہ پر آجاتے تو اس قلیل جماعت سے تو پانچانہ کا پناہ محال تھا۔ اور بہار سن کے انگریزی قبضہ سے نکل جانے میں تعجب نہ تھا۔ جب افسر تو پانچانہ کو اطمینان ہوا کہ سکھ رحمت کے افسر تو پانچانہ کے پیچھے محفوظ ہیں۔ تب اوس نے باغیوں پر توپوں کی ایک فیر کی۔ سکھوں نے توپوں پر متواتر تین حملے کئے مگر توپوں کی ضرب نے انہیں ناکام رکھا اور یہ بھی ۳ نمبر کے سپاہیوں کی طرح بھلگے اور سوار یہی اُنکے ساتھ بھاگتے میں شریک رہے۔ میدان تو پانچانہ کے ہاتھ رہا۔

یہاں تو پریڈ پر یہ واقعات پیش آرہے تھے۔ اور دوسری طرف پادری اور مالی فسر اپنی حفاظت کے انتظام میں مصروف تھے۔ بجز چند پادریوں کے سب رام نگر کی راہ سے قلعہ چار میں پہنچنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اکثر انگریز جن میں مسٹر کننگھم بھی تھے ٹکسال کی کوٹھی میں پناہ گزین ہوئے۔ یہ مکان بہت مضبوط تھا۔ اور اس کے بالا خانہ پر مورچال کے موقعے بھی موجود تھے۔ شہر میں جنگی قانون (مارشل لا) بھی جاری ہوا ایک ایک ہینڈ میں آٹھ آٹھ دس دس پھانسی دیئے گئے۔

ایک انگریز جو افسانہ میں موجود تھا اور سکایاں ہے کہ اور کبھی انگریزوں نے ایسی بہادری نہ کی ہوگی۔ جیسی کہ اس موقع پر کی۔ ہر ایک ملکی اور جنگی انگریز ایک دوسرے سے گونے شجاعت کی بجائے کی کوشش کرتا تھا۔ میجر بل صاحب افسر سپاہ سکھ سے زیادہ کوئی شجاع نہ تھا۔ جب داخل کیو ہوئے تو تمام خون آلود تھے۔

بارہ ماہی حکام نے صبح چار پانچ میونسٹری کلکٹر کی کچھری میں پناہ لی اور دوسرے روز دو دن تک مسلح کچھری کی چھت پر رہے۔ ۵۔ جون کو دو بیچے چند اور انگریزوں کے ساتھ جو لوگ لینے آئے تھے۔ یہ لوگ بھی ٹکسال کی کوٹھی کی طرف روانہ ہوئے اس وقت جان کنسن نامی ایک انگریز نے نہایت بہادری اور مردی کا کام کیا۔ یعنی تین انگریز گاڑی میں سوار تھے۔ اور یہ اونکے ساتھ گھوڑے پر چلا جاتا تھا۔ کہ ایک سپاہی کو دیکھا۔ کہ وہ آڑ سے گاڑی پر بندوق چلانا چاہتا ہے چونکہ وقت بہت تنگ تھا۔ نہ تو وہ اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر سکتا تھا۔ اور نہ گاڑی جلد رگ سکتی تھی۔ لہذا یہ انگریز گاڑی اور اس سپاہی کے پیچ میں حائل ہو کر اپنی ہر میونسٹری جان بچانے کیلئے گولی کا نشانہ ہو گیا۔

یہ لوگ کچھری کلکٹر سے ٹکسال میں پہنچے ہی تھے۔ کہ خبر مشہور ہوئی مسلمانوں شہر میں

جہاں کا جھنڈا بند کیا ہے مگر بعد کو یہ صرف افواہ نکلی۔
 اس نازک وقت میں چند ہندوستانیوں نے انگریزوں کی ایک تو سر دار صورت سکھ قوم کے
 نے جو سکھوں کی دوسری لڑائی پنجاب کے بعد سے بطور نظر بند بنارس میں رہتے تھے اور
 تھوڑے ہی وقت میں آغا لڑائی کے گنسن صاحب حج سے رخصت ہو کر چلے گئے تھے۔ لیکن بھارت
 آواز تو پ وہ پہراونکے پاس واپس آئے اور دونوں بندوق حج صاحب کے ہاتھ سے لیکر گیا
 کہ اب میں آپ کی ساتھ ہوں جو آپ کا حال وہ میرا حال۔ اور دوسرے پنڈت گوکل چند ناظر عدالت
 جی نے۔ کلکٹر کی کچہری کے قریب ایک خزانہ تھا اور اس پر سکھوں کا پتہ تھا کسی نے انکے آئے
 کہہ دیا کہ انگریز تمہاری پلٹن کے سکھوں پر تو ہیں مار رہے اور قتل کر رہے ہیں یہ سنکر ان
 سپاہیوں نے بھی کچہری کو پناہ گزیں انگریزوں پر جو انکی زد پر تھے حملہ کرنا چاہا۔ لیکن ان
 دشمنوں مذکورہ بالا نے سپاہیوں کے پاس جا کر انکو سمجھایا کہ تم وہو کہ میں آگئے انگریز
 کا ارادہ اور صلاح تہی کہ سکھوں پر حملہ کر کے انکو قتل کریں اگر ایسا مشورہ ہوا ہوتا
 تو تمام حکام مع عیال واطفال تباہی حفاظت کیوں آتے۔ بہر حال صاحبان انگریز کو تم پر
 بڑا بھروسہ ہے۔ اسوقت پریڈر تمہاری پلٹن کے خلاف تو ہیں مارنے کا کوئی اور سبب
 ہوا ہوا۔ پس اس افہام و تفہیم سے وہ حملہ سے باز آئے۔ بلکہ اونکی رضامندی سے خزانہ
 ایک محفوظ جگہ میں رکھا گیا دوسرے دن ملگر صاحب کمشنر کے حکم سے ان سپاہیوں کو
 روپیہ بطور انعام دیا گیا۔

تیسرے خیر خواہ راویوں نرائن سنگھ تھے۔ جن کو بعد غدر کے راجہ کا خطاب عطا ہوا۔ راوی صاحب
 نے تمام مال و متاع سرکار کے حوالہ کر دیا اور خود گنسن صاحب کی کوٹھی میں مقیم ہوئے اور
 ہر طرح خیر خواہی کی۔ صحیح خبریں منگوائیں اور حوالہ دیا کہ خاندان کی سرکاری سرکاری مصروف رہو۔

چوتھے خیرخواہ ہماراج ایشری پرشاد نے ان سگہ راجہ بنارس تھے۔ جن کی خاص گوری
یہ تھی کہ انہوں نے اس زمانہ شورش میں پادریوں کو پناہ دی اور انکے حق فدا جان رہے اور وہ
جو کچھ سرکار کو مطلوب ہوا فوراً پیش کیا۔

۵۔ جون سے یعنی جب سے کہ انگریز حکسال میں پناہ گزین ہوئے کئی عہدہ تک خاص شہر
میں کوئی بڑا واقعہ پیش نہیں ہوا۔ شروع جولائی سے حج اور جسرٹ نے جنگی افسروں پر
بات کی تاکید کی کہ مقام راج گھاٹ پر جولہ دریا شہر کا ناکہ ہے جہاں کوئی قلعہ نہیں ہے پناہ
بمستوری گورنمنٹ فوراً اس پرانے قلعہ کی جگہ پر ایک نئے قلعہ کی تعمیر شروع ہو گئی اور
قیدی کام کے لئے مقرر کئے گئے۔

شہر میں تو امن تھا مگر قرب و چوار کے اضلاع میں بد نظمی اور ظلم پہلے ہوا تھا۔
۴۔ جون کے بنا گئے ہوئے سپاہیوں نے گروہ پیش کے مواضع میں لوٹ مار چا رہی تھی
اور انگریزوں کی ٹوٹیوں پر گولیاں چلاتے تھے۔ لیکن بہت سے انگریز اپنے اصل بلوں
اور شاگرد پیش کے مکانات میں پوشیدہ ہو گئے۔ اور کوٹھوں پر چڑھ گئے۔ بہت سی عہدہ
مگر صاحب کمشنر کے مکان کی چھت پر چڑھ کر پوس کی آڑ میں پناہ گاہ ہوئیں اور تین چار
انگریزوں نے مع اہل رعایا کشتی میں بیٹھ کر دریا میں پناہ لی اور وسط دریا سے گنگ میں
چلے گئے اور وہاں تافر ہوئے فساد کے بہتے توپوں اور بندھنوں کی آواز اور دھواں
دیکھ کر یہ لوگ خائف تھے۔ لیکن جب انکو خبر قریبی صاحبان انگریز کی معلوم ہوئی۔ اوس وقت
کنارہ پر آئے۔ اور حکسال کی کوٹھی میں چلے گئے۔ اور قریب آدھی رات کے اس مکان میں داخل
ہوئے اور تمام ماہ جون اسی مکان میں رہے مرو کو باہر نکلتے اور رات کو اس مکان میں
چلے جاتے تھے چونکہ فوج گورہ اس راستہ سے آنے جانے لگی۔ اور کچھ فوج گورہ دستہ میں

چھاؤنی اور شہر میں انتظام ہو گیا اور مفسدین کو نیل صاحب اور ٹکر صاحب گنبد صاحب نے
جلد گرفتار کر کے پھانسیاں دینا شروع کیں جس سے ضلع میں مفسدین پر خوف غالب ہو گیا۔

ترجمہ چٹھی لکھنؤ کر نیل جی نیل صاحب متعلقہ فوج مدرسہ

بنام

۶ جون ۱۸۵۶ء

ایجوٹ جرنل ج احاطہ بنگال از مقام بنارس مورخہ

واسطے اطلاع کمانڈر انچیف صاحب بہادر ملک ہند کے آپکو اطلاع کرتا ہوں کہ میں ۲۰
حال کو مع ایک فریق اس رجمنٹ کے جو زیر حکم میرے ہے یعنی اول مدرسہ اس فیلڈ میگزین
یہاں پہنچا۔ قبل میرے آنے کے ساٹھ سپاہی اور تین افسر رجمنٹ مذکورہ کے اس جگہ آچکے تھے
اور ایک کپنی دو روز میں پہنچنے والی تھی اور باقی تین کپنیاں بسواری چوپہی آتی تھیں۔
میرا قصد تھا کہ چوتھی تاریخ تیسرے پہر کو مع ایک حصہ پلٹن مذکورہ جانب کانپور روانہ ہوں۔
لیکن اس اثنا میں زبانی لکھنؤ پالیس صاحب کے جو بافسری پچاس سو اور سالہ ۱۳ خزانہ
لانے کے واسطے اعظمت گئے تھے۔ خبر ملی کہ سترہویں پلٹن پیاگان ہندوستانی نے سرکشی
کی اور بد معاشان شہر و قیدیان جیلخانہ اونکے شریک ہوئے اور خزانہ لوٹ لیا جب یہ خبر
بنارس پہنچی تو بر گید میرپان سن بی نے مجھ سے شوری کیا کہ سینتیسویں پلٹن تعینہ چھاؤنی
بنارس کے ہتیار لے لینے فرور میں۔ اولگی راتے تھی کہ آج خاموش رہنا چاہیے کل ایسا
کیا جائے میں نے اُسے کہا کہ یہ امر اس وقت ہو تو بہتر ہے انہوں نے میرا کہنا منظور کیا اور
میری قیام گاہ سے اس انتظام کے لئے چلے گئے اور مجھ سے کہہ گئے کہ مع فوج گورنر پانچ

بیٹے شام کو پریڈ کے میدان پر آجاؤ اور پلٹن سکبہ جس پر گارڈن صاحب کا بڑا اعتبار تھا
 اور ستر سال کا ہوا کو حکم شامل ہونے فوج گورنہ کا تھا وقت معینہ پر برگئیڈیر پان سن
 بی پریڈ پر آئے لیکن نجاو معلوم ہوا کہ طبیعت برگئیڈیر صاحب علیل ہے اور اس موقع
 ضرورت پر جس مضبوطی کے ساتھ چاہیے کام نہ کر سکیں گے۔ ایک طرف سے تو پخانہ اور فوج گورنہ
 سینٹیوس پلٹن ہندوستانی کی طرف چلی اور دوسری جانب سے پلٹن سکبہ اور انکے پیچھے ہوا
 کو آئے کا حکم تھا۔ جبکہ ہم لوگ کو ہٹوں کے قریب پہنچنے اس وقت سینٹیوس پلٹن کے سپاہیوں
 نے دوڑ کر متیاروں پر قبضہ کر لیا اور بندوقیں بہر کے ہماری طرف قیر کیں اور سیوقت تو پخانہ
 اور فوج گورنہ نے اوسکا جواب دیا جس سے بہت آدنی پلٹن ہندوستانی کے قتل ہوئے اور
 ہمارے بھی بہت سے آدنی زخمی ہوئے اور اس وقت حرارت آفتاب کے صدرمہ سے برگئیڈیر
 صاحب زمین پر گر پڑے اور بھیا کیا کہ اس وقت مجھ سے کچھ نہ ہو سکیگا۔ تم درجہ دوم کے افسر ہو
 میری جگہ فوج کی حکومت لو سپر اس وقت میں فوج کی حکومت لی اور سکنا فوج گورنہ کو دو دنوں نظر
 تو پخانہ کے رکھے چھاؤنی پر حملہ کیا میں خاص چھاؤنی میں آؤ دیونگی داسنی طرف تھا اس وقت معلوم
 ہوا کہ یکا یک سکبہ ٹھہر گئے اور اپنے دلین مذیب ہو کے آخر کار اپنے افسر اور ارجیٹن اور
 اور افسروں پر بندوقیں چلائیں اور سواروں پر ہی جو اونکے پیچھے تھے قیر کیئے۔
 جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا اوس سے یقین ہوتا ہے کہ علاوہ چند شخصوں کے کل سکبہ
 پلٹن وفادار معلوم ہوتی تھی اور سینٹیوس پلٹن کے خلاف لڑنے میں بہت راضی اور
 خواہشمند تھی۔ اونکے یکا یک بگڑ جانے اور اس عجیب بد اطواری کا سبب معلوم ہوتا ہے
 کہ اونکے پیچھے ۱۳ سال کے ایک سوار نے اپنے برگئیڈیر میجر کپتان ڈوہرن صاحب پر جو حکم
 برگئیڈیر صاحب کے اونکی افسری کے واسطے جاتے تھے۔ گولی چلائی اور ارادہ قتل کر نیکا

کیا اس واقعہ کے قبل خاص اوس رسالہ کے افسر کو سینٹیوس پلٹن کے آدمیوں نے مار ڈالا
 تھا نہ وہ تو کئی آواز اور اس غل کو سنکر سکھ ہی بوٹا پڑے اور اپنے افسروں اور ہمارے آدمیوں
 کی طرف بندوقیں مارنے لگے۔ ایک شخص جس نے کرنیل کارڈن صاحب حاکم پلٹن سکھ پر
 گولی ماری تھی اونہیں کے ایک حوالدار نے اُسکو مار ڈالا۔ تو پختانہ والوں نے پلٹن سکھ کی
 یہ ناکہ ترانی دیکھکر اونپر توہین مارنا شروع کیں چنانچہ کل پلٹن اور رسالہ کے آدمی متفرق
 ہو کر بھاگ گئے۔ بعد میں نے کل سینٹیوس پلٹن کو چھاؤنی سے نکال کے بہکا دیا۔ اور کچھ
 گھر چلا دیئے اور اپنی توہون اور آدمیوں کو تمام رات بار کونہیں رکھا علی الصبح میں نے
 اپنے آدمیوں کو تیار اور نشان اور اسباب کی تلاش میں بھیجا جو کہ سینٹیوس پلٹن کے آدمی
 بھاگتے وقت چھوڑ گئے تھے۔ میں نے حکام ملکی سے مشورہ کر کے کل خزانہ سرکاری جو کہ غیر
 محفوظ جگہ میں تھا بحفاظت ایک سو جوان پلٹن، اگورہ اور مدراس فیوزی لیژ اور پچیس سوا
 زیر حکم منتقل کر نیل کارڈن کے منگوایا۔ جیکہ میں یہاں پہونچا تو میں نے اُس وقت اپنی رائے
 ظاہر کی تھی کہ خزانہ صرف ایک پہرہ سکھوں میں محفوظ نہیں ہے لیکن سکھ متعینہ خزانہ بڑے
 وفادار رہے۔ لہذا اس تک حلالی کے سبب سے مستحق بہت بڑی تعریف کے ہیں۔ مجھے یقین
 ہے کہ اگر سینٹیوس پلٹن کے بتیار لینے میں صبح تک توقف کیا جاتا تو اُسی رات کو سرکشی مٹی
 اور چھاؤنی میں جس قدر مکانات صاحبان انگریز کے تھے اونپر باغی قابض ہو جاتے اور
 جو چاہتے سو کرتے کیونکہ اس موقع پر فوج گورہ کو انکی مدد دینا نہایت مشکل ہوتا میں نے
 اس مکان میں جو کسال کے نام سے مشہور ہے ایک پہرہ پلٹن مدراس فیوزی لیژ میں سے
 متعلق کر دیا تھا اور بریگیڈیر صاحب کی صلاح سے یہ قرار پایا تھا کہ بشرط واقع ہونے کسی فساد
 کے کل صاحبان انگریز اور ہمیں اس مکان میں آکر پناہ گزین ہون چنانچہ بوقت فساد

ایسا ہی ہوا اور پہرہ گورون نے اونکی حفاظت کی۔ اور کوئی بد معاش اس مکان کو قریب پہنچنے نہ پایا سرکش سپاہی اور سوار نہایت پریشان ہو کر بھاگے۔ بلکہ بہت سوا آدمی اپنے ہتھیار چھوڑ گئے۔ اب میں بارکوں اور گسال گھر پر قابض ہوں جو کہ باہین چھاؤنی اور شہر کے واقع ہے اور مختلف مقامات چھاؤنی میں ہندوستانی سپاہیوں اور سواروں کو جو وفادار اور لائق اعتبار میں پہرے مقرر کر دیئے ہیں اور بروقت آئے فوج گورہ کے ایک پہرہ گر جا گھر پر مقرر کر دینگا اور اس وقت کل صاحبان انگریز اپنے اپنے گھروں میں جا کے بحفاظت تمام رہ سکیں گے قریب نوے سواروں کے رسالہ ۱۳ میں سے تک حلال رہے اور ہمارا کام دیتے ہیں اور کل چھاؤنی میں گشت کرتے ہیں تاکہ شہر سے کوئی بد معاش نہ آنے پائے اور ایک سو نوے آدمی سکھ پلٹوں کے ہمارے ساتھ رہ گئے ہیں اور ان میں سے چند لوگوں کی موافق انگری خدات کے میں نے ترقی مدارج کی ہے انہی اور ان سواروں کی جن کی وفاداری اور جانتاری کے باعث سے ترقی ہوئی ہے ایک مفصل رپورٹ خدمت میں ترسیل کر دینگا۔ فقط۔

راقم جے جی۔ نیل لفٹنٹ کرنل۔
 لفٹنٹ پالیسرنے اور چند سواروں کی مدد سے جو مسٹر جن کنسن کے تعلیم یافتہ تھے۔ سرکش دیہاتیوں کو مزادی لیکن اکثر جگہوں میں لوٹ مار جاری رہی اور جنگ فوجی قانون جنگ نافذ نہیں ہوا۔ ڈگیتی اور لوٹ مار موقوف نہیں ہوئی۔ بجائے جلا دوں کے الٹیروں کا گروہ پھانسی دینے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اور مطابق قانون ایجنٹ ٹیف کو نسل بہت سے مجرم اور غیر مجرم کا لحاظ رکھ کر پھانسی دیئے گئے۔

گوکہ شہر میں ارتکاب جرم بہت ہوتا رہا۔ لیکن بزمانہ غدر جیلناہ میں کسی طرح کی بدتمیزی نہیں ہونے پائی سب قیدی اپنی اپنی یا کو نہیں خاموش تھے۔ صرف یہ ایک بات البتہ ہوئی

کہ جب جرموں کا وقوع زیادہ ہوا اور مجرموں کی کثرت ہوئی جس سے کہ جیانیانہ میں جگہ کی قلت ہونے لگی۔ اور تمام پارکس مجرموں سے بہرگشیں اور یہ مناسب نہ تھا کہ جرم بخیر سزا کے رٹا کر دیئے جائیں۔ اس لئے یہ تجویز قرار پائی کہ جو لوگ جرم سنگین کے مرتکب ہوں ان کو پھانسی دی جائے اور جو چھوٹے جرم کے مجرم ہوں وہ بیدار گاکر چھوڑ دیئے جائیں۔ جب تک قدر میں ترقی ہوتی رہی گنبس صاحب سزا دی میں سمجھتی کرتے رہے اور جیلر کسی ہوتی گئی سزا میں ہی تخفیف ہونے لگی۔ جب شہر میں پورے طور پر امن ہو گیا تب حکام نے یہ چاہا کہ کانپور۔ الہ آباد میں فوج بھیجا جائے اور جنرل سر جارج پالک صاحب کے چھوٹے بیٹے مسٹر آر جی بالڈ آر پالک صاحب کو یہ خدمت سپرد ہوئی اور دو گروہ انگریزی خزانہ لانے کے لئے مرزا پور اور غازی پور روانہ کئے گئے۔

ماہ جولائی میں باغیان سنگردی نے شہر پر حملہ کرنا چاہا۔ بعدہ مشہور ہوا کہ دانا پور کے باغی شہر پر چڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ لیکن یہ خوف ہی جاتا رہا۔ صرف افواہ نکلی۔ آ رہے ہیں روک ہونے کے سبب سے باغیان دانا پور یہاں آنے سے مجبور رہے

جو فوج بنارس سے بھیجی گئی تھی اوس سے اور باغیوں سے نوبت پور میں مقابلہ ہوا باغی سیدھے مغرب کی طرف فرار ہوئے اور رات میں جس قدر ہو سکا نقصان کیا۔ مرزا پور سے سترہ میل کے فاصلے پر تین سو انگریزی سپاہیوں اور انہیں باغیوں سے پہر مقابلہ ہوا باوجودیکہ انگریزی فوج باغیوں سے چوتھائی تھی۔ تاہم باغیوں پر ایسا خوف غالب ہوا کہ وہ الہ آباد کی طرف بھاگے۔ اور ۲۵۔ اگست کو داخل ضلع مذکور ہوئے بعد اس واقعہ کے پہر کئی طور پر امن ہو گیا۔ اور بنارس فوجی کارخانوں کا محزون قرار دیا گیا اور یہ فکر کی گئی

لے اس شہر پر ۱۸۵۳ء میں قبضہ انگریزی ہوا۔ اسکو عوام کہتے ہیں ۱۸۵۳ء اسکی وجہ تسمیہ تاریخ ادوار میں درج ہے ۱۸۵۳ء

کر سامان جنگ اور فوج سے شمالی شہر ونہیں مدد دینا چاہیے۔ چنانچہ چپ میں صاحبان جنرل نے درخواست دی کہ سرکار جہاں چاہے فوج کو انتظام کے واسطے بھیج دے۔ اور یہی پیش کی تھی کہ کچھ سوار لیں تو اعظم گڑھ کے باغیوں کا مقابلہ کروں لیکن کرنل نیل صاحب نے اس درخواست کو نامنظور کیا۔ کیونکہ ہندوستانی فوج پرانگو اٹھینان نہ تھا لیکن چپ میں صاحب کو اختیارات مجسٹریٹ دیکھ لیسر واری ایک جماعت سواران ضلع کے انتظام کے واسطے تہ کیا جس میں انہوں نے نہایت کوشش اور جانفشانی سے امن و امان قائم کیا۔

اب یہاں صرف ایک واقعہ کئی مہینے کے بعد ہوا یعنی ۸۔ ماہ فروری کو جیلنگا میں بلو ہوا جو میں باغی سپاہی جو زمانہ غدر میں قید کیے گئے تھے اور دو آدمیوں نے جیلنگا سے پاپر نکلنے کا قصد کیا۔ جمعہ رات جو پتہ پر تھا اس نے روکا قیدیوں نے اسکو مار ڈالا چوہمیوں باغی سپاہی اور وہ دونوں آدمی بہانگ گئے اور رات میں سب گرفتار ہوئے۔ اور اسی رات کو یا اس کی صبح کو پھانسی دیئے گئے۔

ضمیمہ نمبر اول

حالات فقرا اہل ہنود جو زیادہ تر بنارس میں نظر آتے ہیں

واضح کہ اہل ہنود کے فقرا پانچ قسموں پر منقسم ہیں۔ اور انکی بہت شاخیں ہیں۔ چنانچہ ہم ہر ایک کی تفصیل بغرض واقفیت عام و بالخصوص اہل ہنود کی آگاہی کے لئے مختصراً مع تصاویر درج کرتے ہیں۔

قسم اول ویشنو۔ اس کی سولہ قسمیں ہیں۔ (۱) گوشائین بندرا بن (۲) گوشائین گوج کل۔

(۳) سکھی بہاؤ (۴) راماندی (۵) پیراگی (۶) برکت یعنی آزاد (۷) ناگہ (۸) رامان
 نوچی (۹) کبیر پتھی (۱۰) دادو پتھی (۱۱) روداس پتھی (۱۲) ہر پتھی (۱۳) سد پتھی
 (۱۴) ماد پتھی (۱۵) ساد پتھی (۱۶) چرناسی۔

قسم دوم شیوی۔ اس کی انیس قسمیں ہیں۔ (۱) ڈنڈی (۲) گن پوتری (۳) گئی
 (۴) سنگلا چارجی (۵) ایت (۶) سنجوگی (۷) ناگہ (۸) اود پوت (۹) اور دیا ہو (۱۰)
 اکاس کھی (۱۱) گرہ نگلی (۱۲) روگھڑ (۱۳) اوگھڑ (۱۴) اکھوری (۱۵) اکھہ نامی۔
 (۱۶) جنگم (۱۷) نکھی پرم ہنس (۱۸) جوکری (۱۹) پرم ہنس۔

قسم سوم ساکتی۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) بہگت (۲) وانی (۳) کانچلیہ (۴) کراری
 قسم چہارم نانک شاہی۔ اس کی سات قسمیں ہیں۔ (۱) اوداسی (۲) گنج بخشی (۳)
 رام سنی (۴) ستہری (۵) سکھہ گوبند سنگھی (۶) نرنی (۷) ناگہ۔
 قسم پنجم سراوگ۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) سراوگی (۲) جتی۔

قسم اول ویشنو کی اقسام

گوشتائین بندرا بن



قوم برہمن عیالدار معتقد راہے کشن۔ اس کے چند فرقہ ہیں۔ مثل ماد پتھی۔ راڈرونی

بہاری جی۔ گوبند جی۔ جوگل جوری۔

یہ فرقہ تصاویر راد پے کشن کو کہ اس کے آبا و اجداد زمانہ قدیم سے اپنے گھر و نہیں رکھتے
ہیں۔ القاب راد پے بلہہ جی۔ بہاری جی۔ جوگل جوری وغیرہ سے ملقب کرتا ہے اور
بغرض زیارت تصاویر مذکورہ سوائے پرستش معمولی ہر صبح و شام کو چند ایام مخصوص
میں مریدین و زائرین عام بطریق نذر و نیاز نقد و جنس تصاویر کے آگے پڑھاتے ہیں۔
اور گوشائیں مذکورہ انکا حمار ہے حسب استحقاق آبائی تمام پڑھی ہوئی چیزیں لے لیتا ہے۔
اسی طرح تمام گوشائیوں کے گھر و نہیں بت پرستی کے علاوہ زیارت جدا گانہ ہوتی ہے۔ اور
گوشائیوں کی معاش کا یہ ذریعہ ہے کہ چار قوموں ہنود یعنی برہمن و چھتری۔ بس اور
شودر کو مرید کر کے ترغیب و نپد واسطے پرستش راد پے کشن کے اونکو تلقین کرتے اور
گلے میں کنٹھی اور قشقہ مقررہ اپنے کی ہدایت کرتے ہیں اور وقت مرید کرنے کے اپنا ہاتھ
سے مالا مرید کے گلے میں ڈالتے ہیں۔

گوشائیں جوگل

انکی ظاہر وضع مثل گوشائیان بندرا بن کے ہے۔ لیکن وضع قشقہ کی دوسرے طور پر
ہوتی ہے ان کے مرید زیادہ تر بلالان گجراتی ہیں جو پیشہ بہا جنی کرتے ہیں۔ دیگر اقوام انکی
مریدی کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔

اس فرقہ کے مرید مرد و ہون یا عورت وقت مرید ہونے کے جان و مال سے واسطے خوشی
مرد و عورت نہیں کرتے اور مرد و عورت روزمرہ بلاناغہ اور بعضے و نہیں تین مرتبہ دیدار بت
معبود اور مرشد کے جاتے ہیں۔ ماسوائے اس کے اس قدر اعتقاد رکھتے ہیں کہ بوقت
شادی زوجہ کو پہلے مرشد کی خدمت میں لیجاتے ہیں اگر کوئی مرید زوجہ کے بیٹے میں

کرے تو اس فرقہ کے نزدیک اس کی منکوچہ عقیمہ یعنی بانجھہ ہو جاتی ہے سوائے منکوچہ
جدید کے اگر کسی مرید کی زوجہ کو مرشد چاہے تو فوراً حاضر کر دیتا ہے۔ یہ فرقہ مرشد کے
فسق و فجور کو موجب اپنی بہبودی کا سمجھتا ہے اور مرشد کو معبود خیال کر کے اس کے ارشاد
کو وحی الہی جانتا ہے اور اس کے اعمال کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ اس فرقہ کی غذا الطیف اور
لباس پاکیزہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اکثر متمول ہوتے ہیں۔

سکھی بہاؤ

یہ مذہب زنائی طبیعت والوں کو مغرب سے یہ لوگ رادے کشن کے معتقد ہوتے ہیں۔
اور مزید ارادت کے سبب اپنے تئیں بھی مونت قرار دیکر لباس اور بول چال اور حرکات
وسکنت مثل عورتوں کے اختیار کرتے ہیں اور ہر ماہ کے بعد عورتوں کی طرح سے اپنی
ساتھ حیض کو ظاہر کرتے ہیں اور کپڑوں کو سرخ رنگ سے رنگین کر کے خون حیض قرا
دیتے ہیں اور تین روز تک اسیدر جسے کرتے ہیں۔ اور بعد انقضائے مدت حیض غسل
کر کے مثل زنان شوہر وار قربت شوہر کی بموجب احکام وید جانتے ہیں یہ لوگ سر بکیرشن
کے تصویر میں دراز لیٹ کر اپنے دونوں پاؤں کو بلند کر کے الفاظ زناتہ کہتے ہیں۔ اور
آہ لال جی مری آہ لال جی مری زبان سے نکالتے ہیں اور اس شغل کو موجب ثواب اور
خوشی سری کرشن کا جانکر تمام رات یہی حرکت کرتے ہیں۔

یہ فرقہ مہار بند راجن اور اس کے اطراف میں بکثرت ہے۔

رامانندی



رامانند ایک فقیر تھا جس نے اپنے مذہب کو رائج کیا یہ اپنے

مریدوں کو پرستش رام اور منومان کی تلقین کرتا تھا۔ اس نے قشقہ بھی بطرز جدید ایجاد کیا۔



اس فرقہ کو ہر چار اقوام منہوا اختیار کرتے ہیں۔ وضع انکی کنہی اور قشتہ بطور معینہ رکھنا اور سر ڈاڑھی۔ مونچھ کے بال منڈانا ہے۔ یہ فرقہ سری کرشن کی عبادت کرتا ہے اور قوت بسری کے لئے گدائی کرتا ہے۔ بعض انہیں سے متمول بھی ہوتے ہیں۔

برکت یعنی آزاد



یعنی تمام قضایاے دنیا سے بری۔ یہ لوگ تمام بدن کج بال موٹے ڈالتے ہیں اور نقد و جنس کو اپنے پاس رکھنا معیوب خیال کرتے ہیں۔ اور قوت بسری کے لئے گدگری سے حاصل کرتے ہیں۔ پوشاک انکی صرف لنگوٹی اور چادر زردی کی رنگی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ فرقہ بہت کم ہے۔

ناگہ



یہ لوگ سر چٹا اور ستر پوشی کے لئے لنگوٹی رکھتے ہیں۔ اور تمام بدن پر زردی ملتے ہیں۔ سابق میں ہتیار مثل نیزہ۔ توار اور بندوق کے رکھتے تھے۔ اور اپنے مخالف فرقوں کو سقت جنگ کرتے تھے کھرفین سے صدما آدمی مجروح اور مقتول ہوتے تھے۔ مگر

اب بوجہ انتظام سرکار انگریزی یہ لوگ نہ ہتیار رکھتے اور نہ کشت و خون کر سکتے ہیں
طریقہ معاش انکا گدگری ہے۔ بسا اوقات گدائی بالجبر اختیار کرتے ہیں۔

رامان نوجی



یہ فرقہ ویشٹوں سے ملقب ہے۔ اور اعتقاد لچھین برادر
راجہ راجندر سے رکھتا ہے اور انکی تصویر کو پوجتا ہے۔
قتقہ بطور رامان منڈیان اور کٹھی رکھنا فرض نہیں جانتا

اگر یہ لوگ کٹھن رکھتے ہیں تو کونو لگتہ کا اور دونوں شانوں پر نشان سکہ چکر اور
پدم کا کہ بیش کے ہتیار تھے لوہے کے بنا کر اور آگ میں گرم کیے داغ دیتے ہیں کہ تمام عمر
اونکے نشان زایل نہیں ہوتے اور کھانا پینا یہ لوگ نہایت خفیہ طور سے کرتے ہیں انکی
اور ویشٹوں کے بوجہ نشان چھاپہ نہایت عداوت ہے۔

کبیر پنٹی

کبیر قوم جو لاہد جس کا حال اسی کتاب میں اور پر قوم ہے بنارس میں قیام پذیر تھا۔
سن شعور سے اس کی طبیعت جانب فقیر توجہ تھی۔ پس گوشائیں رامانند کا مرید ہوا۔
گوکہ گوشائیں بوجہ مخالفت مذہبی اسکا مرید کرنا مکروہ جانتا تھا۔ مگر کبیر حکمت علی سے اسکا
مرید ہو گیا اور اپنے طور پر قتقہ اور کٹھی مقرر کر کے ایک نیا مذہب جاری کیا۔

یہ شخص شاعر بھی تھا اسکا کلام عالی اثر نہیں ہے۔ اس کے مریدوں نے اس
کے کلام کو ایک کتاب میں جمع کر کے بطور عبادت و وظیفہ اوس پر عمل کرنا اختیار کیا اس
مذہب کے فقرا اپنی بسا اوقات گدائی سے کرتے ہیں۔ اکثر دنیا دار بھی اس سے
ارادت رکھتے ہیں۔

دادو پتھی



دادو ایک درویش تھا اس نے اپنا مذہب جاری کیا اور
 خریدین کو قشقہ اور کنٹھی رکھنا اور اپنے مصنفہ کلام کو جس میں
 عبادت و معرفت حق کا بیان ہے ورد کرنا تلقین کیا۔ وضع
 اس فرقہ کی یہ ہے کہ ٹوپی اور جیبہ مثل بریگیوں کے رکھتے ہیں۔ ان میں کتر دنیا دار اور بیشتر
 فقیر ہوتے ہیں۔

۱۱
 رود اس پتھی

رود اس ایک شخص قوم چمار سے تھا۔ آغاز عمر سے اس کی طبیعت عبادت الہی کی طرف
 متوجہ تھی۔ اس عبادت کی وجہ سے اس کا شہرہ زمرہ عابدوں میں ہوا۔ اس کے مذہب
 میں بجز قوم چمار کے اور کسی ذات کا آدمی نہیں ہے۔ اس مذہب کے پیرو قشقہ اور کنٹھی رکھتے ہیں۔

ہری چندی

ہری چندی زمانہ قدیم میں ایک عظیم الشان راجہ تھا۔ گردش فلکی میں مبتلا ہو کر بنارس چلا
 آیا۔ اور فرقہ ڈوم میں کہ عردوں کا کٹر ایتے میں بسر کرنے لگا۔ قوم ڈوم نے اس کا مذہب
 اختیار کیا۔ ہری چندی درویشی کا نہ تھا۔ اور نہ اسے کسی مذہب کے جاری کرنے کی خواہش
 تھی اور نہ اس نے کوئی وضع اپنی مذہب کیلئے معین کی تھی۔ لیکن ڈوم ازراہ فخر کنٹھی رکھتے ہیں

سدنا پتھی

سدنا ایک شخص قوم قصاب سے تھا جو گوشت بچا کرتا تھا چونکہ اس کی طبیعت خدا پرستی کی
 طرف راغب تھی اس لئے اس نے ایک فقیر سے کہا کہ اگر آپ ایک بت اپنے بتخانہ سے عنایت
 فرمادیں۔ تو میں اس کی پرستش کیا کروں۔ فقیر نے بخیاں اس کی قوم اور پیشہ کے بت کے

دینے میں تامل کیا۔ لیکن جب سدنا سے سخت تقاضے کرنا شروع کیے۔ فقیر نے اس کے تقاضے بند کرنے کے لئے ایک پتھر دیدیا اور کہا کہ اس بت کی پرستش کیا کر۔ سدنا بموجب ارشاد فقیر کے اس پتھر کی عبادت کرنے لگا۔ اور اسکی درویشی کا شہرہ ہوا۔ جس فقیر نے ازراہ تمسخر او سکو پتھر دیدیا تھا۔ اس حالت سے نہایت تعجب ہوا اور اس کی حسن ارادت کا معترف ہوا۔

سدنا کا مذہب سابق میں جاری تھا۔ مگر اب اس فرقہ کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔



مادھوی
مادھوی ایک فقیر تھا جس نے اپنا مذہب جاری کیا۔ مگر یہ مذہب بہت کم جاری ہے اور اس مذہب کے فقیر بہت کم نظر آتے ہیں۔ اس مذہب کے لوگ اپنی گذراؤ قات بذریعہ گدائی اور ایک قسم کے سائے کے بجانے سے جس کو بلبان کہتے ہیں کرتے ہیں۔

سادھوی

سادھوی نام ایک شخص نے اپنے ایجا و کردہ مذہب کو بندھیلکھنڈ میں رائج کر کے لاکھوں آدمیوں کو مرید کیا۔ اسکا مصنفہ کلام ہندو اور مسلمانوں کی مخالفت کا دور کر نیوالا ہے۔ اس نے آنحضرت صلعم اور دیگر انبیاء کو اہل ہنود کے اوتار اور آیات قرآنی و احادیث نبوی کو وید و شاستر سے مطابقت دی۔ اور وید و شاستر کے خلاف اپنے احکام مریدین کو تعلیم کیے۔ یہ فرقہ ہندو اور مسلمان دونوں کو مرید کرتا ہے اور جب کسی شخص کو مرید کرتا ہے تو پہلے بغرض دفع قید قوم چنے کی کڑھی پکا کر مجمع عام میں دو سرورنگے ساتھ کھاتا ہے۔ بعد اُپنے دونوں عقائد اور مصنفہ کلام کو تلقین کرتا ہے۔

اس فرقہ کے لوگوں کی مناکحت کا یہ قاعدہ ہے کہ وقت کد خدائی عورت اپنی زبان سے
 حصل میں یہ فقرات۔ سادہ سادہ ہنی کو بہایا، سادہ گئے لگایا یعنی مرد عورت کو پسند آیا گلے
 سے چٹسٹایا۔ کہکریں کے ساتھ راضی ہوتی ہے۔ اوپر ہاتھ رکھتی ہے پس وہ شخص
 اوسکا شوہر ہو جاتا ہے۔ تمام رسوم شادی انہیں فقرات پر تمام ہوتی ہیں۔ اس مذہب
 میں پردہ نشینی عورات ضروری نہیں۔ دنیا دار و فقیر اس طریقہ کے اکثر بلا و خصوصاً
 بڑے لکھنڈ ہیں بہت ہیں۔

چونکہ یہ مذہب خلاف پروان وید کے ہے۔ لہذا عاملان وید اس مذہب کو مکروہ خیال کرتے ہیں۔



چیرنداسی

چیرنداس قوم دہوسر بنیا شاہجہان آباد (دہلی) کا رہنے والا تھا۔
 ایام طفولیت سے ریاضات کر کے زمرہ فقرا میں شامل ہوا کہتے ہیں
 کہ بابت ریاضت جنگل میں رہتا تھا۔ سکھ یو پسریاس نے اس پر

متوجہ ہو کر مری کیا۔ اور امرارو غوامض الہی اسکو تلقین کیے۔ اوس کے فیضان سے
 چیرنداس نے درجہ اعلیٰ فقر پر پہنچ کر مزاروں آدمیوں کو اپنا مرید کیا۔ اس نے ایک کتاب
 عرفان اور جوگ ہیگت میں بزبان بہا کا تصنیف کی اسکا مقلد شیہ اشکو مشل غایف کے پڑھے ہیں
 اس فرقہ میں تارک الدنیا اور دنیا دار دونوں ہیں، قشتہ کینشی اور زر پو شاہک انکی وضع ہے۔

قسم دوم شیوی کی اقسام

اس کے کل فرقہ بنارس میں زیادہ اور دیگر مقامات پر کمتر ہیں۔

ڈنڈھی



یہ مذہب سوائے برہمن اور چھتری کے دوسرے کو اختیار کرنا جائز نہیں۔ یہ فقیر ایک لکڑی بانس کی رکبتے ہیں جس میں معینہ گرمی ہوتی ہیں۔ اور اوپر کی گڑھ پر گیر و کارنگا ہوا چھوٹا سا کپڑا لپیٹ کر تاکے کو حسب مقررہ اس مذہب کے اوپر مضبوط باندھ کر ماتہ میں رکبتے ہیں اور اس لکڑی کو گہنی زمین پر نہیں رکبتے۔

ڈنڈھ یعنی تاوان۔ چونکہ اس لکڑی کو زمین پر رکھنے کی مخالفت ہے اسلئے ہی تاوان یعنی ڈنڈھی۔ اس فرقہ کے لوگ ایک کنڈل ٹوٹی دار رکبتے ہیں۔ اور خورد و نوش اور رفع جمہ احتیاج و ضروریات اسی طرف سے کرتے ہیں اور تمام منہ اور بدن پر خاکستر ملتے اور گل بکے بال منڈاتے اور ایک لنگوٹی اور چادر گروسے رنگ کر بغرض ستر پوشی رکبتے اور روپیہ پیسہ و دیگر اسباب دنیاوی اور پخت طعام کو حرام جانتے ہیں اور کھانے کے لئے گدائی سے حاصل کرتے ہیں۔ لیکن بیچ برہمن کے اور کسی کے یہاں کاکھانا نہیں کھاتے اور یاد حق میں مشغول رہتے ہیں۔ اور نقطہ نارائین انکی حد ہے۔ یہ لوگ اپنا مسکن دہم سالہ و دیگر کنڈھ و قبیض میں رکبتے ہیں۔ اس مذہب کے لوگ زیادہ تر صاحب علم اور وید و شاستر سے واقف ہوتے ہیں۔

جسوقت کوئی شخص ڈنڈھی ہوتا ہے۔ زنا اور وبال اس سے دور کرتے ہیں اور یہ لوگ مردہ جلاتے نہیں بلکہ غرق کرتے ہیں۔ ہندوؤں میں یہ مذہب نہایت افضل ہے چنانچہ وید میں اس کی عظمت مرقوم ہے اس لئے اکثر برہمن اور پنڈت جب بوڑھے ہو جاتے ہیں بلکہ بعضے وقت وفات بغرض حصول ثواب اس طریقہ کو اختیار کر لیتے ہیں۔

اگن پوتری

یعنی پرستش کنندہ آتش۔ اس مذہب کو بجز برہمن کے جو زن منکوحہ رکھتا ہو دوسرے کو اختیار کرنا جائز نہیں۔ طریقہ اسکا یہ ہے کہ ڈاڑھی مونیچھ منڈا کر ہمیشہ رات دن اپنے گہر کے اوس گڈھے میں جو واسطے آتش افروزی کے بنایا جاتا ہے اور جس کی ساخت موافق وید کے ہوتی ہے اور اس میں وہ آگ جو مرشد سے پاتا ہے روشن کر کے مع زوجہ کے اس آگ کی پرستش کیا کرتا ہے یہ آگ مدت دراز بلکہ حین حیات تک رہتی ہے۔ اگر بحسب اتفاق یہ آگ بوجھ جائے تو پیل کی دو لکڑیاں لاکر اور کلام وید کو پڑھ کر دونوں کو باہم پسینا لگو ہیں اور ان دونوں لکڑیوں سے آگ نکال کر اور اس گڈھے میں ڈال کر محفوظ رکھتے ہیں اور ہمیشہ دن میں تین مرتبہ ہوم راگ کو جلا کر گہی وغیرہ اوسپر ڈالتے ہیں اور کلام وید کو جو واسطے ہوم کے مقرر ہے پڑھتے ہیں۔ انکا عقیدہ ہے کہ ہوم کا ثواب آفتاب۔ ماہتاب اور تمام ستاروں کو جو ذی روح ہیں پہنچتا ہے اور وہ خوش ہو کر اس عمل کی قوت سے افعال انسانی کو خوبی اور نظر شفقت سے انجام دیتے ہیں (کرتے ہیں) جب اس فرقہ کا کوئی شخص مرد یا عورت فوت ہو جاتا ہے تو اسی آگ سے جو گڈھے میں عبادت کے لئے ہوتی ہے جلائے ہیں۔ اور پہر ایک شخص ان دونوں میں کا آتش پرستی کو بند کر دیتا ہے کیونکہ یہ مذہب شخص واحد اور بجز ویر جائز نہیں ہے۔



اس مذہب کی بزرگی وید میں بہت ہے۔

شہر بنارس اور بلا وجوہی میں یہ مذہب زیادہ ہے۔

جوگی

اول اس طریقہ کو مہادیو نے ایجاد کیا۔ بعدہ گورکھناتھ و چھندر ناتھ نے قوانین جوگی کو

منضبط اور رائج کیا۔ طریقہ اسکا یہ ہے کہ جب مرید کرتے ہیں تو مرید کے کان میں حلقہ بلوریا کچکرہ وغیرہ کا جو علامت ہے کہ پھر دنیا دار نہ ہو ڈال دیتے ہیں۔ اس مذہب کے لوگ تمام بدن پر خاکستر لے رہتے ہیں۔ اور شرق و گہر دار رکھتے اور بسا اوقات گدائی یا مجاوری بہیرون ناتھ و مہنومان سے کرتے اور گوشت کھاتے۔ شراب پیتے۔ اکثر لوگ فسق و فجور میں مشغول رہتے ہیں۔

میرے وطن ہونان میں ایک مُجھ جو گیا نہ ہے جس میں زیادہ تر جوگی ہی رہتے ہیں۔ یہ عموماً سنی مسلمان ہیں۔ جو ہندوانہ ہمیں میں بیشتر اور مسلمان وضع سے کتر دور دور مقامات میں جا کر زیادہ تر اہل ہنود اور کتر مسلمانوں کو ایسا مرید کرتے اور ان سے نقد و جنس حاصل کرتے ہیں۔ انکے لڑکے اور عورتیں گد اگری کرتی ہیں۔ انکی عورت کا لباس بھی بالکل ہندوانہ ہوتا ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انکے آبا و اجداد ہندو ہی تھے۔

شکر اچار جی

کہا جاتا ہے کہ شکر اچار جی ہادیو کا اوتار تھا۔ چونکہ لوگوں نے اصول مذہب وید کو ترک کر کے خلاف وید کے عمل کرنا اختیار کیا تھا۔ اور اصول و ارکان وید ضعیف ہو گئے تھے۔ ہادیو نے بنا بر تزویج وید بصورت شکر اچار جی مجسم ہو کر منکران وید کو تقریر اور دعا سے مقدوح کیا اور وید کو پھر جاری کیا۔

ایت



اسکا لقب گوٹائین اور ساسی ہی ہے۔ اہل ہنود کی چاروں قومیں اس مذہب میں ہیں۔ یہ لوگ عبادت ہادیو

کی کرتے اور لباس گیر واپہنتے اکثر مشل دنیا داروں کے تجارت۔ بیوپار۔ لری اور بعض

گدائی سے بسر اوقات کرتے اور چاروں قوموں ہنود کے یہاں کا کھانا کھاتے ہیں۔
 اچھے یہاں پیری و عریذی کا یہ طریقہ ہے۔ کہ ایک کم عمر لڑکا خواہ کسی قوم کا ہو خرید کر کے
 راب بوجہ انتظام گورنمنٹ انگریزی خرید و فروخت انسانی ممنوع ہے اور اسکے بال منڈا
 ڈالتے اور مثل اپنی اولاد کے اوسکی پرورش کرتے ہیں جسکا نام چیلر رکھا جاتا ہے۔
 چیلو نہیں جس کو وفادار اور ذی لیاقت سمجھتے ہیں۔ اپنی زندگی میں اوسکو اپنے کاروبار
 کا فخر کرتے ہیں جو اون کی وفات کے بعد ہنت کہا جاتا ہے۔ عوام میں مشہور ہے کہ
 حتی الامکان حسین لڑکا تلاش کر کے اور اس سے اپنا چیلر بنا کر گھر کی تمام ختمین لیتے ہیں۔
 اس مذہب میں بہت کم لوگ ہیں جو طریقہ فقر پرپوں بدبیت و نیا داری کے طریقہ میں
 صرف درویشی کا نام ہے اور یہ تمام لوگ مالدار ہیں۔ انکی اور بھی دس قسمیں مثل گرو
 لوری اور بہارتی وغیرہ کے ہیں۔

سنجوگی

انکا طریقہ مثل ایت کے ہے، صرف استقدر فرق ہے کہ سنجوگی عیالدار ہوتے ہیں اور سناکت کرتے ہیں

ناگہ یعنی برہنہ

جٹا یعنی سر پر بال اور ڈاڑھی۔ مونچھ کہتے اور خاکستر
 تمام منہ اور بدن پر ملتے ہیں اور سامان حرب کے ساتھ
 باتفاق ہنتاں یعنی مرشد بطور سیاحت پہرتے اور قصبہ
 و قریات میں جیرا بیگ لیتے اور بہانہ سیاحت سے خفیہ طور پر تجارت اور بعضے نوکری
 سے بسر اوقات کرتے ہیں۔ یہ لوگ پیر کیوں سے نہایت عداوت رکھتے ہیں۔ جب کوئی
 بدچلن و بدوضع چیلر لائے ایت سے قابل اعتماد اور لائق امور تجارت کے نہیں سمجھا جاتا

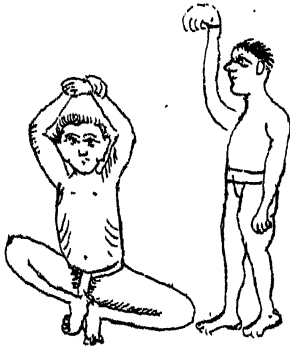
ناگہ کی تصویر بیب برہنہ ہونے
 کے نہیں دی گئی۔

تو اُس وقت وہ آلات حرب سے مسلح ہو کر گروہ گروہ میں ملجاتا ہے۔ جسکو کھانا ملتا ہے پیر جب وہ چاہتا ہے تو سرمایہ بغرض تجارت جمع کر کے زمرہ آیت میں شامل ہو جاتا ہے یہ مذہب بندیلکھنڈ میں زیادہ ہے۔

اودھوت

یہ لوگ صاحب توکل و بگرد ہوتے اور برہمنہ مادر زاد رہتے۔ جٹا اور ڈاڑھی۔ موچھ رکھتے ہیں۔ اس فرقہ کا اصول محض توکل پر ہے۔ مگر گدائی بھی کرتے ہیں لکن طریقے میں کپڑا پہننا ممنوع ہے۔ جاڑوں کے ایام میں آگ کی گرمی سے زندگانی بسر کرتے ہیں۔

اور دبا ہو



یعنی ماتہ اور پر رکھنے والے خواہ ایک ماتہ ہو یا دونوں یہ لوگ ناخن نہیں کھاتے۔ حتیٰ کہ بڑھکر انگلی کے برابر ہو جاتے ہیں اور سبب ہمیشہ اوپر رکھنے کے ماتہ خشک ہو جاتے اور پرتیختی نہیں آسکتے۔ اس مذہب کے لوگ بوجہ اس کے کہ ماتہ اوپر رکھنے سے خشک ہو کر حرکت

نہیں کر سکتے۔ دوسرے کے ماتہ سے کہاتے ہیں معاش انکی گدائی اور توکل پر ہے انہیں سے بعض برہمنہ مادر زاد رہتے اور اکثر چادر گیر وا اور پر جٹا رکھتے ہیں۔

اکاس



یہ مذہب کو آسمان کی طرف رکھنے والے۔ چونکہ فرقہ کے لوگ اپنے مذہب کو آسمان کی طرف ہمیشہ بند رکھتے ہیں۔ اسوجہ انکی گردن

کسی اور طرف نہیں پرتی ہے۔ رفع ضرورت یا جسمیہ دوسرے کے ماتہ سے کرتے ہیں۔ یہ

لوگ جٹا اور ڈاڑھی۔ موچھ رکھتے۔ تمام بدن پر خاکستر یعنی راکھ ملے رہتے ہیں اور بعضے لباس رنگیں پہنتے ہیں۔ اور قوت بسری بذریعہ گدائی و پیشوائی زیادہ تر دوکاندار ہی کرتے ہیں۔ اور بعضے صرف توکل پر اوقات بسر کرتے ہیں

کڑا لنگی

یہ لوگ درمیان عضو خاص کے سوراخ کر کے اُس میں تانبے کا حلقہ مع زنجیر کے ڈالنے ہیں۔ اس سے ان لوگوں کا مقصود مادہ مردمی کا زائل کرنا ہے اس فرقہ کے بعضے لوگ خلقت کو اپنی طرف پہنچنے کے لئے یہ عمل اختیار کرتے ہیں۔ وقت حاجت کڑے کو عضو خاص سے نکال لیتے اور پھر بدستور ڈال دیتے ہیں۔ اینچی وضع و عفا زیادہ تر ناگہائے مثل اتیت کے ہیں۔

رو کھڑ



اینچی ظاہر وضع اور اطوار مثل ناگہ اور اتیت کے لیکن بالٹا ان سے بہتر ہے۔ یہ لوگ متوکل ہوتے ہیں۔ بعضے انگلیٹھی میں عود جلا کر فرقہ اتیت کے یہاں گدائی کرتے ہیں۔ اینچی ٹوپی بڑی اور گول نئے طرز کی ہوتی ہے۔ اور بڑا سا گیر و اجبہ پہنتے ہیں۔

او کھڑا



اس مذہب کے لوگ ڈاڑھی۔ موچھ منڈائے اور تمام بدن پر خاکستر ملے ہوئے نہایت ناپاک وضع سے رہتے ہیں اور کہاں اپنا بیہوش کیشف کہاتے ہیں جتنے کہتے کو اپنے ساتھ کہلاتے ہیں اور اتم الخمر رہتے ہیں۔ قوت بسری گدائی اور اکثر دنیاوی جلد سے حاصل کرتے ہیں۔



۱۴ اکھوری

اسی فرق کی وضع مجذوبانہ و مجنونانہ ہے۔ یہ لوگ دائم الخمر ہوتے اور تمام قسم کا گوشت حتیٰ کہ مردہ آدمی کو بھی کھا جاتے ہیں اور پیٹنگ و پائینجانہ کو بدن پر ملتے ہیں اور نہایت طامع ہوتے ہیں۔ ایک پیر کے لئے دو کانات پراڑ جاتے ہیں۔ اور پشاپ پائینجانہ کر کے غلاظت کو پہیلا تے ہیں اور اس طرح سے پیسہ حاصل کرتے ہیں۔ اور جو کچھ حاصل کرتے ہیں۔ زیادہ تر نوشی میں خرچ کرتے ہیں۔



۱۵ الکھہ نامی

یہ لوگ نام الکھہ کو ورد زبان رکھتے ہیں۔ وضع انکی یہ ہے کہ سر پر لانی ٹوٹی اور نخل میں سیاہ کمل ہوتا ہے معاش انکی گدائی پر ہے جو صرف لفظ الکھہ زبان سے کہتے ہیں۔ اگر اس لفظ کے کہتے ہی کوئی انکو دیتا ہے تو لیتے ہیں ورنہ نہیں لیتے اور چلے جاتے ہیں چنانچہ لوگ بجز دسنے آواز کے جوا و نکو دینا منظور ہوتا ہے لاکر دیتے ہیں۔

۱۶ جنگم

اس مذہب کے لوگ لباس گیرہ اور ہادیو کی تصویر چاندی خواہ تانبے کی رو در اچھ کے مالے میں کر کے گلے میں آویزان رکھتے اور تمام بدن پر خاکستر لے رہتے ہیں اور رو درا بکثرت ہاتھوں اور تمام بدن میں پننے رہتے ہیں۔ ذریعہ معاش انکا گدائی یا تجارت پوشیدہ پردہ یا حمت سے ہے بعضے انہیں دو لہتمند بھی نہیں۔ بنارس میں محلہ جنگم باڑی انہیں لوگوں کی سکونت کے سبب سے مشہور ہے۔

نکھی



نکھی یعنی ناخن رکھنے والے۔ (نکھہ ہندی میں ناخن کو کہتے ہیں) انکی وضع مثل ایت اور سناسی کے ہے یہ لوگ ناخن نہیں کٹواتے اسوجہ سے انکی ناخن نہایت بڑے مثل ناخن جانوروں کے ہو جاتے ہیں۔ ناخن دراز رکھنا عبادت سے جانتے ہیں۔ انکی بسر اوقات گدائی پر ہے۔ زریانا جائیز ذریعہ سے معاش حاصل کرتے ہیں۔

جوکری



اس مذہب والے ہمدیو کی تصویر اپنے تاج نو طرز پر اور لباس گیر واپننے رہتے ہیں۔ اور میں کو ایسی تعلیم کرتے ہیں کہ وہ حسب اشارہ کام کرتا ہے یہ میل کوڑیوں سے آراستہ کیا ہوا ہوتی ہے۔ اسی میل کے ذریعہ سے اپنی معاش حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ ایک پتیل کی گھٹی بھی بجاتے جاتے ہیں اور ہمدیو پاتی کی شادی کا قصہ ہر گھر اور دوکان کے سامنے پڑھتا اور سڑنگی بجا کر پورانی لڑائیوں کا حال کاتے ہیں۔ اس فرقہ کے لوگ عمالدار اور زیادہ ہوتے ہیں۔ اور تمیز قومی نہیں رکھتے۔ اکثر اس مذہب میں مسلمان بھی پائے جاتے ہیں۔

پرہم ہنس



اس فرقہ کے لوگ برہمنہ مادر زاد بالکل خاموش رہتے یا ہم عمر میں ہی کپڑا نہیں پہنتے۔ ضرورت کے وقت ہی نہیں بولتے۔ اور دوسرے ماہہ سے کھاتے پیتے ہیں۔ انکو فقیر و دنیا دار اپنے گھر میں بجا کر اپنے ماہہ سے کھاتے پلاتے ہیں۔ اگر تین روز کوئی کھلانیوالا ان لوگوں کو نہیں ملتا تو بے آب و اندر رہتے ہیں۔

اس طائفہ کا یہ خیال ہے کہ رنج و راحت جس قدر انسان کو پہنچتی ہے۔ وہ اس کے افعال کا محض ہے جو اس نے پہلے جنم میں کیئے تھے۔ پس اس میں فکر کرنا اور امورات دنیاوی اور جسم کے لئے تردد کرنا بیکار ہے۔ موافق قسمت کے ظہور پذیر ہوگا۔

قسم سوم ساکتک کی اقسام

پہلی

انکو سنت بھی کہتے ہیں یہ دیوی کی پرستش کرتے ہیں۔ انہیں بعضے گوشت کھا لیکن شراب سے بالکل اجتناب رکھتے ہیں۔

دنیا دارا پوپاری وغیرہ اکثر اس مذہب میں ہیں۔ برہمنیہ کی اشٹمی گوگیہوں کے آٹے سے ایک طرف بنا کر اوس میں تیل شمع کے روشن کرتے اور انکو جوت یعنی نور الہی کہتے اور انکی پرستش کرتے ہیں۔ ادراہ کنوار و چیت میں کہ نو دن بتواتر دیوی مشہور ہے روزہ رکھتے اور ریاضت شادہ کرتے ہیں۔

دیوی پوجا کا رواج اگرچہ کل ہندوستان میں ہے۔ مگر مقام کانگرہ میں پہاڑ پر ایک حوض ہے کہ اس میں خود بخود شعلے نکلتے ہیں۔ اور معتقدین اوس کو جوالا کہتے ہیں اور اس سے حصول مطالب کی امید رکھتے ہیں۔ بلکہ اکثر آدمی برہنہ پاؤں ٹانگ جاتے ہیں اور ماہ کنوار و چیت میں روزانہ اشٹمی چاروں قوموں کے آدمی بکثرت و مان بغرض زیارت جاتے اور ایشیا خوردنی وغیرہ بطریق نیاز اس حوض میں ڈالتے ہیں۔ مردان پنجاب عموا اور دیگر ممالک ہندوستان میں پیشتر مذہب رائج ہے مگر خصوصاً ہارس میں متعدد معبد دیوی کے مقرر ہیں۔ اور شہر مرزا پور سے ایک کوس کے فاصلہ پر ایک مقام بنام کونڈیا بتی

ہے۔ وہاں ایک مسجد ہے۔ یہ بتیح میلہ جو الالبعد چھ ماہ کے خلقت کثیر زیارت کے لئے جمع ہوتی ہے۔ اور واسطے نیاز دیوی کے بکری اور بھینسا مارا جاتا ہے۔

وامحی

بجز دیشنوی کے چاروں قومیں ہنود کی اس مذہب میں داخل ہوتی ہیں زیادہ تر لوگ حصول دنیا و لذت دنیاوی کے لئے اس طریقہ میں عریض ہوتے ہیں اور بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو بغرض ہنود ہی آخرت اس مذہب کو اختیار کرتے ہیں۔ چونکہ ظاہر اس مذہب کلمہ ہنود ایسے خفیہ طور پر پیروان مذہب اسکی پیروی کرتے ہیں۔ انکی کتابوں میں بھی اخصائے مذہب کی بڑی تاکید ہے۔ یہ لوگ بظاہر اپنے تمکین مثل ویشنوکے جو اس مذہب کے مخالف ہیں رکھتے ہیں۔ وامحی کو اصطلاح میں آٹھک کہتے ہیں۔

یہ لوگ ایام دیالی متبرک اور تیونا مثل ایکارشی۔ پورنماشی۔ اماوس۔ دیوالی۔ دسہرہ۔ اور ہولی وغیرہ کو مع حورات کے بحضور مرشد حکو اچارج کہتے ہیں۔ حاضر ہو کر اس مکان میں جو بغرض جلسہ باہتمام مرشد مقرر ہوتا ہے۔ اپنی طرف سے طرح طرح کے کھانے پینے کرتے ہیں اور ایک چوٹی پر تلوار برہنہ رکھ کر اور اسکو دیوی تصور کر کے اسکو سامنے اسباب اکل و شرب اور لوازم پرستش مثل کاخورد وغیرہ کے رکھ کر اسکی پوجا کرتے ہیں اور مرشد کتاب دہی اپنے ماتہ میں بیکر حکایات و قصص مردمان گذشتہ اور انکی بزرگی و اوصاف بشرح و بسط بیان کر کے اسباب موجودہ کو حاضرین میں تقسیم کر دیتا ہے۔ اور اجازت دیتا ہے کہ ہر مرد و عورت کھانے پینے میں مشغول ہو اور ایک دوسرے کو اپنے ماتہ سے کھلاوے پلاوے۔ اس مجلس میں کسی قسم کی احتیاط نہیں کی جاتی مرد و عورت۔ پیر و جوان ایک دوسرے کو اپنے ماتہ سے نقد دیتے ہیں۔ اور

عورات بے حجابانہ حاضرین جلسہ سے باتیں کرتے ہیں۔ اونکے شوہر باوجود موجودگی کچھ بڑا نہیں مانتے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔ غرضیکہ اسی طریق کے دائمی فیروں میں بعض ایسی ناگفتہ بہ باتیں بھی عمل میں آتی ہیں۔ کہ جو ایک مہذب اور باادب آدمی کے لئے بہت نازیبا ہیں۔ مگر ان کے اعتقاد مذہبی کے مطابق وہ ہرگز معیوب نہیں سمجھی جاتی ہیں۔

اگر کوئی غیر مذہب کا آدمی باظہار ارادت ان کے جلسہ میں جاوے تو شریک کر کے اپنے مذہب میں لاتے ہیں۔ اور اگر وہ شخص ان کے طریقے سے علیحدہ ہو جاوے۔ تو اس کے گوشت کے ٹکڑے کر کے کھا جاتے اور بقیہ جسم کو وہیں دفن کر دیتے ہیں۔

وامیان میں سے بحالت بیماری اگر کسی کو تے ہو جاتی ہے۔ تو اس کو بلا نفرت کھا جاتے ہیں۔

یہ مذہب اب نظر نہیں آتا۔ پیشتر اطراف دکن اور بنارس میں اس فرقہ کے لوگ اکثر پائے جاتے تھے۔

کانشلیہ

کانشلیہ زبان دکھنی میں انگلیا کو کہتے ہیں۔ جس سے عورتیں اپنی چھاتی کو پوچھتی رہتی ہیں۔ طریقہ اس مذہب کا یہ ہے۔ کہ بروز ما مورہ جلسہ پوجا کے وقت تمام عورتیں مرشد کے حضور میں حاضر ہوتی ہیں۔ مرشد تمام عورتوں کی انگلیا ایک گہڑے میں بند کر کے مکان تاریک میں رکھ دیتا ہے۔ جب پوجا

سے فرصت حاصل ہوتی ہے۔ ان لوگوں کو جو مجرد ہوتے ہیں۔ اجازت دیتا ہے۔ کہ ایک ایک انگلیا اس گھڑے سے نکال کر اپنے اپنے پاس رکھو بعدہ متاہل اور عیالدار آدمیوں سے باتیں کرتا ہے۔ جب تمام حضار گھڑے کو انگلیا سے خالی کر کے مرشد کے سامنے حاضر کرتے ہیں۔ تو مرشد حکم دیتا ہے کہ جس مرد کے پاس جس عورت کی انگلیا ہو وہ اس عورت سے تعلقات یگانگت پیدا کرے۔ چنانچہ ایسا کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس عورت اور مرد کے تعلقات سب قسم کے قرار پا جاتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی اس عورت کو پہلے موقع پر گفتگو میں ہمشیرہ کہہ دے تو پھر اسے تازیست ہمشیرہ ہی کہنا پڑے گا۔ اور وہ اپنی ہمشیرہ کے برابر اسکی عزت و حرمت کرے گا۔ اگر کسی نے پہلی گفتگو کے موقع پر اس عورت کو مان کہہ دیا۔ تو اسے تمام عمر مان ہی سمجھنا پڑے گا۔ اور اگر کسی نے استری کہہ دیا تو اس کو تمام حقوق استری کے برابر سمجھے جاویں گے، غرض کہ یہ لوگ انگلیا نکلنے کے بعد اپنی زبان کے پہلے فقرہ کے حد درجہ پابند ہوتے ہیں انکا مرشد ایسے مرد عورتوں کو اپنے چیلہ چلی اور اپنی گدی کا پورا جانشین سمجھتا ہے جو مرد پہلے فقرہ کے برخلاف عمل کرے انکا مرشد اور دیگر مرد عورت اسے بہت بڑا پاپی (گناہ گار) سمجھ کر اسے اپنے مذہب کے خارج کر کے اسکی موت کو اسکی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں غرض کہ اس مذہب کے طریقے ہی الگ ہیں۔

طریقہ عبادت ایک مثل دامیونگے ہے۔ یہ مذہب اب نظر نہیں آتا۔

کراری

قوم زنار دار ہمارا شٹ ساکن کن یوی کی پوجا کرتے ہیں اور آدمی کی قربانی کر کے دیوی

کی نیاز دیتے ہیں راجہ انتظام سرکل انگریزی انسانی قربانی قطعاً موقوف ہو ادا اور
 اور بہانہ کی قربانی کرنا اور وہی یہ نسبت افضل خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ دونوں میسر نہ
 تو جس زنا دار کو پاتے ہیں بہانہ سے ہلاتے اور کہاتے ہیں زہر دیکر یا اور کسی جیلہ سے مار کر
 او سکود یومی کی نذر کرتے ہیں۔

برہمنوں کے نزدیک یہ مذہب نہایت مکروہ ہے۔ فی زمانہ اس طریقہ کے لوگ بالکل مفقود ہیں

قسم چہارم نانک شاہی کی اقسام

تصویر نانک شاہ



گرو نانک

(یہ تصویر فرضی نہیں ہے بلکہ اصلی ہے)

نانک شاہ (اس کے مفصل حالات ہم آئینہ ہند میں مع کل چلیوں کی تصاویر کے درج
 کرینگے۔ مؤلف) ملک پنجاب میں تھا یہ قوم کا کہتری عہد باہر شاہ میں پیدا ہوا ابتدائی عمر

میں اسے سیاحت کی۔ اور ریاضت شاقہ کر کے درجہ اعلیٰ حاصل کیا۔ اور پوٹا ہو کر مر گیا۔ اس کی دس پشت تک سلسلہ فقر جاری رہا۔ آخر اس خاندان کا گرو گونید سنگ ہے جس نے مذہب سکھ کو جاری کیا۔ اب بھی لاکھوں آدمی اس کے مذہب کے پیرو ہیں خصوصاً ملک پنجاب میں انکی کثرت ہے۔ اسکی کلام کو جو نصح اور معرفت الہی سے پڑھے۔ بچائے دیوتا کے جانکر اسکی پرستش کرتے اور اس جملہ ضخیم گوگرتہہ کہتے ہیں۔ ہر خرید صاحب مقدر اس گرتہہ کی ایک جلد اپنے گھر میں رکھتا ہے اور ہر روز غسل کر کے قبل کھانا کھانیکے اسکو پڑھتا ہے۔

بعد وفات نانک شاہ یہ مذہب سات قسموں پر مشق ہو گیا
 اوداسی



یہ فرقہ زیادہ تر متوکل اور کم سوال کرتا ہے۔ پوشاک اسکی خرقہ اور ٹوپی ہے ڈاڑھی۔ مونچھ اور سر کھال نہیں منڈاتے اور مکان وقفی میں جس کو سنگت کہتے ہیں سکونت رکھتے ہیں۔

گنج بخشی

موجود اس طائفہ کا ایک برہمن ہے۔ جو خاندان گرو نانک میں مرید تھا۔ اس نے اس قدر خدمت گرو کی کی کہ گرو نے خوش ہو کر اسکو گنج بخش خطاب دیا۔ اس مذہب کے جملہ رسوم و عہدے مثل نانک شاہیوں کے ہیں۔

رام رنی

اس کا موجد و مروج رام رائے نامی ہے۔ کلیات و جزئیات میں یہ مذہب نانک شاہیوں سے کچھ فرق نہیں رکھتا ہے۔

ستہ شاہی



موجود اس فرقہ کا ستہ قوم کہتری نانک شاہی مرید تیغ بہادر پر
گورگو بند سنگہ کا تھا۔ یہ شخص اوباش وضع۔ آزاد مشرب۔ بظاہر
نہایت خراب۔ کلام اسکا زندانہ مائل بہزل و مزاح ہے۔ چونکہ یہ
شخص نہایت ظریف اور بہزل گو تھا۔ اس لئے گرو کی خدمت
میں اسقدر رستخا ہو گیا تھا کہ اس سے استہزا اور ظرافت کے ساتھ مذاق کرتا تھا۔

اس فرقہ کے لوگ ننگ پنجاب بلکہ تمام ہندوستان میں اکثر ہیں۔ جو ستہ شاہی کے
نام سے مشہور ہیں۔ ان کی وضع آزادانہ پیشانی پر قشقہ سیاہ اور ماتہ میں دو چھوٹے
چھوٹے آئینوں کے ڈنڈے رکھتے ہیں اور ان دونوں کو آپس میں ایک دوسرے پر
مارتے اور انکے ساتھ تھانیف ستہ کو اپنے اقوال کے ساتھ زبان پنجابی میں ہر
دوکان کے آگے پڑھتے ہیں۔ اور دوکاندار سے ایک پیسہ لیتے ہیں اگر کوئی دوکاندار
ایک پیسہ سے کم دیتا ہے تو نہیں لیتے اور دوکان کے سامنے جم کر بیٹھ جاتے اور اپنی
زبان میں محض گالیاں دیتے ہیں۔ کہ دوکاندار مجھ ربو کر ایک پیسہ دیدیتا ہے۔

اس فرقہ کے لوگ زیادہ تر غیر تعلیم یافتہ اور جاہل نظر آتے ہیں۔ مشہور
ہے کہ بیشتر شرفا اور اہل دول کے لڑکے جو اوباش اور آوارہ ہو کر مفلوک الحال
ہو جاتے ہیں۔ وہ اس فرقہ ستہ شاہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔

ہمارے شہر لکھنؤ میں ایک فرقہ مشہدے کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں بھی شرفا
ہی کے لڑکے ہیں۔ لیکن یہ لوگ نہایت متدین ہوتے ہیں۔

گوبند سنگھ



گرو گوبند سنگھ

(یہ تصویر اصل ہے فرضی نہیں ہے)

اس کی دو قسمیں ہیں ایک تارک الدنیا اور دوسری دنیا دار جو سکھ کے نام مشہور ہیں
گرو گوبند سنگھ نانک شاہ کا دسواں سجادہ نشین ہے۔ اور نانک شاہ کے وقت ہی
گوبند سنگھ تک دس پشتیں برابر گزری ہیں انکو دہ بادشاہی اور دہ محل ہی کہتے ہیں۔
منقول ہے کہ جب نانک شاہ زمانہ بابر شاہ میں پیدا ہوا تو اسکی زبان سے نکلا کہ
دس بلے دے۔ دس بابر دے۔ یعنی دس پشت بابا اور دس پشت بابر مقصود
اسکا یہ ہے کہ خاندان نانک شاہ اور خاندان بابر بادشاہ دس دس پشت حکومت
کریں گے۔ چنانچہ اس وقت سے گرو گوبند سنگھ تک مثل پادشاہوں کے فرمان روا رہے۔
باوجودیکہ لاکھوں خلقت انکی مُردہ تھی۔ اور سامان و جمعیت مثل امر کے موجود تھی

لیکن ان لوگوں نے دعوائے ریاست نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ خاکسارانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اکثر شہانِ ہند بھی انکی خاطر داری کرتے رہے۔ چنانچہ جہانگیر بادشاہ زمانہ گرو ارجن سجادہ نشین پنجم میں ایک دن گرو کے دیکھنے کو گیا۔ اور چنانکہ کچھ جاگیر یا نقد اسکو دے کر اسے قبول نہ کیا۔ اسیدر جسے آٹھ پشت تک ڈیڑھ سو برس یہ لوگ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور لاکھوں آدمی اسے مرید ہوئے اور ملک پنجاب میں انکو استقلالِ ریاست حاصل ہو گئی۔ جب زمانہ گرو تیغ بہادر سجادہ نشین نہم کا آیا اور عالمگیر تخت نشین سلطنت ہوا۔ بمقتضائے تعصب مذہبی کہ اہل ہنود سے رکھتا تھا۔ تخریب و ایذا سنی تیغ بہادر میں ہوا۔ اور اسکو بھید ملاقات بنا کر قتل کروا ڈالا۔ یہ حال دیکھ کر گرو گو بن سنگ جو بہادر آدمی تھا۔ اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے پر مستعد ہو گیا اور چند دنوں تک مخفی طور پر کاروائی کرتا رہا۔ اور مریدین کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو جنہوں نے گرو کو مار ڈالا ہے۔ اور ہمارے مذہب سے عداوت رکھتے ہیں۔ قتل کرنا چاہیے اور تمام مریدوں کو متیار بنانا گھوڑے پر سوار ہونے۔ بال ڈاڑھی۔ مونچھ اور سر کے رکھنے۔ لباس سیاہ پہننے اور مسلمانوں سے لڑائی کی ترغیب دی۔ بلکہ وقت وفات وصیت کی کہ مسلمانوں کو قتل کریں۔ چونکہ زمانہ عالمگیر میں سلطنت قوی تھی باوجود ترددات موفورہ اس فرقہ کو اپنے مقصد میں ناکامی رہی۔ مگر جب زمانہ بہادر شاہ کا آیا تو سلطنت میں ضعف و ابرہی واقع ہوئی تو سکھوں نے شورش برپا کی۔ لیکن بادشاہ نے انکی مدافعت کے لئے فوج شاہی بھیجی۔ تا انکہ یہ نوبت ہوئی کہ بسبب ضعف سلطنت تمام ملک پنجاب مع توابعات سکھوں کے تصرف میں آ گیا۔ چنانچہ اب تک ملک پنجاب کے لوگ اس فرقہ میں ہیں۔ اس طائفہ میں بھی دو فرقہ ہیں۔ ایک خلاصہ جو مثل نانگ شاہی کے ہے۔ اور دوسرا

نالہہ اگر یہ یہ ایک دو ستر سے اصول میں شہادت ہیں۔ لیکن طریقہ انکا یہ ہے کہ ڈاڑھی
 مونچھ اور سر کے بال منڈانا گناہ کبیرہ جانتے اور لباس نیلا پہنتے۔ لوہے کو بہت پاک
 جاکر اپنے پاس رکھتے اور وقت کھانا کھانے کے پہلے لوہے کو کھانی سے پھیرا کر کھاتے
 ہیں۔ یہ لوگ سواری اسب اور بندوق بازی میں مہارت کلی رکھتے ہیں انہیں چارو
 قویں ہندوونکی ہیں جو ایک دو ستر سے مفاہرت نہیں رکھتیں۔ انکے مذہب میں خورد
 نوشی اقلان قومی ناچار ہے اور تمام لوگ ایک وضع اور طریقہ پر ہیں۔ حفاظت کا وہ
 یہ ہیں۔ قتل سلمان اور تو میں اسلام کو عبادت جانتے ہیں۔ اور گروکے کلام کو جو زمانہ
 ناکستشاہ سے گزرے گوہرنگ تک زبان ہندی میں تصنیف ہوا ہے اسکو جتد کر کے اسکا
 نام لڑتے، کھاتے، اسکو مینہ لکھام الہی جاکر صبح و شام ایلور و طاعت پڑھتے ہیں۔
 اور گرویشیرتھی کو گروہ جانتے اور اسکا نام لکھتے اور اسکا نام لکھتے ہیں۔
 اور سواری میں بھی مشغول رہتے ہیں۔

ترتیب



بعضی پاک و صحافت۔ اس فرق کے اصول مذہبی سنبھان گونہنگی سے
 مشابہت ہے۔ لیکن یہ لوگ محض فقیہ ہیں۔ بجز ایک لنگوٹی اور چادر کے کچھ
 نہیں رکھتے۔ انہیں سے اکثر بہ نسبت سنبھونکے جانا علم اور گوشہ نشین ہیں
 ظاہری وضع انکی اور دسیوں کے مانند ہے۔ چونکہ یہ لوگ زیادہ ترویج
 کی تحصیل سے رغبت رکھتے ہیں۔ اس لئے ویدکے احکام کو اقوال ناکستشا سنبھونکے
 دیتے ہیں۔ اور ترک نہیات و منوعات کر کے متوکلا نہ بسر کرتے ہیں۔ ان لوگوں میں
 بہت ایسے ہی واقف و بدانت ہیں جو برہمنوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ بنارس میں اس

فرقہ کے بہت آدمی ہیں جو دنیا داروں کے یہاں کھانا کھا کر کھڑکی اور سیر کرتے ہیں لیکن ملک پنجاب میں نسبت دیگر ملک کے کم ہیں۔ ناگہ
یعنی برہنہ۔ بعضے صرف ٹگونی لگا کر تہاں ہیں۔ یہ لوگ بڑا ڈاکٹری اور موچے رکھتے اور راکے تمام بدن پر بلکہ مثل ناگہ سناسی کے بغیر تہاں کے ریش اور گداؤں بہت رکھتے ہیں۔
مذہب نرہ ناگہ اور اوداسی میں بحسب وضع ظاہر و باطن بہت کم فرق ہے۔

قسم پنجم چین یعنی سراوگ کی اقسام

سراوگی

یہ مذہب خصوصاً دنیا داروں اور مخصوص قوم میں ہے جو چین کے جنوبی اسی حصے میں
(۱) اوسوال (۲) سرکال (۳) مہیسری چونکہ فی زمانہ لوگ زیادہ تر پیشہ جوہر فرشی
کرتے ہیں اس لئے جوہری ہی مشہور ہیں طریقہ انکا خلاف وید اور شاستر اور جینیوں کے
ہے۔ یہ لوگ گوشت کھانے سے کلی پرہیز کرتے ہیں۔ بلکہ انکا مرشد نہایت کوہی جاندار
خیال کر کے نہیں کھاتا پرورش و حفاظت جاندار انکا اہم مذہب ہے۔ اسی قوم کے
جانوران رات کو کھانا اس قوم میں نہایت ممنوع ہے۔ زنا داروں سے اس قوم
رکیت اور ہندوؤں کے تمام دیوتاؤں سے منحرف ہیں۔

سیورہ



یہ لوگ فقیر اور ہندو سراوگیوں کے ہیں وید اور شاستر میں اس
مذہب کی بنیاد پرانی لکھی ہے اور ناشک کے نام سے مشہور ہیں
انکا عقیدہ ہے کہ دنیا بغیر جاندار کے پیدا ہو گئی تھی اور تسمیہ

ناشک یعنی منکر واجب الوجود کی بھی ہے۔

یہ لوگ جاندار کی بہت حفاظت کرتے ہیں۔ اسی لئے ہمیشہ منہ کو کپڑے کی گدڑی سے بند رکھتے ہیں۔ بچیاں اس کے کہ اکثر کپڑے جو نہایت چھوٹے ہوتے اور دکھلائی نہیں بچ ہوا سے اڑا کر نہ میں چلے جاتے ہیں۔ راہ چلتے وقت رسی سے بنی ہوئی ایک مورچھیل بعل میں رکھتے ہیں کہ اوس سے راستہ کو صاف کر کے قدم رکھیں تاکہ چھوٹے چھوٹے جانور کچل کر نہ مر جاویں۔ لیکن میں نے کبھی ان لوگوں کو جو بھوپال میں ہی اکثر ہیں۔ زمین کو مورچھیل سے جھاڑ کر چلتے نہیں دیکھا۔ صرف بعل میں اوس مورچھیل کو دبائے رہتے ہیں۔ جاندار کی حفاظت کے خیال سے کہ کچل کر نہ مر جاویں۔ جو تا ہی نہیں پیتے۔ چونکہ اس مذہب کے لوگ پانی صرف کرنا موجب ہلاکت جانور و نکا جانتے ہیں سو جو سے غرغره اور سواک وغیرہ بھی نہیں کرتے پس جس شخص کے دانتوں پر کثافت جم جاتی ہے۔ اوسکو سیورہ کامل جانتے ہیں۔ غسل اور طہارت وغیرہ بھی اس مذہب میں مکروہ ہے۔ اور نباتات کے کھانے سے بھی یہ لوگ پرہیز رکھتے ہیں۔ غلیظ کو خشک کرتے ہیں۔ تاکہ اوس میں کپڑے نہ پیدا ہوں۔ سر وغیرہ کے بال حجام سے نہیں بنواتے ایک سال کے بعد بروز معین تمام جینی ایک جگہ جمع ہو کر اپنے سر کے بال اپنے ہاتھ سے ہتاتے ہیں۔

انکا مژدہ کتب مذہبی ایام مقررہ میں بطور وعظ پڑھتا ہے اور سزاوگی اسکو سنیتے ہیں لیکن اہل ہنود کے اور مذہبوں میں اس کتاب کا سننا ممنوع ہے۔ شاستر میں اس فرقہ سے پرہیز رکھنے کی بابت مرقوم ہے کہ اگر مست ماہتی سامنے آتا ہو۔ اور کوئی جگہ حفاظت کی بجز مکان یا مسجد سیورہ کے ورنہ نہ ہو۔ تو باوجود خون ہلاکت مکان اور مسجد سیورہ

میں نہ جانا چاہیے۔

اس کی دوسری قسم حتیٰ ہے جو بہ نسبت سیورہ کے ظاہر اسفید پوش ہوتی ہے لیکن اصول مذہبی کے لحاظ سے سیورہ اور حتیٰ میں فرق نہیں ہے ان دونوں مذہبوں کے آدمیوں کے معاش کا یہ طریقہ ہے کہ ہر صبح کو پیالہ لیکر مریدوں کے یہاں جاتے اور وہاں سے کھانا لاکر کھاتے ہیں۔ لیکن نہ رات کو کھانا کھاتے اور نہ پانی پیتے ہیں۔ عوام میں مشہور ہے کہ یہ دونوں فرقے جادو گر ہیں۔

ضمیمہ نمبر ۲

حالات بودہ

۶۲۳ برس قبل سنہ عیسوی کے کپلوست یا کپلوستویا کی پٹی و ستواریہ نام سنسکرت ہی۔ اب اسکو بہوٹلا کہتے ہیں۔ وہ بقولے اب گورکھپور کا نام ہے۔ یہ مقام شمالی گنگا میں نیپال کے پاس ہے۔ اس کے دامن میں نواح خلیج بستی میں تھا۔ اس کے متصل ۱۸۴۷ء میں اشوک کا تاریخی ستون انگریزی محققین نے جو عہداری نیپال کے گہنے جنگل میں بے تلاش کیا اور منگولور میں بودہ کے وقت کے بہت سے نشانات دریافت ہوئے ہیں۔ دارالسلطنت قوم سال کے روہنی مذہبی ہے جس کو اب کو مانہ کہتے ہیں۔ بنارس سے سو میل جانب گوشہ شمال و مشرق آباد تھا۔ بقولے بمقام کپیل راجہ شد ہونے کے صائب پیدا ہوا۔ اسکا باپ اس ملک راجہ کا چہتری سورج ہنسی تھا۔ اس کی ماں کا نام ہایا میا دیوی تھا۔ یہ عورت نہایت حسین اور شائستہ طبیعت کی تھی وہ اس کی رات دن کی عمر میں مر گئی۔ اس کی نکالہ کو ہنسی نے جو اس کی سوت تھی پرورش

کی اسکا نام سد رمتہ رکھا گیا۔ لیکن بلحاظ خاندان اسے گوتم ہی کہتے تھے۔ چونکہ سارے قوم
 طاقتور تھے اسلئے اسکو ساگر منی یا سکے منگہ ہی کہا کرتے تھے۔ علاوہ اس کے اسلئے اور نام بھی مثل
 سد ماتا (جو اپنے باپ کو دوزخ سے بچاؤے) سوگاتا (خود جسم چھوڑنا) ساہتا (اسادا)
 جنا (تمند) بہاگوا (مبارک) لوک ناتھ (مالک دنیا) سر وجنا (ہر شے کا عالم) اور دہم راجہ
 وغیرہ رکھے گئے تھے۔ یہ بچپن ہی سے خوبصورت اور ہونہار تھا۔ لوگوں کو اسکی فہم و فراست
 پر حیرت ہوتی تھی۔ یہ اپنے ہنسیوں کے کہی لہو لہب میں مشغول ہوتا تھا۔ اس نے
 چونکہ علم حاصل کئے تھے انہیں یونانی اور پرانی ترکی زبان داخل تھی۔ اور فن سپہگری
 میں بھی کمال حاصل کیا تھا۔ آغاز عمر سے اس سے آثار تارک الدنیا ہونے کے پائے
 جاتے تھے۔ اکثر صحرائیں ہی کرتا تھا۔ اس لئے اسلئے باپ کو اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ
 گہر باہر چھوڑ کر جوگ نہ لے۔ اس لئے سولہ برس کی عمر میں اسکی شادی ایک نہایت خوبصورت
 دختر بشود ہر سے کر دی اور اسکی دلچسپی کے لئے برعایت فصلوں کے عمدہ عمدہ مکانات
 بنوادیئے۔ غرض کہ حتی الامکان اس کے عیش و عشرت کا سامان جمع کر دیا لیکن یوما
 فیوما اسکی طبیعت دنیا سے نفرت کرتی گئی۔ جسے کہ بارہ برس نہایت تلخی سے اس عیش
 و عشرت میں کاٹے اور بے باقی دنیا اس کے دل چھا گئی۔ یہ اکثر کہا کرتا تھا کہ دنیا میں کسی
 چیز کو بقاء نہیں۔ اور نہ کوئی چیز ہر زمانہ میں ایک خاص مہلت پر قائم رہ سکتی ہے۔ تمام
 وہ چیزیں جنکا وجود دنیا میں نظر آتا ہے۔ عام اس سے کہ وہ جاندار ہوں یا بیجان ہوں

لہ اہل چین و دیگر مورخین کا بیان ہے کہ وہ کی تین عورتیں بشود ہر یا جسورہ کو بھی اور انہوں نے اس
 میں کہا ہے کہ صرف ایک زوجہ گویا ہر گباتھی۔ دراصل گوتم کی ایک زوجہ تھی جس کو رامہولا آنا کہتے ہیں۔ یہ نام گوتم کی
 رانی کا تھا۔ مگر تعظیم بشود ہر کو رامہولا مانا کہتے تھے۔ ۱۲

رہ گیا۔ بعدہ عبادت کو ترک کر کے وعظ کہنا شروع کیا۔ تب اوس کے چیلوں نے بھی اسکو چھوڑ دیا۔ وہ نہارہ گیا۔ ایک دن جنگل میں رات کو پیل کے درخت کے نیچے بیٹھا اور وہاں یقین ہو گیا کہ میں بد مذہبی یعنی روشن ضمیر ہو گیا۔ اب مجھے گمان بلگیا میں گیانی ہو گیا۔ پہرے ہی گیت گایا جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ تمام عالم میں اس جسم انسان کے بنانے والے کی تلاش میں بحث سرگرداں رہا۔ اب میں اس کو پا گیا۔ اب گناہ کے برتن نہیں بنینگے۔ کیونکہ اس کے بنانے کے آلات ٹوٹ گئے۔ روح نے آواگون سے نجات پائی اور جذبات و شہوتوں کی سلطنت و حکومت مٹائی اب یہ بد مذہب بن گئے۔

بعدہ بنارس میں آکر تعلیم اشخاص میں مصروف ہوا اور مقامات بہار۔ اجودھیا نیز مقام بہت جیت ملحقہ ضلع گونڈہ ملک اودہ وغیرہ میں وعظ کہتا رہا۔ اور اپنے مقلدین کو پاک خصلتی اور سنجیدہ خیالی کی نصیحت کرتا رہا۔ کہ اپنی نجات راستی سے چاہو کہ ہر شخص اپنی نجات اپنے اعمالوں سے حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ بعد مرنے کے انسان اپنے اعمال نیک و بد کے موافق دوسرے جنم میں جنم پاتا ہے۔ اسکا قول ہے کہ اگر آدمی ایمان داری اور دہرم سے بسر کرے تو وہ بار بار جنم لینے سے چھوٹ سکتا ہے اسکا نام اوس نے نردان رکھا تھا اسکا یہی قول ہے۔ مبارک ہے وہ جو اپنے ہم جنسوں کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ مبارک وہ ہے جو برائی پر غالب آیا اور کیتہ خدات سے خلاصی پاتا ہے سب سے زیادہ مبارک وہ ہے جس نے نفسانیت کو مار دیا ہے اور جو شخص نفرت اور خواہش کے بندن میں ہے اوس سے سچائی پوشیدہ رہتی ہے۔

بارہ برس کے بعد پوہ اپنے وطن واپس آیا۔ اور اپنے خاندان کو بھی اپنے مذہب میں لایا۔ اور چوالیس برس وعظ کہنے کے بعد ایک انجیر کے درخت کے نیچے بانٹیں کروٹ

پینتالیس یا تیرسٹھ یا اسی برس کی عمر میں ۵۴۳ و بقولے ۴۱۲ برس قبل حضرت عیسیٰ ع کے بمقام کشن گڈہ یا برہم کو سی نگر جو بنارس سے ایک سو بیس میل گوشہ شمال و مشرق میں اور کپلوستو سے اسی میل مشرق تھا فوت ہو گیا۔ اس کی وفات کے وقت کشپ ناجی سادہ موجود تھا لوگوں نے اس کی لاش کو کپڑے اور روئی میں لپیٹ کر تیل بہرے و مات کے برتن میں رکھ کر صندل کی چٹا میں جلادیا۔

جب بودہ مذہب کو ترقی ہوئی تو رفتہ رفتہ برہمن اور بودہ مذہب والوں میں ارتباط ہوتا گیا اور ایک دوسرے کی عزت کرنے لگا۔ برہمنوں نے اوسکے متبرک درخت برگد کی پیش اختیار کی اور بودہ مذہب والے بھی مطابق برہمنوں سے گوشت کا کھانا ترک کر دیا تب بودہ مذہب والے برہمنوں کی عزت اوروشنو و مہادیوی کی پرستش کرنے لگے۔ سب سے پہلے بودہ مذہب کو پرستناجیت و بقولے اسکی بی بی بشنو دہرا اور اسکی بیوی کی چچی نے اختیار کیا تھا۔

بودہ قومی فرقہ سے نہایت ناراض تھا اور قربانی کرنے سے سخت مخالفت کرتا تھا اوس نے یہ تین فرایض مقرر کئے تھے۔ (۱) نفس پر قادر ہونا۔ (۲) غیر کے ساتھ نہایت مہربان سے پیش آنا (۳) ہر جاندار کی جان کا لحاظ رکھنا اور اپنے مقلدین کو اپنے مذہب کی اشاعت اور کل بنی انسان کو وعظ کہنے کی بہت تاکید کیا کرتا تھا۔ اس نے ایک دینی فرقہ مقرر کر کے تعظیم بنا اجرت کے لئے متعین کیا۔ مگر صاحب (۲۶)۔ ۳۳۳ء کو قصبہ ڈساؤ ملک جرمن میں پیدا ہوئے) جو سنسکرت کے بڑے عالم ہوئے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ دنیا میں کوئی مذہب بودہ کی طرح انسانیت اور مہرودی سے بہرا ہوا نہیں ہے۔ اس مذہب کے زیادہ تر شائع ہونے کی یہی وجہ تھی کہ اسکا عمدہ مسئلہ نیک نیتی اور مہرودی تھا

اس مذہب میں اپنے مذہب کی خوبیاں کرنے کی اجازت اور غیر مذہب کی برائی بیان کرنے کی ممانعت تھی۔

مذہب بودہ قدیم زمانہ کے برہمنوں کے علم حکمت اور دینی کتابوں سے وضع کیا گیا ہے۔ مسائل اس مذہب کے تری تپکا اپنی بودہ کی مقدس کتاب میں درج ہیں۔

بتدروقات بودہ کے اسکا مذہب کی بابت پانچ جلسے مختلف مقامات اور مختلف ازمینہ میں ہوئے۔ پہلا اجلاسہ ۵۲۳ برس قبل حضرت عیسیٰ کے بودہ کے مرنے کے بعد اوسکے پاس ترائی

نے جمع ہو کر سیرستی اجابت سنو راجہ مکہ و بھارت کشپ راجگڑھ کے قریب ایک ٹھوس گھامیں ایام پرشکال میں جلسہ منعقد کیا۔ اسوقت اسکے شاگردوں نے اس کے ہاتھوں سے

قاعدوں کو ایک کتاب میں لکھ کر اوسکی تعالیمات کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور انکی جو بودہ نے اپنے خاص شاگردوں سے کہے۔ (۱) ضابطہ تعلیم و تادیب (۲) مسائل

دوسرا اجلاسہ ۴۴۳ برس قبل حضرت عیسیٰ کے سات سو و اچوے ایک سو تیس آدمیوں نے فراہم ہو کر جن قواعد کی بابت آپس میں تکرار تھی۔ اور مکہ فیصلہ کر لیا۔

بودہ مذہب میں انسان کا تہذبات کے لحاظ سے نہیں ہے بلکہ ایمانت کے لحاظ سے ہے۔ اوس کے وقت میں قربانی کی سخت ممانعت تھی اور بجائے مقدس ہر گونہ کی

نشانیوں کی تعظیم ہوا کرتی تھی۔ بودہ مذہب نے برہمنوں کے مذہب کو بالکل نابود کر دیا تھا۔ لیکن پھر بودہ مذہب کا فعال

نہ ۱۲۰۰ سے ۱۲۰۰ تک رہا۔ اور اس مذہب کا زوال خاص اسی مذہب کے ہونے سے ہوا۔ مگر ۱۲۰۰ میں پھر یہ مذہب افغانستان، نیپال، مشرقی ترکستان، تبت،

منچوریا۔ جاوا۔ چین۔ جاپان۔ مجمع البرہان۔ برہان۔ پیام۔ لنگا اور ہندوستان میں پھیل گیا
 مگر روس میں ہی انکی خانقاہیں موجود ہیں۔ مگر دسویں صدی عیسوی میں اس مذہب
 کو سخت زوال آیا صرف چند آدمی اس کے پیرو گئے۔ حال کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ
 دنیا کے کئی مذاہب سے زیادہ اس مذہب کے پیرو ہیں۔ اس مذہب کے مقلدین کی تعداد
 کھل کر پانچ سو لاکھ ہے۔

تیسرا جلسہ اشوک چندر گپت کے پوتے راجہ پہار کے اٹھارہویں سنہ جلوس یعنی ۲۵۲
 سال قبل مسیح میں تیسرا جلسہ پنپتہ میں بھارت منسا ولہ موگلی منعقد ہوا جس میں ایک ہزار
 سالہ شریک تھے اس جلسہ میں بودہ کی مذہبی کتاب پہر درست کی گئی۔ راجہ اشوک نے
 اپنے دسویں سنہ جلوس میں بودہ مذہب کو اختیار کر کے شرقی میں کوشان ہوا۔ اس نے صوبہ
 بہار میں اس کے معنی کو سناہ کے ہیں بہت خانقاہیں اور باغ دار الشفا انسان اور حیوان

کا۔ بودہ مذہب کا ایک بودہ جاری شدہ میں امریکہ گیا تھا جسکا حال لینڈ صاحب ای این بیو ساگ میں لکھا ہے۔ ۱۲
 لاکھ لاکھوں سال پہلے راجہ پنپتہ میں اس کی اولاد تو تھا لنگا کا عربی نام بہار۔ انگریزی سیلون اور دسویں نام سنگھال تھے
 جسے انکا ملک روس علاقہ سیریا کے ایران میں کالک قوم ہے جو مذہب بودہ رشتہ میں امتزاج والوں کی طرح رام چکر بھوتی جو۔
 اسپرٹریر قوم کا بت کے لاکھ مذہب ہے جو سلطنت روس کے رعایا ہے۔ ۱۳

۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲

کے لئے تعمیر کیے لنگ میں بھی بہت سے مکانات سادہ و سادے لئے تعمیر کرائے تھے جنکے نشانات منہدم اب تک موجود ہیں۔ اس نے اپنی تمام عمارتوں میں بودہ مذہب کو جاری کیا اور ملک ایشیا میں بھی بودہ مذہب کی بنا قائم ہوئی۔ اس نے حکام مقرر کیے کہ پاکیزگی کے نگران ہیں۔ اور عورتوں کو تعلیم دیں اور لوگوں کو مذہبی وعظ کی طرف متوجہ کریں وہ تمام دنیا کے لوگوں کو اپنے مذہب میں لانا فرض سمجھتا تھا اس نے بہت سے آدمی غیر ممالک کے باشندوں کی تعلیم کے لئے مقرر کیے اور خود بھی بذریعہ تعلیم و ترغیب اشاعت مذہب میں کوشش کرتا۔ اس نے مذہبی مقدس نوشتوں کو جمع کر کے زبان لگدی میں ترجمہ کرایا۔ وہی اشوک کا جنوبی مجموعہ کہلایا۔ اور جس کو اسکا بیٹا لنگا کو لیکھا (جس زمانہ میں اشوک نے اپنے آدمی بغرض اشاعت مذہب بودہ لنگا بھیجے تھے اس زمانہ میں تسورا جہاں اور وہاں سے بحر الہند اور کو پہنچا

چوتھا جلسہ کنش لک سٹین یا ستیا کا مشہور بادشاہ ہوا بودہ مذہب کا پروردہ تھا اس نے اول صدی سنہ عیسوی میں حکمرانی کی اسکا پایہ تخت کشمیر تھا۔ اسکی حکومت آگرہ اور سندھ سے لیکر ہمالیہ کے شمال جانب۔ یارقند۔ قوقند۔ لداخ۔ گجرات اور پنجاب تک تھی۔ اور ملک چین میں بھی اس کی حکومت ہوئی۔ بودہوں کا چوتھا جلسہ ۷۵ سال قبل مسیح و بقولے سنہ ۷۵ میں پیدا ہوا اس نے اپنے معلم کی تحریک سے پانسو عالم سادہ و سادے کے مجمع سے بصدارت بسو بند ہو کے منعقد کیا اور دوسری مرتبہ مقدس کتابوں کی ترمیم کی اور وہی ترجمہ ثبت رتا تارا اور چین کے بودہوں کے لئے دینی کتاب ہوا۔ اور مذہب لنگا ایشیا

لئے یہ تھا۔ اس کی نسبت سے کچھ فرقے راجو تو نکھیا۔ اس قوم نے تانار سے ہندوستان میں ۱۵۲۳ قبل مسیح اور ۱۵۲۳ میں ہندوستان پر یورش کی۔ بقولے ترکستان کا شمالی و مشرقی حصہ ستیا کہلانا تھا۔ ۱۱

درس دیتے پہرتے تھے۔ کنش لک نے خود بودہ مذہب اختیار کیا اور بہت سے اپنے قوم والوں کو بھی بلایا۔ بودہ مذہب کا شمالی مجموعہ ۱۸۷۰ء میں چین کے دہم راج ہو گیا۔ اور اب تک تبت سے لیکر جاپان تک اس کے معتقد ہیں۔ کنش لک کی وفات کے بعد ۱۸۷۰ء میں کشمیر کے راجہ مکھدہ میں نے از سر نو اس مذہب کی اشاعت کی۔

پانچواں جلسہ - سلادت شمالی ہند میں بودہ مذہب کا مشہور بادشاہ ہوا۔ یہ ۱۸۷۰ء میں پانچواں جلسہ میں تخت نشین ہوا اسکی دار الحکومت قنوج تھی۔ یہ بھی بودہ مذہب کی اشاعت و خیرات اور فریضہ دینی کے بحال لانے میں نہایت مصروف تھا۔ یہ اپنے وقت کا عالم تھا۔ متبرک کتابوں پر کمال عبور رکھتا تھا۔ اس کے وقت ۱۸۷۲ء میں جلسہ عام منعقد ہوا۔

جس کا نشانہ یہ تھا (۱) بودہ کا اقرار عام (۲) بودہ اور برہمنوں میں مباحثہ ہو۔ اور ان لوگوں کا بھی مباحثہ ہو جو علیحدہ علیحدہ شمالی اور جنوبی مجموعہ کے پیرو تھے۔ سلادت پانچویں سال کل اپنے خزانہ کو خیرات کر دیتا تھا۔ مائین تشانگ چینی سیاح جو ہندوستان میں نصف صدی کے آیا تھا۔ وہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ سلادت کل امیر و غریب کی گنگا اور جمن کے سنگم پر ضیافت کرتا تھا اور اپنا تمام زیور و اسباب بدہوں اور سادہ موؤں کو بخش دیتا تھا۔ اور خود گڈڑی پہن لیا کرتا تھا۔ اور یہ بھی بیان کرتا ہے کہ بودہ لوگوں کا دبدبہ کچھ برہمنوں سے کم نہ تھا۔

بودہ راجاؤں کے زمانہ میں علوم و فنون کی جس قدر ترقی ہوئی اور سکا اندازہ گیا کی یونیورسٹی نالندہ سے ہوتی ہے جس میں دس ہزار طلبا کو تعلیم دی جاتی تھی۔ اور انکی خورش و پوشش کا سامان ہیا کیا جاتا تھا۔ مانگ تشانگ چینی سیاح بیان کرتا ہے کہ یونیورسٹی (دارالعلم) میں پانسو معلم اور سو پروفیسر اور سو لکچرر تھے۔ ان سب کا

افسر شیل ہیدر ایٹا متوجہ عالم تھا۔ اس پونیورٹی کے لئے شاہ وقت کی طرف سے سو
گانوں وقت ہوا کرتے تھے جن کی آمدنی سے اس کے اخراجات پورے کئے جاتے تھے
سنتھہ کے کچھ زمانہ کے بعد بودہ مذہب کا زوال شروع ہوا اور جو مائت زوال
کے یہ ہیں (۱) لوگوں نے بودہ کے ان لوگوں کو فراموش کر دیا (۲) ایک بار دست فر
جینیو کا اڑھا (۳) برہمنوں نے ویدوں کے موافق پہراپنے قدیم دیوتاؤں کی پرستش
کرنا شروع کی۔ تنگراہارج نے راجاؤں کو اپنا مذکار بنایا۔ راجاؤں نے بودہوں کے
قتل کا حکم جاری کیا رفتہ رفتہ یہ حالت ہو گئی کہ جب بارہویں صدی میں اہل اسلام نے
کشمیر پر حملہ کیا تو بودہ مذہب کا نام بھی نہ تھا۔ حالانکہ بودہ مذہب ہندوستان سے نابود ہو گیا
ہے۔ تاہم اس کی تعداد چونتیس لاکھ اٹھارہ ہزار آٹھ سو پچانوے ہے اور یہی اکثر مقامات
یعنی تبت۔ برہما۔ سیام۔ لنکا۔ جاپان۔ چین۔ اور نیپال میں مانا جاتا ہے۔ اور اسکی موافق
لوگ بودہ کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں۔ دہلی میں ہی قطب صاحب کی لائے کے پاس
بودہ مذہب کے قدیم مندر کے کھنڈر موجود ہیں جس سے پایا جاتا ہے کہ اس نول میں
ہی بودہ مذہب شائع تھا غرض کہ ۱۷۷۷ء سے لیکر ۱۸۱۷ء تک چار سو برس اس مذہب
کا بہت رواج رہا سبب زوال زیادہ تریہ ہوا۔ کہ جب برہمنوں نے دیکھا بودہ مذہب
خوب پھیل گیا۔ اور راجہ بھی اسی مذہب کو ماننے لگے تو انہوں نے ان کے پیٹھ پر کئی راجپوتوں کو
پھوم کرایا۔ اور بہت دلائی کے تم پاک ہو گئے ہو بودہ مذہب کے مٹانے میں پیشورنگو دے دیکھا۔
انہوں نے کوشش کر کے تبت میں بودہ مذہب کو ہندوستان نیرت و نابود کر دیا۔ یہ
راجپوت گنی کل کے نام سے مشہور ہیں۔ انہیں پانچ شہور زمانہ ان ہونے پر مرچو مانا۔
سولنگھی پر مار۔ بوندی اور گوٹھ کے ہمارا جا ہی گنی کل کے موجود ہیں۔

۱۷۷۷ء خالی بودی ہمارا اور برہمنوں کے ۱۸۱۷ء خالی دانی کو ہمارا اور اہل سنت۔

خاصیت

بگرفت طراز جا و دانہ ناقوس ہزار پیکرت این	حد شکر کہ این نگار خانہ بتجانہ ہند را در است این
--	---

قطعات تاریخ نالیف کتاب ہذا

قطعه تاریخ نتیجہ طبع سید شمس حسن صاحب محسن لوگرا فرزند اور کوچک لوف کتاب

کے تحریر کیا حالات موزوں لکھو تاریخ - تاریخ شیخ ہمایون	جناب عالی عالی سخن نے سر حاشہ کو محسن کا شکر تم
---	--

قطعه تاریخ مصنف سید محمد احسن صاحب احسن برادر خور و مولف

دل احسن کی بر آئی تہنا بنی کیا خوب یہ - تاریخ اعلیٰ	ہوا تمہارا جب یہ نسبت نہ کہا خوش ہو کہ آرزو گشتا
--	---

قطعه تاریخ از سید سعید علی نقی صاحب خلیف جگوری

ملازم کو توالی شہر ہوا پال

در دست چہ دست مایہ آمد تاریخ بلند پایہ - آمد	برو ہن خلیف برال بلایت برو ہن خلیف برال بلایت
---	--

قطبہ تاریخ از واقف متعاقب و وقایق منشی ابو محمد پراغدین صاحب تاریخ بہور
اہلکار مطبع سرکاری ریاست بہوپال و اہل ہدایت لاطفال تقویم شاہجہانی وغیرہ

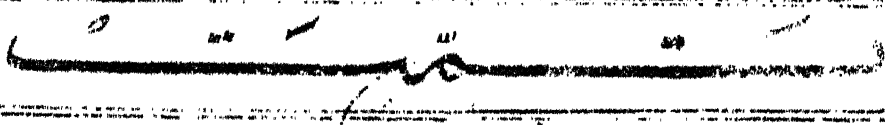
مانی و واقف متعاقب	حالیہ نگہ لکھو میں اس وقت
تاریخ متعاقب	لاہیب واقف متعاقب

قطبہ تاریخ شریف منشی عزیز منشی حکیم محمد وقیع الدین صاحب تاریخ
قصبہ کپڑہ منشی مطبع سرکاری ریاست بہوپال

کیا ہی خوش نامی کتاب	گویا یہ منتخب تاریخ ہے
دیکھ لیجئے اس میں جواب	اور کوئی ایسی کتب تاریخ ہی
کاٹہ سرانکار کا نام ہے	لکھو گچھپین یہ منتخب تاریخ ہے

تاریخ از نتیجہ اہلکار منشی شیونکر لال صاحب نگار تصدی
مطبع سرکاری ریاست بہوپال

ہوئی تحریر بہوپال	بنارس کی جو تاریخ نکال
یکایک ناقتہ غیبی	پہلے تاریخ کہ تاریخ مدلل



صحت نامہ اعلاط کتاب تاریخ بنارس

لفظ کلمہ	صفحہ	صمیم	علاط	لفظ کلمہ	صفحہ	صمیم	علاط
	۱۰	اسطرح	اسطرن		۳	گنگ	گنگ
	۱۰	کھپی ہے	لہی		۳	زندو	زندہ
	۱۰	کہ	لہ		۲	خصوصاً	خصوصاً
	۱۱	فقیر	فقبر		۲	ہندو دیکھ	ہندو دیکھی
	۱۲	تہا	نہا	پیلے	۳	.	.
	۲۰	یہین	یہین		۲	ٹہر	ٹہیر
	۱۹	فدائیک	قدائیک		۲	گھا	کھا
	۱۱	چھوٹے	پھوٹے		۲	۱۶۹۲ء	۱۶۹۲ء
	۱۱	بنوایا	بنویا		۹	بندر	برہمن
	۱۲	ضرورت	ضرورت		۹	رہے	ہے
	۱۲	ہوئے	ہو۔		۹	لبے	اوپے
	۱۲	بہرے	بہرتے		۹	یہہ	یہیں
	۱۵	اور ایک شہر	اور شہر		۹	گنگ	گنگ
	۱۴	راہ سے	راہ		۹	مسج	فسج
	۱۶	یہاں	یہاں		۹	شناس	شناس
	۱۶	راہ نہیں	راہ نہیں		۹	تاگ	تاگ
	۱۸	۲۲ پٹریاں	۲۲ پٹریاں		۹	ساقی	ساقی
	۲۰	پنڈون	پنڈون		۱۰	ایک	ایک
	۲۰	اسکا	اسکا		۱۰	اسکی	اسکی

لفظ تالیف سے	صفحہ	صفحہ	غلط	غلط	صفحہ	صفحہ	صفحہ	غلط
	۷	۳۹	قابض	قائم	۱	۲۱	.	.
	۱۰	۴۰	کی	کے	۷	۲۱	.	.
	۱۳	۴۱	سپرد	سپرد	۱۲	۲۱	تاسل	تاسل
	۱۹	۴۱	ہستند	ہستند	۱۱	۲۷	ہیسا	ہیسا
۱۷۸۷ء	۲۰	۴۱	.	.	۱۵	۲۸	تصنیفات	تصنیفات
	۲۰	۴۱	۱۷۷۷ء	۱۷۷۷ء	۱۷	۲۸	مشوک	مشوک
	۱۲	۴۳	سیاہ	سیاہ	۱	۱۹	گندہ	گندہ
	۱۸	۴۳	محبوب البیر	محبوب البیر	۱۷	۲۹	ہستاپور	ہستاپور
منڈل سے	۱۵	۴۳	منڈل سے	منڈل	۱۳	۲۹	شپو	سیو
	۲	۴۴	طلب	طالب	۱۷	۲۹	گول	کوکہ
	۱۸	۴۴	بزمہ	بزمہ	۱۲	۳۱	کتبتہ	کتبتہ
	۱۹	۴۴	گورر	گورر	۱۵	۳۳	اس نے	انھے
علی اصغر سے	۱۳	۴۷	علی اصغر	علی اصغر	۲	۳۵	.	.
	۲۱	۴۵	گنچے	گنچے	۷	۳۷	ڈیرہ	ڈیرہ
	۱۳	۴۴	.	.	۱۲	۳۵	اسکا	اس
بنا کر	۱	۴۶	کہ	.	۱۷	۳۵	کرتے	کرنے
کہ	۱۲	۴۶	ال آباد	آباد	۱۸	۳۵	فیروز	فیروز
	۹	۴۶	زان	ازان	۵	۳۷	منڈیاہوں	منڈیاہوں
اس کو اور	۷	۵۱	.	.	۱	۳۹	بادشاہ	بادشاہ
	۱۳	۵۳	لوع کدہ ۱۹	لوع کدہ	۲	۳۹	مقررہ	مقرر
	۹	۵۴	ہے	ہی	۳	۳۹	.	.

مطابق ۱۷۷۷ء

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
اسواکے	اس	۵۵	۹	سائے لکھ	سائے لکھ	۵۴	۱۲
کی	کے	۵۸	۲	سائے لکھ	سائے لکھ	۵۴	۱۴
دسمبر	دسمبر	۵۸	۶	سائے لکھ	سائے لکھ	۵۵	۱۰
و	اور	۵۸	۱۵	سائے لکھ	سائے لکھ	۵۶	۵
وفلت	وفات	۵۸	۱۷	سائے لکھ	سائے لکھ	۵۶	۱۱
رقیب	رقیب	۵۹	۴	سائے لکھ	سائے لکھ	۵۶	۱۲
.	.	۶۱	۱۵	سائے لکھ	سائے لکھ	۵۶	۱۳
.	.	۶۲	۸	سائے لکھ	سائے لکھ	۵۸	۴
قائم مقام	قائم مقام	۶۳	۲	سائے لکھ	سائے لکھ	۵۹	۶
"	"	۶۳	۳	سائے لکھ	سائے لکھ	۶۱	۱۰
.	.	۶۳	۹	سائے لکھ	سائے لکھ	۶۳	۱۸
تھی	تھے	۶۳	۱۴	سائے لکھ	سائے لکھ	۶۳	۷
.	.	۶۳	۱۴	سائے لکھ	سائے لکھ	۶۳	۱۴
نے	نے	۶۵	۱۹	سائے لکھ	سائے لکھ	۶۱	۱۰
۱۳۸۸	۱۳۸۸	۶۴	۱۵	سائے لکھ	سائے لکھ	۹۲	۲۰
شال	.	۷۰	۱۷	سائے لکھ	سائے لکھ	۹۲	۲۱
اکبر آباد	اکبر آباد	۷۱	۳	سائے لکھ	سائے لکھ	۹۲	۲۱
کہاے	گھاٹ	۷۱	۳	سائے لکھ	سائے لکھ	۹۳	۱۱
.	.	۷۱	۴	سائے لکھ	سائے لکھ	۹۸	۱۴
ہسٹنگز	ہسٹنگز	۷۱	۸	سائے لکھ	سائے لکھ	۱۰۲	۸
فضلی	فضلی	۷۴	۱۱	سائے لکھ	سائے لکھ	۱۰۳	۱۷

سینڈی وغیرہ مطابق مسطردی کے خزانہ سرکار میں داخل کر دو۔

کیا کر دو اور بلا توجہ
اور کافر کاغذ پور
دوپر کٹر کٹر پور
۱۰۔ اگنڈہ

داخل
۱۳۔ اگنڈہ

لہذا امید ہے

۹ بجے

کی
تھی
کی

۵۵
ہذا
نہیں
بیگ
بھی

دیدنی

متحققین

بکثرت

ساڑھے

بہار گوی

حیرتا

ایل

.

.

.

کئے

دیوانی

متحققین

بکثرت

ساڑھے

بہار گوی

حیرتا

ایل

.

.

.

کئے

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
.	.	۱۰۳	۶	ما	ما	۱۳۲	۱۹
.	.	۱۰۶	۲	باندھے	باندھنے	۱۳۴	۱۱
اطلاع	مطلع	۱۰۷	۶	تو	اور	۱۳۷	۱۵
.	.	۱۰۸	۳	بہت	نہایت	۱۴۰	۲
.	.	۱۱۳	۷	طریقہ	ذریعہ	۱۴۱	۴
تصویر	تصویر	۱۱۵	۱۳	تحقیقین	تحقیقین	۱۴۱	۱۲
.	.	۱۱۷	۱۱	کوئی	کوئی	۱۴۱	۱۷
بند	ترک	۱۲۲	۱۴	.	.	۱۴۱	۱۷
پلری	نوگری	۱۲۳	۱۹	ہنشنیوں	ہنشنوں	۱۴۲	۶
اس سے	اسے	۱۲۴	۷	.	.	۱۴۲	۱
پیشک	پیشاب	۱۲۷	۴	.	.	۱۴۳	۸
.	.	۱۲۷	۱۱	مانسیا	مانسیا	۱۴۳	۱۷
گرو	گیرا	۱۲۷	۱۵	آیا	آتا	۱۴۳	۱۵
ویشنو	ویشنویوں	۱۳۰	۸	انکی	انکی	۱۴۷	۲
دسرہ	دسرہ	۱۳۰	۸	رہتے ہیں	رہتی ہے	۱۴۷	۱۳
کرتے	کرتی	۱۳۱	۱	.	.	۱۴۷	۱۸
.	.	۱۳۱	۱۱	.	.	۱۴۸	۷
.	.	۱۳۲	۱۱	.	.	۱۴۸	۱۱
اس کے	اس کے	۱۳۲	۱۱	پیدا	.	۱۴۸	۱۵

بجائز کے آری کسرتوں
فوت برسی گلائی سے کرتے ہیں۔

پہننے سے اوسے اس کتاب کو صحیح شائع کر نہیں پوری کوشش کی ہے۔ اگر باوجود اس کے بھی کوئی غلطی
ریچا دے۔ تو ناظرین مہربانی سے اصلاح فرما کر ہمیں مطلع فرمادیں۔ تاکہ دوسری دفعہ چھپنے میں اس کی
اصلاح کر دیا دے۔ راقم پر دہلی اخبار ڈھادار (دہلی)

صحف نامہ ثانی اغلاط کتاب تاریخ بنارس جو مولف نے بعد طبع کتاب غلطنامہ مرتب کیا

صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ	صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ
شان	یاں	۱۱	۲۸	حصص	حصص	۱	۱
نا	وا	"	"	مترکبہ بی ہنو تواریخ	و تواریخ	۳	۱
نیروध	نیروध	۱۲	"	اسی سنگم	اسی سنگم	۱۱	۲
۱۔ لے دیہ	لے دیہ	۱۳	"	دو ہزار	ادو ہزار	۱۵	"
مراٹھ	سراٹھ	۱۴	"	لا دراک	الادراک	۱۲	۳
گوکہ	گوکہ	۱۴	۲۹	دو ہزار پوسید سال	دو ہزار سال	۱۴	"
ہمارے	بنارس سے	۱۶	"	ستمہ حاشیہ صفحہ ۲	ستمہ حاشیہ	۱۷	"
کیقباد بعد سلطنت	کیقباد عمر	۱۵	۳۰	بڑ ہوا سنگل	بڑ ہوا سنگل	۲	۳
ہالمن صفحہ	ہالمن صفحہ	۱۳	۳۱	رصد خانہ	صد رندانہ	۱۱	"
دردم حکم وصال	دردم حکم وصال	۱۷	"	کا گینج	کا گینج	۲	۹
ماڑواڑ	ماڑواڑ	۲۰	"	رہے رہے گائون	رہے گائو	۵	"
اوشون پر ٹوٹ کا مال	اوشون پر	۳	۳۲	جانان مارا	جانان مرا	۱۶	"
رسلو اکبر بادشاہ	رسلو بادشاہ	۷	۳۳	قدحے	قدح	"	"
گوند واد سات	گوند واد سات	"	"	غزلے	غزلی	۱۷	"
بنارس ہی تھا	بنارس ہی تھا	۸	۳۳	زار گبو	زار گبو	"	"
بنارس کو اپنا دارالسلطنت	بنارس کو اپنا دارالسلطنت	"	"	آن شبہ	آن شبہ	"	"
قرار دیر بہت رونق دی	قرار دیر بہت رونق دی	"	"	گرہ	گرہ	۱۹	۱۵
حضرت صاحب جہان وہ رہتا تھا	حضرت صاحب جہان وہ رہتا تھا	"	"	لیکن سوک بارش میں جب	لیکن جب	۲	۲۰
اور جو اسی مکانات میں تھا	اور جو اسی مکانات میں تھا	"	"	دھنم	دھنم	۱۱	۲۸
اور بیس جام تعمیر کرتے۔	اور بیس جام تعمیر کرتے۔	"	"				
اپنشدہ	اپنشدہ	۱۶	"				

صحیح	غلط	نمبر	نمبر	صحیح	غلط	نمبر	نمبر
چچا زاد بہائی امینی بابو۔	بابو	۱۲	۵۶۱	کرنی شاہ	کرنی شاہ	۱۴	۳۳
مولوی علی اختر	مولوی علی اختر	۱۳	۴۷	۱۳۵۴	۱۳۵۴	۱۵	۳۴
کنڈ بنا کر	کنڈ	۱۴	۴	نام سے مشہور ہے اور	نام سے مشہور ہے اور	۱	۳۲
بیوا گنج سنگ	بیوا گنج سنگ	۱۹	۴	پرانی عدالت کا مکان	پرانی عدالت کا مکان		
پرکے قلم میں رکھ کر	پرکے قلم میں رکھ کر	۶	۴۵	جس پر مسلمانوں کا ایک دفتر	جس پر مسلمانوں کا ایک دفتر		
فرور کر دیا۔ ایک تاریخ میں	فرور کر دیا	۹	۴	خاندان اس وقت قائم ہے	خاندان اس وقت قائم ہے		
ہے کہ کاغذ کی جی بنا کر اور				وہ دارا شکوہ کے لیے بنوایا	وہ دارا شکوہ کے لیے بنوایا		
کان میں لگا کر کہ جس میں				گیا تھا کہ وہ بنارس میں	گیا تھا کہ وہ بنارس میں		
درج تھا اپنے حالات پر پتلا				رکھتا تھا تو نئے استفادہ	رکھتا تھا تو نئے استفادہ		
اطلاع دی جائے کہ تین نو	اطلاع دی جاگا	۱۲	۴	حاصل کرے۔	حاصل کرے۔		
سپاہی باغ کے قریب ہو چکا				توڑ کر	توڑ کر		
اطلاع دے تاکہ				بشیشتر	بشیشتر	۸	۴
بیوا	بیوا	۳۸	۴	چون ن اگر	چون	۳	۳۵
گنج سنگ ولد	گنج سنگ ولد	۲۱	۴	۱۹۰۲ء	۱۹۰۲ء	۱۵	۳۷
کو کہ متنی	کو کہ متنی	۱	۴۶	۱۱۶۳ء	۱۱۶۳ء	۲	۳۹
معاوضہ سکوا اور دینا پڑ گیا	معاوضہ سکوا اور دینا پڑ گیا	۷	۵۱	تو کر ونگو اپنے	تو کر ونگو اپنے	۶	۴
یہ ایک اولیٰ ہے	یہ ایک اولیٰ ہے	۱۵	۵۳	۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۳ء تک	۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۳ء تک	۴	۴۱
رقم ازادی	ازادی رقم	۱۶	۴	وکیل شنبہ ناتھ پری	وکیل ہی	۵	۴۳
یہ بعد نسل عطا	یہ بعد نسل عطا			کار و منڈل سے نکالنے	کار و منڈل سے نکالنے	۱۵	۴
یہ بعد نسل عطا	یہ بعد نسل عطا	۱۸	۵۲	۱۸۸۷ء	۱۸۸۷ء	۲۰	۴
یہ بعد نسل عطا	یہ بعد نسل عطا	۱	۵۵	خود داخل	خود داخل	۵	۴۴
گوئیڑ جزیل برہا	گوئیڑ جزیل برہا	۷	۴	۱۸۸۷ء	۱۸۸۷ء		
				پیش آتا تھا	پیش آتا تھا	۱۲	۴



صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
۱۸	۷۴	۱۸	۷۴	۱۸	۷۴
۲	۷۵	۲	۷۵	۲	۷۵
۷	۷۷	۷	۷۷	۷	۷۷
۵	۷۹	۵	۷۹	۵	۷۹
۷	۸۳	۷	۸۳	۷	۸۳
۷	۸۳	۷	۸۳	۷	۸۳
۱۸	۸۴	۱۸	۸۴	۱۸	۸۴
۱۸	۹۰	۱۸	۹۰	۱۸	۹۰
۱۳	۹۱	۱۳	۹۱	۱۳	۹۱
۱۳	۹۷	۱۳	۹۷	۱۳	۹۷
۱۱	۱۰۱	۱۱	۱۰۱	۱۱	۱۰۱
۸	۱۰۲	۸	۱۰۲	۸	۱۰۲
۱۰	۱۰۵	۱۰	۱۰۵	۱۰	۱۰۵
۵	۱۰۶	۵	۱۰۶	۵	۱۰۶
۱۱	۱۰۸	۱۱	۱۰۸	۱۱	۱۰۸
۸	۱۰۹	۸	۱۰۹	۸	۱۰۹
۱۰	۱۱۰	۱۰	۱۱۰	۱۰	۱۱۰
۵	۱۱۱	۵	۱۱۱	۵	۱۱۱
۳	۱۱۳	۳	۱۱۳	۳	۱۱۳

کلمہ سنجین
 یہ سب اس سال کے لیے
 سے نکلتے ہیں اس میں غزوات
 تغیبہ وغنیہ و فتح مکه
 تغیبہ عام سے مع
 تغیبہ بدر آئے
 حصول
 اہل کتب
 درویشوں کے
 و امر الہی شان کے
 موافق جو عطا فرمیں
 الشکر
 جو عطا فرمائیں
 اخلاص
 جو عطا فرمائیں
 جود مال

اس واسطے
 فی چہرہ من
 اوپر زانو کی پارچہ
 نمبر ۱۱۴
 مشہر بارگشت
 اسپت صاحب
 قائم مقام
 چشم و رخ
 نکمت
 چڑھائی
 لیکر کنور دیا اور
 چہرہ آسون
 پچاس روپیہ
 اگر آبادی نہیں ہو
 گنج سنگہ
 کو جو ۱۹ برس کا تھا
 چلا گیا
 کھانا پانے کا
 کیتل
 پیری
 بچی سرکار لہو کہ منہ

اہل ملک آخرو پڑھین

ہم نے بلا تخصیص مذہب اہل ہنود و اہل اسلام معصم طور پر یہ ارادہ کیا ہے کہ زمانہ گذشتہ کے تواریخی سلسلہ کو مناسب ترقی کے ساتھ تازہ کیا جاوے۔ یعنی اہل ہنود اور اہل اسلام کے مذہبی مقامات اور ویسے ہی مقدس فریترک بزرگوں کے تواریخی واقعات اور سوانح عمریان طبع کر کے نذر ناظرین کیجا یا کریں جو ان کے اور ان کی اولاد کیلئے زمانہ کی کاپی ایٹ کا ایک فائدہ بخش سبق کا کام دینے والی ثابت ہوگی اسوقت تک جب تک تواریخیں چھپ کر فروخت ہو رہی ہیں۔

حیات اکبر

یعنی اکبر بادشاہ کی مختصر سوانح عمری قیمت بلا محصول ۲۔

حیات سعدی

یعنی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کی سوانح عمری قیمت بلا محصول ۷۔

حیات وکٹوریا

یعنی حضور قیصرہ ہند کی سوانح عمری قیمت بلا محصول ۷۔

تاریخ بنارس کا تصویر

یعنی شہر کاشی کے ابتدائی اسوقت تک کے حالات و نقشہ جات عمالی وغیرہ قیمت بلا محصول

جیاسری راجہ راجندر جی

یعنی سری راجہ راجندر جی کی سوانح عمری قیمت بلا محصول ۲۔

تھم محمد فضل الدین پروپرائیٹر اجا و فادالابھور

اعلان

اس کتاب تاریخ بنارس کا حق مالیت نشی
محمد فضل الدین صاحب پرنسپل ڈیپارٹمنٹ دہلی پرنس
پریس و اخبار و فاؤنڈیشن مور کو دیا گیا۔ لہذا کوئی
صاحب بغیر اجازت نشی صاحب موصوف یا
مؤلف کے چھاپنے کے مجاز نہیں ہیں۔

المنش

محمد رفیع رضوی عالی

مومانی مؤلف کتاب ہذا